لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

رنگین تصاویر کے ساتھ

مصنف

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب نور اللہ مرقدہ

ادارۃ الرشید

اُسوۂ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خلیفۂ مجاز
حکیم الامت مجدد الملت
حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

ادارۃ الرشید
بنوری ٹاؤن کراچی

اُسوۂ رسولِ اکرم ﷺ

اشارۂ مضامین

یہ کتاب حسبِ ذیل مضامین پر مشتمل ہے

فہرست

مآخذ

۱۔ قرآن مجید
۲۔ صحیح بخاری
۳۔ شمائل ترمذی شریف
۴۔ خصائل نبوی ﷺ (شرح شمائل ترمذی) از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
۵۔ مشکوٰۃ شریف
۶۔ جامع ترمذی
۷۔ حصن حصین
۸۔ الادب المفرد
۹۔ مدارج النبوۃ (حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ)
۱۰۔ کتاب الشفاء (حضرت قاضی عیاض قدس سرہٗ العزیز)
۱۱۔ زاد المعاد
۱۲۔ طبقات ابن سعد
۱۳۔ سیرت النبی ﷺ (حضرت سید سلیمان ندوی قدس سرہٗ)
۱۴۔ تفسیر بیان القرآن حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
۱۵۔ نشر الطیب حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
۱۶۔ زاد السعید حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
۱۷۔ حیوٰۃ المسلمین حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
۱۸۔ بہشتی زیور حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
۱۹۔ بہشتی گوہر حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
۲۰۔ کثرت الازواج لصاحب المعراج
حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
۲۱۔ معارف الحدیث (مکمل) (مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ)
۲۲۔ ترجمان السنۃ (مولانا سید بدر عالم صاحب مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ)

مقدمہ

عالی مرتبت جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم و مد فیوضہم مفتی اعظم پاکستان و بانی وصدر دارالعلوم کراچی خلیفہ ارشد حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

قرآن کریم کی بے شمار نصوص اور احادیث صحیحہ شاہد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور آپ کی تعلیمات اور سنتوں کا اتباع ہی انسان کی مکمل اصلاح کا نسخۂ اکسیر اور دنیا وآخرت کی ہر کامیابی کا ضامن ہے۔

مگر اکثر لوگوں نے اطاعت واتباع کو صرف نماز، روزہ، وغیرہ چند عبادات میں منحصر سمجھ رکھا ہے۔ معاملات اور حقوق باہمی، خصوصاً عادات وآداب معاشرت سے متعلق قرآن وحدیث کے ارشادات اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو عام طور پر ایسا سمجھ لیا گیا ہے کہ یہ نہ دین کا کوئی جزو ہے اور نہ اطاعت واتباع رسول اللہ ﷺ سے اس کا کوئی تعلق ہے۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ بہت سے ایسے مسلمان بھی دیکھے جاتے ہیں جو نماز روزے کے اعتبار سے اچھے خاصے دیندار کہلاتے ہیں مگر معاملات و معاشرت و حقوق باہمی کے معاملہ میں بالکل غافل اور بے شعور ہونے کی بنا پر اسلام اور مسلمانوں کے لیے ننگ عار ہوتے ہیں۔ جس کی بڑی وجہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے ناواقفیت اور آپ ﷺ کی عادات وخصائل اور سنن سے غفلت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا ہے اور لوگوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ، ہر دور ہر حال میں اور عبادات و معاملات و معاشرت و عادات میں

اس نمونے کے مطابق خود بھی بنیں اور دوسروں کو بھی بنانے کی فکر کریں۔ آیت قرآنی "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" کا یہی مطلب ہے۔ گویا رسول اللہ ﷺ کی سیرت او رشمائل ایک حیثیت سے عملی قرآن ہے۔

اسی لیے ہر زمانے کے علماء نے عربی، فارسی، اردو اور ہر زبان میں رسول اللہ ﷺ کے شمائل و خصائل کو مختصر اور مفصل مستقل رسالوں اور کتابوں کی صورت میں جمع فرمادیا ہے جو ایک حقیقت ہے پوری تعلیمات نبویہ کا ایک خلاصہ ہے۔

حال ہی میں ہمارے محترم بزرگ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو سیدی حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ خاص ہیں۔ عام لوگوں کو اطاعت رسول ﷺ اور اتباع سنت کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لیے شمائل و خصائل کی مستند کتابوں سے ہر شعبہ زندگی کے متعلق ہدایات کو واضح اور نمایاں کر کے جمع فرمادیا ہے جو کتب شمائل کا اصل مقصد ہے۔

افسوس ہے کہ احقر اپنی علالت اور ضعف کی بناء پر اس مبارک مجموعہ کو خود نہیں دیکھ سکا خاص خاص مقامات اور عنوانات کو پڑھوا کر سنا ہے مگر بعض علماء نے اس کو دیکھ کر توثیق فرمائی ہے اور جن کتابوں سے یہ مضامین لیے گئے ہیں ان کا مستند و معتبر ہونا خود اس مجموعہ کی مستند ہونے کی ضمانت ہے الحمد للہ شمائل نبویہ کا یہ بہت اچھا مجموعہ عام فہم اور سلیس زبان میں جمع ہو گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مصنف کو جزائے خیر عطا فرمادیں اور کتاب کو مقبول و مفید بنادیں۔ واللہ المستعان۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

۲۷ رجب ۱۳۹۳ھ

دار العلوم کراچی نمبر ۱۴۔

تاثرات

بقیۃ السلف و حجۃ الخلف عالی جناب حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ (کاندھلوی ثم سہارن پوری) رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

کتاب اسوۂ رسول اکرم ﷺ (طبع اول) معظم و محترم حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت بابرکت میں پیش کی گئی۔ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بعد ملاحظہ اپنے جن تاثرات کا اظہار فرمایا اس کا اقتباس درج ذیل ہے۔ (مولف)

جناب کا پہلا گرامی نامہ ملا تھا اور میں اس سے بھی پہلے سے عریضہ لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا مگر ان دنوں میری طبیعت بہت ہی خراب رہی۔

آپ کی مبارک کتاب بہت ہی برکات کی حامل ہے اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرمائے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ منتفع فرمائے اور جناب کو دارین کی ترقیات سے نوازے۔ آپ کی کتاب تو بہت پسند آئی۔ مگر میرے پاس بے وقت پہنچی۔ حج کے زمانہ میں مدینہ پاک میں عصر کے بعد کی مجلس میں چار پانچ سو کے قریب کم سے کم لوگ ہوتے تھے اور جو وقت گزرتا گیا اور ہندو پاک کے جہاز جاتے رہے۔ آدمیوں کی کمی ہوتی رہی۔ اگر پہلے آجاتی تو اوروں کے کان میں بھی پڑ جاتی۔

میں اس دوران اکثر بیمار رہا۔ بہت ہی امراض و انتشار کی حالت میں رسالہ کو سنا۔ سنتے ہوئے جہاں شبہ ہوا وہاں حاشیہ پر نشان لگا دیا۔ ممکن ہے کہ کچھ سماع سے رہ گیا ہو۔

فقط والسلام
محمد زکریا
(از مدینہ طیبہ)
۲۲ مئی ۱۹۷۵ء

پھر دوسرا گرامی نامہ صادر ہوا۔ اس میں ارقام فرمایا۔
کتاب کے متعلق میرا تو خیال ہے کہ میں پہلے خط میں لکھوا چکا تھا۔ دُعائیں ہی تو ہمارے

یہاں اصل ہوا کرتی ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی دُعائیں اس سیہ کار کے حق میں قبول فرمائیں۔ اس میں تو شک نہیں کہ طبیعت تو بہت گری ہوئی تھی اور ہے، مگر جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا، بشوق میں (کتاب کو) سن ہی لیا۔اس کا ضرور قلق ہوا کہ کتاب دیر میں پہنچی۔اگر حج کے زمانے میں پہنچ جاتی تو لوگوں کو زیادہ نفع ہوتا۔آپ نے صحیح فرمایا کہ اس زمانے میں اتباعِ سنت تو مفقود ہوتا جارہا ہے عوام تو درکنار خواص میں بھی اس کا اہتمام کم ہوتا جارہا ہے۔فالی اللہ المشتکی۔

آپ نے جو اہتمام اس کتاب میں کیا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرمائے اور بہترین جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔میں تعمیلِ ارشاد میں چند کلمات لکھوا رہا ہوں۔

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔اس ناکارہ نے عالی جناب ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحب زادمجدہم خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف اسوۂ رسول اکرم ﷺ کو بہت شوق سے بڑے مجمع میں حج وعمرہ کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے، سنا اور کہیں کہیں مجھے اشتباہ ہوا تو علماء سے مراجعت کے بعد طبع ثانی میں اس کی اصلاح کے لیے بھی توجہ دلائی۔رسالہ بہت ہی مفید اور آسان ہے اور حضورِ اقدس ﷺ کے حالات پر مشتمل ہے اور ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ بہت مفید ہے، اور باطنی خوبیوں کے ساتھ ظاہری خوبیاں طباعت کی عمدگی ودل کشی سے بھی آراستہ ہے۔یہ ناکارہ دُعا کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ انتفاع وتمتع نصیب فرمائے اور حضرت مولف دام مجدہم کے لیے اس کو صدقہ جاریہ بنائے۔آمین۔

فقط

والسلام

محمد زکریا کاندھلوی

وارد حال مدینہ منورہ

۱۷، جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ بمطابق ۲۶، جون ۱۹۷۵ء

بسم الله الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

لمّا بعد۔ ادنیٰ خادم بارگاہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ، احقر ناکارہ محمد عبدالحیٔ عرض گزار ہے کہ حضرت اقدس ﷺ کی عام تعلیمات اور دوسرے بھی اکابر کے ارشادات سے یہ امر بحمد اللہ مرکوز خاطر رہا ہے کہ دین و دنیا کی فلاح رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی عادات و سنن کے اتباع پر موقوف ہے، جو صرف نماز روزہ اور دیگر عبادات کی حد تک نہیں، بلکہ زندگی کے ہر شعبے اخلاق و عادات، معاشرت و معاملات سب پر حاوی ہے۔ احادیث رسول ﷺ اور شمائل نبویہ کے متعلق جتنا عظیم الشان ذخیرہ کتب ہر زمانے کے مشائخ و محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے امت کے لیے مہیا کیا ہے ان سب کا حاصل یہی ہے کہ امت ہر شعبہ زندگی کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی قولی اور عملی ہدایات سے واقف ہو اور ان کو اپنا مقصد زندگی بنائے۔

موجودہ دور میں جبکہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنتوں سے مغائرت بڑھتی جا رہی ہے، اور مسلمان اپنے دین کی تعلیمات کو چھوڑ کر غیروں کے طور طریقے اختیار کر رہے ہیں، اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بار بار اسلامی تعلیمات اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنتوں کی طرف دعوت دی جائے۔ کیونکہ مسلمانوں کی دینی اور اخروی ہر طرح کی صلاح و فلاح اتباعِ سنت ہی میں مضمر ہے۔

اس غرض کے لیے عرصہ دراز سے دل میں آرزو تھی کہ ایک ایسی آسان اور مختصر کتاب مرتب کی جائے، جس کا مطالعہ عام مسلمانوں کو اتباعِ سنت کی دلکش زندگی سے روشناس کرا سکے اور جس سے وہ آسانی کے ساتھ سنت کے مطابق زندگی کے بنیادی تقاضے معلوم کر سکیں۔ یہی وہ داعیہ تھا جس نے مجھے اس کتاب کی ترتیب پر آمادہ کیا۔

احقر کوئی عالم نہیں، لیکن یہ محض اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے علماء اہل تقویٰ

ومشائخ کی بابرکت صحبت وتربیت سے فیضیاب وسرفراز ہونے کی سعادت نصیب فرمائی ہے۔ یہ انہیں بزرگوں کا فیضان نظر ہے کہ احقر کے دل میں ایک ایسی کتاب مرتب کرنے کا تقاضا پیدا ہوا جس میں نبی الرحمۃ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے متعلق ایسی احادیث جمع کی جائیں جن کا تعلق انسان کی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حال سے ہو، اور جن کی روشنی میں اتباع سنت کا صحیح مفہوم علمی وعملی طور پر خوب واضح ہو جائے اور جن کی بدولت ہر مسلمان اس بڑھتے ہوئے الحاد وزندقہ کے ماحول و معاشرے میں اپنے ایمان واسلام کو محفوظ وسلامت رکھ سکے۔

چنانچہ احقر نے خود اپنے لیے اور اپنے ایسے عام مسلمانوں کے لیے بمشورۂ علماء کرام احادیث وشمائل نبویہ ﷺ کی مستند کتابوں سے رسول اللہ ﷺ کی سنن وتعلیمات کا انتخاب کر کے اردو زبان میں آسان عنوانات کے ساتھ ایک مفید اور معتد بہ ذخیرہ جمع کرلیا۔

احقر باوجود اپنے ضعف اور دیگر مشاغل کے اس کام کے سرانجام دینے میں ایک طویل مدت تک والہانہ انداز میں محو ومتوجہ رہا اور الحمد اللہ کہ بقدر اپنی استعداد علمی وصلاحیت فہم جو کچھ بن پڑا اس کو ہدیہ ناظرین کردیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس کتاب کو منصہ وجود میں آتے ہی اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ تقریباً ایک ماہ کے اندر مطبوعہ کتاب ختم ہوگئی اور مشتاقین کی تشنگی اور فرمائش باقی رہ گئی۔ اس لیے پیہم تقاضوں کے پیش نظر پھر جلد از جلد دوسرے ایڈیشن کا اہتمام کرنا پڑا۔

اس اثناء میں یہ کتاب اپنی مطبوعہ شکل میں بعض مستند اہل علم کی نگاہ سے بھی گزری اور اس میں بعض باتیں فقہی نقطۂ نظر سے اصلاح طلب معلوم ہوئیں، چنانچہ یہ ایڈیشن بعض مستند اہل علم کی نظر ثانی کے بعد شائع ہو رہا ہے اور اس میں مذکورہ فقہی اشکالات کو دور کردیا گیا ہے۔

اس کے باوجود یہ بات میں ایک بار پھر عرض کردینا چاہتا ہوں کہ یہ فقہ کی کوئی باقاعدہ کتاب نہیں ہے جس میں موضوع سے متعلق تمام تفصیلی جزئیات موجود ہوں یا مسئلہ کے ہر پہلو کا پورا احاطہ کیا گیا ہو۔ لہٰذا ایسی فقہی تفصیلات کے لیے مستند اہل علم وفتویٰ سے رجوع کر کے یا مفصل فقہی کتابوں کو دیکھ کر اور سمجھ کر عمل کرنا چاہیے اور اس غرض کے لیے سیدی ومرشدی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''بہشتی زیور'' بے نظیر ہے۔

اسی طرح یہ علم حدیث کی بھی کوئی باقاعدہ کتاب نہیں ہے جس میں اصول حدیث کی تمام فنی

باریکیوں کی رعایت ہو، بلکہ اگر فنی نقطۂ نظر سے اس میں اب بھی کچھ فروگزاشتیں ہوں تو بعید نہیں۔ اگر چہ میں نے تمام تر مواد ان مستند کتابوں سے لیا ہے جن کے نام ماٰخذ کے عنوان کے تحت مذکور ہیں، لیکن یہ سب ماٰخذ عربی سے اردو میں کیے ہوئے تراجم ہیں۔ لہٰذا یہ ممکن ہے کہ نقل درنقل اور ترتیب وانتخاب میں وہ احتیاط باقی نہ رہ سکی ہو جو حدیث کے نقل کرنے میں ضروری ہے۔ چنانچہ اگر کسی حدیث کی علمی تحقیق مقصود ہو تو اصل ماٰخذ سے مراجعت کی جائے۔ مثلاً ایسا ممکن ہے کہ کسی حدیث کے ساتھ تشریحی اضافے جو قوسین میں آنے چاہئیں تھے۔ کہیں بغیر قوسین کے دیئے گئے ہوں۔ البتہ بار بار اہل علم کو دکھانے کے بعد اس بات پر بحمد اللہ اطمینان ہے کہ احادیث کا مرکزی مفہوم ضرور واضح ہو گیا ہے اور کوئی بات علمی نقطۂ نظر سے ایسی باقی نہیں رہی جو غیر مستند ہو۔

اسی کے ساتھ کتاب کے ظاہری حسن و ترتیب میں بعض ایسی باتیں باقی رہ گئی تھیں جو بعض اصحاب ذوق کو گراں گزرتی تھیں۔ اس اشاعت میں ان کو بھی دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ احقر کی کوتاہیوں سے درگزر فرما کر اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور محبت رسول ﷺ کو اتباع سنت کا سچا جذبہ بیدار کرنے کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

انه علیٰ کل شیءٍ قدیر

احقر محمد عبدالحئی عفی عنہ

(۲۴، دسمبر ۱۹۷۵ء)

حصہ اول

رَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّ جَنَّةُ نَعِيْمٍ

مضامین افتتاحیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

خطبہ

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَآاِلٰهَ غَیْرُكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی کَافَّةِ النَّاسِ بِالْحَقِّ بَشِیْراً وَّ نَذِیْراً وَّ دَاعِیاً اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجاً مُّنِیْرًا وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

لمعات

رسول اللہ ﷺ کے جلالت شان اور کمالات نبوت خود اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام مبین میں ہے۔

محمد حامد محمد خدا بس
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس

حق تبارک وتعالیٰ نے ہمارے رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام میں ایک خاص امتیاز عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کو سید الانبیاء قرار دیا اور آپ ﷺ کی ذات اقدس کو دنیا کے لیے ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ اسی لیے اہل عالم کے لیے آپ ﷺ کے تعارف اور آپ ﷺ کے اوصاف کمال بتانے کا بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ہی اپنے کلام مبین میں اہتمام فرمایا اور ارشاد فرمایا:

آیات قرآنیہ

(۱) هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا (سورۃ فتح، آیت ۲۹)

وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت کا سامان یعنی (قرآن) دیا اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر دنیا میں بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدے کر رہے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں لگے ہیں۔ [بیان القرآن]

(۲) نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ [آل عمران۔ آیت ۱۶۴]

حقیقت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں انہیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی (خیالات و رسومات جہالت سے) صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی باتیں بتاتے رہتے ہیں۔

(۳) نیز یہ بھی واضح فرمایا کہ:

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْ اُنْزِلَ مَعَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور وہ پاکیزہ چیزوں کو ان کے لیے حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو

(بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق (یعنی شرائع سابقہ کے احکامات شدیدہ) تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔ (سورہ اعراف۔آیت ۱۵۷) (بیان القرآن)

(۴) آپ کے نطق کی شان یوں ارشاد فرمائی:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى [سورہ النجم، آیت ۳]

اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

(۵) پھر اپنے بندوں سے اپنے محبوب ﷺ کی خصوصیات کا اس طرح تعارف فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں۔ جن کو تمہاری مضرت کی باتیں نہایت گراں گزرتی ہے۔ جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں۔ (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے، پھر بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ تو بڑے شفیق (اور) مہربان ہیں۔ (سورۂ توبہ۔آیت ۱۲۸)

(٦) اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (سورۂ احزاب۔ آیت ٦)

نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیبیاں ان (مومنوں کی) مائیں ہیں، یعنی مسلمانوں پر اپنی جان سے بھی زیادہ آپ کا حق ہے اور آپ کی اطاعت مطلقاً اور تعظیم بدرجہ کمال واجب ہے۔ اس میں احکام اور معاملات آ گئے۔ (بیان القرآن)

(۷) پھر لوگوں کو اپنے رسول برحق اور ہادیٔ دین مبین ﷺ کی اتباع کے لیے اس طرح حکم فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝ (سورہ احزاب۔ آیت ۲۸)

تم لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ (کی ذات) میں ایک عمدہ نمونہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔
(بیان القرآن)

(۸) وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۝ (الحشر۔ آیت ۷)

اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں، وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں (اور بالعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رک جایا کرو۔ (بیان القرآن)

(۹) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ (النساء، آیت ۸)

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (بیان القرآن)

(۱۰) وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (سورۂ احزاب، آیت ۷۱)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔
(بیان القرآن)

(۱۱) پھر اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کی امتیوں کو یہ بھی بشارت عطا فرمائی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝
(النساء، ۸۰، آیت ۶۹)

اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء وصلحا اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔

(۱۲) اور اس پر متنبہ بھی فرمایا کہ:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْ

مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى ... مِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النساء، آیت ۱۱۵)

اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق واضح ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی۔ (بیان القرآن)

(۱۳) وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (النساء، آیت ۱٤)

اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جائے گا اس کو آگ میں داخل کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے۔ (بیان القرآن)

(۱۴) پھر اپنے محبوب ﷺ کو اپنی زبان مبارک سے اپنے منصب رسالت اور مرتبہ رشد و ہدایت کے اعلان کے لیے یہ الفاظ عطا فرمائے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ص (الاعراف، آیت ۱۵۸)

آپ کہہ دیجئے کہ اے (دنیا جہان کے) لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں۔ جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ (بیان القرآن)

(۱۵) قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ
(سورہ یوسف، آیت ۱۰۸)

آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں (لوگوں کو توحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں۔ (بیان القرآن)

(۱۶) قُلْ إِنَّنِىْ هَدٰنِىْ رَبِّىْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الانعام، آیت ۱۶۱)

آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے۔ (بیان القرآن)

(۱۷) قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ (آل عمران، آیت ۴۱)

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔ (بیان القرآن)

(۱۸) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب وحبیب ﷺ کو غایت لطف وکرم سے ان محترم الفاظ کے ساتھ مخاطب فرمایا۔

يٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۭ

یٰسٓ، قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بے شک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں (اور) سیدھے رستہ پر ہیں۔

(۱۹) يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ إِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۞ (الاحزاب، آیت ۴۵)

اے نبی بے شک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ امت کے لیے گواہ ہوں گے اور آپ (مومنین کے بشارت دینے والے ہیں اور کفار کے) ڈرانے والے ہیں (سب کو) اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔ (بیان القرآن)

(۲۰) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۞ (سورہ سبا، آیت ۲۸)

آپ کی بعثت کا مقصد تمام انسانوں کے لیے بشیر ونذیر ہونا ہے۔ (بیان القرآن)

(۲۱) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (سورہ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے (ایسے مضامین نافعہ دے کر) آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر جہاں کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر مہربانی کرنے کے لیے۔ (بیان القرآن)

(۲۲) اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورہ ن، آیت ٤)

بے شک آپ اخلاق حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ (بیان القرآن)

(۲۳) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرح، آیت ٤)

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کیا۔ (بیان القرآن)

(٢٤) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (والضحیٰ، آیت ٥)

اور عنقریب اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) دے گا سو آپ خوش ہو جائیں گے۔

(٢٥) وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ○ (سورہ حجر، آیت ۸۷)

اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو (نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں۔ (مراد سورۂ فاتحہ) اور قرآن عظیم دیا۔ (بیان القرآن)

(٢٦) وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (النساء، آیت ۱۱۳)

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ (بیان القرآن)

(۲۷) باوجود کثیر التعداد دشمنانِ اسلام کی پیہم اور بے انتہا مخالفتوں، ایذا رسانیوں اور معرکہ آرائیوں کے نبی برحق ﷺ نے نہایت قلیل عرصہ میں اپنے منصب رسالت و اعلائے کلمۃ الحق میں جو بے مثال اور لازوال کامیابی حاصل کی اس پر اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب خاتم النبیین و سید المرسلین ﷺ کو اپنا خصوصی پروانہ خوشنودی اور رضائے کاملہ کی سند امتیازی عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ o وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا o فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ع (سورہ النصر)

ترجمہ: اے محمد ﷺ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد اور فتح مکہ (مع اپنے آثار کے) آپہنچے (یعنی واقع ہو جائے اور جو آثار اس فتح پر مرتب ہونے والے ہیں یہ ہیں کہ) آپ لوگوں کو دین اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتا دیکھ لیں تو اس وقت سمجھ لیجئے کہ مقصود دنیا میں رہنے کا آپ کی بعثت کا کہ تکمیل دین ہے وہ پورا ہو گیا اور اب سفر آخرت قریب ہے اس کے لیے تیاری کیجئے اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجئے یعنی ایسے امور جو خلاف اولیٰ واقع ہو گئے ہوں ان سے مغفرت مانگئے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (بیان القرآن)

(۲۸) پھر اپنے خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کے ذریعہ سے مخلوق عالم پر اپنے تمام احسانات و انعامات کا اس طرح اعلان فرمایا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورہ مائدہ، آیت ۳)

آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا۔ (بیان القرآن)

(۲۹) پھر اللہ جل شانہ نے انسانیت کے اس محسن اعظم ﷺ کو اپنے قرب و محبت خصوصی کی خلعت سے سرفراز فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط (الاحزاب۔ آیت ۵٦)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو تم بھی آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے رہا کرو۔ (بیان القرآن)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ o اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

خالق کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو حصول شرف انسانیت وتکمیل عبدیت کے لیے اور اپنے تمام احسانات اور انعامات سے مشرف اور بہرہ اندوز ہونے کے لیے جب ایسے خیر البشر نبی الرحمتہ ﷺ کو پیکر مثالی بنا کر مبعوث فرمایا تو ایمان لانے والوں پر ادائے شکر و امتنان کے لیے جس طرح آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا واجب فرمایا ہے اسی طرح ان کو ہر شعبہ زندگی میں آپ ﷺ کی اطاعت واتباع کا بھی مکلف بنایا ہے۔

ان تصریحات ربانی سے بالکل واضح ہے جو بھی آپ ﷺ سے جتنا قرب حاصل کرے گا وہ اسی قدر اللہ جل شانہ سے قریب ہوگا اور محبوب بندہ بن جائے گا گویا اتباع سنت ہی روح عبادت ہے اور حاصل زندگی ہے اور بندہ کا جو فعل سنت کے خلاف ہے وہ فی نفسہٖ عبادت نہیں ہے۔ بلکہ دانستہ خلاف سنت ہونے کے باعث موجب حرمان ضرور ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اتباع رسول ﷺ افراد امت پر کن امور میں واجب اور کہاں بطور تقاضائے محبت مستحب ہے۔

سیرت طیبہ کا ایک حصہ وہ عقائد واعمال ہیں جن کو آنحضرت ﷺ نے مامور شرعی کے طور پر ادا کیا اور جن کا ہر شخص مکلف ہے۔ ان کو "سنن ہدیٰ" کہا جاتا ہے اور ایک حصہ ان امور کا ہے جو آنحضرت ﷺ کی خصوصیت وکرامت تھی مثلاً صوم وصال وغیرہ۔ امت کو ان امور کی اجازت نہیں اور ایک حصہ ان امور کا ہے جن کو آنحضرت ﷺ نے مامور شرعی کی حیثیت سے نہیں بلکہ

"اتفاقیہ عادات" کے طور پر اختیار فرمایا۔ یہ "سنن زوائد" کہلاتے ہیں۔ امت ان امور کی اگر چہ مکلف نہیں، مگر حتی الامکان ان امور میں ﷺ بھی آپ ﷺ کی پیروی کرنا عشق و محبت کی بات ہے کہ محبوب کی ہر ادا بھاتی ہے۔ یہی وجہ ہے صحابہ کرام ﷺ ایسے اتفاقیہ امور میں بھی آپ ﷺ کی پیروی کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور حضرات عارفین آپ ﷺ کی ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کی پیروی کو ہفت اقلیم کی دولت سے زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں۔ مگر یہ فیصلہ کرنا کہ کون سی چیز "سنن ھدیٰ" میں داخل ہے اور کون سی "سنن زوائد" میں، کون سا حکم عام امت کے لیے ہے اور کون سا آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے؟ یہ ماؤشما کا کام نہیں بلکہ حضرات مجتہدین اور ائمہ دین کا منصب ہے اور ان اکابر نے ان تمام امور کی بخوبی نشاندہی فرمادی ہے۔

یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ "سنن ھُدیٰ" کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ معلوم کرنا کہ فلاں چیز فرض ہے یا واجب؟ مؤکدہ ہے یا مستحب؟ اور پھر جو چیز جس مرتبہ کی ہو اسے اسی کے مرتبہ کے موافق عمل میں لانا۔ یہ پہلو بہت ہی لائق اہتمام ہے کہ اس میں خلط ملط ہو جانے سے سنت و بدعت کا فرق پیدا ہو جاتا ہے اور دین میں تحریف کا راستہ کھل جاتا ہے۔ دوسرا پہلو ہر عمل کے بارے میں یہ جاننا ہے کہ آخرت میں اس پر کیا ثواب یا عتاب مرتب ہوگا۔ یہ پہلو بھی اپنی جگہ بہت اہم ہے کیونکہ اعمال کی ترغیب و ترہیب کا اسی پر مدار ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ کسی نیک عمل کی جو فضیلت یا برے عمل کی جو سزا قرآن کریم اور حدیث نبویؐ میں آئی ہے اسی کو بیان کیا جائے۔ اپنی رائے سے اس میں کمی بیشی کر دینا غلطی ہے۔

امور مذکورہ کے مطابق رسول مقبول ﷺ کے تمام مکارم اخلاق انداز اطاعت و عبادت، حالات جلوت و خلوت اور تمام اعمال و اقوال اور تعلقات و معاملات زندگی ہر قوم اور ہر طبقہ و ہر جماعت اور ہر فرد کے لیے اور ہر وقت میں بہترین نمونہ و مثال ہیں۔ اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے محبوب نبی ﷺ کی تمام بابرکت سنتوں کی اتباع

کی اور آپ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات پر اخلاص وصدق کے ساتھ عمل کی توفیق وافر وراسخ عطا فرمائیں اور اس کی بدولت اس دنیا میں حیات ومماتِ طیبہ اور آخرت میں اپنی رضائے واسعہ و کاملہ اور آپ ﷺ کی شفاعت کبریٰ کی دولت لازوال نصیب فرمائیں آمین۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَ حُبَّ وَاِتِّبَاعَ سُنَّتِهٖ وَ تَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَ اُحْشُرْنَا فِىْ زُمْرَتِهٖ اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِحَقِّ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَرَحْمَتِهٖ لِّلْعَالِمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ صَلٰوةً وَّ سَلَامًا كَثِيْراً ء

عزم اتباع

اسوۂ رسول اکرم ﷺ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے (صحیح بخاری)

حضرت شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اصول دین سے اصل عظیم اور تمام حدیثوں میں جامع ترین اور مفید ترین ہے۔ بعض حضرات تو اسے علم دین کا تہائی حصہ کہتے ہیں بایں لحاظ کہ دین قول وعمل اور نیت پر مشتمل ہے اور بعض نے اسے نصف علم دین قرار دیا ہے اس اعتبار سے کہ اعمال دو قسم کے ہیں ایک عمل بالقلب دوسرا عمل بالجوارح۔ اعمال قلب میں نیت سب سے زیادہ افضل ہے۔ اس بنا پر عمل اس نصف علم (نیت) سے متعلق ہوگا بلکہ دونوں نصفوں میں بہت زیادہ۔

دراصل نیت ہی قلبی، جسمانی اور جملہ عبادات کی اصل بنیاد ہے۔ اگر اس اعتبار سے اسے تمام علم کہیں تو یہ مبالغہ بھی درست ہوگا۔ [مدارج النبوۃ]

اس تالیف کی حقیقی غرض و غایت اور مقصد و اہمیت یہ ہے کہ خدا تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے حضور سرورکائنات نبی الرحمۃ ﷺ کے پاکیزہ خصائل وشمائل اور عادات وعبادات کا پورا ذخیرہ ہمارے سامنے ہے جو انسانیت کی فلاح وسعادت کا نصاب کامل بھی ہے اور مکمل ضابطۂ حیات بھی ہے۔ پھر آپ ﷺ کی ''شاہراہ سنت'' ہر خطرہ سے مامون اور ہر شائبہ نقص سے پاک ہے۔ اس لیے ہماری سعادت وکامرانی اور دانش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور ہر عمل میں آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلیں اور جب حق تبارک وتعالیٰ کی جانب سے

آپ ﷺ کے طریقہ کو اختیار کرنے پر محبوبیت کا انعام دینے کا وعدہ بھی ہے تو حکم ربانی کا تقاضا بھی ہے کہ ہمارے تمام اعمال، فرائض و واجبات اور اوامر و نواہی کی تعمیل آنحضرت ﷺ کی اطاعت ہی کی نیت سے ہونی چاہیے اور بتقاضائے محبت آپ ﷺ کے تمام آداب و خصائل اور سنن عادیہ کو بھی شعار زندگی بنایا جائے اور اس میں بھی اتباع نبوی ﷺ کی نیت و عزم ہونا چاہیے۔ تاکہ ہمارا ہر عمل ان شاء اللہ مقبول بھی ہو اور عنداللہ محبوب بھی، دنیا میں حیات طیبہ کا باعث بھی ہو اور آخرت میں آپ ﷺ کی نسبت گرامی کی بدولت میزان عمل میں گراں بہا اور گراں قدر بھی ہو اور یہ نیت و عزم ایک اختیاری امر ہے اور امر اختیاری کا ہر شخص مکلف ہے اور یہ اس کے لیے نہایت آسان بھی۔ پس اسوۂ رسول اکرم ﷺ پڑھنے سے پہلے اپنے ہر عمل اور ہر انداز زندگی میں حضور نبی الرحمۃ ﷺ کی اتباع کا عزم کیجئے ان شاء اللہ دونوں جہان کی عافیت کاملہ حاصل ہوگی۔ واللہ المستعان۔

مپندار سعدی کہ راہ صفا — تواں یافت جز در پئے مصطفیٰ
خلاف پیغمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلیٰ حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً کَثِیْراً

بندۂ عاجز
محمد عبدالحئی عفی عنہ

فلاح دارین

دنیا اور آخرت میں عافیت کی دعا

حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے مروی ہے فرمایا: کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ اللہ سے یقین اور معافات کی دُعا کرو کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں جو کسی کو عطا ہو۔ اس میں آپ نے دنیا و آخرت کی عافیت جمع فرمادی ہے اور امر واقعہ بھی یہی ہے کہ دارین میں بندے کے حالات یقین اور عافیت کے بغیر اصلاح پذیر نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یقین سے آخرت کی سزائیں دور ہوتی ہیں اور عافیت سے قلب و بدن امراض سے نجات پاتا ہے۔ پس جب عافیت اور صحت کی یہ شان ہے تو ہم ان امور میں نبی اقدس ﷺ کی سنت طیبہ بیان کریں گے۔ جو انہیں پڑھے گا وہ محسوس کرے گا کہ آپ ﷺ کی سنت طیبہ علی الاطلاق سب سے کامل طریق زندگی ہے، جس سے ہر دو بدن و قلب اور دنیا و آخرت کی زندگی کی صحت و نعمت حاصل کی جاسکتی ہے۔ (زادالمعاد)

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً (حدیث)

بشارت تبلیغ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اس بندہ کو سرسبز و شاداب رکھے گا جو میری بات سنے، پھر اسے یاد کرلے اور محفوظ رکھے اور دوسروں تک اسے پہنچائے۔ پس بہت سے لوگ فقہ (یعنی علم دین) کے حامل ہوتے ہیں مگر خود فقیہ نہیں ہوتے اور بہت سے علم دین کے حامل اس کو ایسے بندوں تک پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہوں۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

دین مبین فی اربعین

عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ قال سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا ﹰ الَّتِيْ قَالَ مَنْ حَفِظَهَا اُمَّتِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَ مَا هِيَ يَا رَسُوْ لَ اللهِ قَال.

(۱) اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ (۲) وَالْيَوْ مِ الْاٰخِرِ (۳) وَالْمَلٰئِكَةِ (٤) وَالْكُتُبِ (٥) وَالنَّبِيِّيْنَ (٦) وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ (۷) وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللهِ تَعَالٰى (۸) وَاَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْ لُ اللهِ (۹) وَ تُقِيْمَ الصَّلٰوةَ بِوُضُوْءٍ سَابِغٍ كَامِلٍ لِّوَقْتِهَا (۱۰) وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ (۱۱) وَتَصُوْ مَ رَمَضَانَ (۱۲) وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ اِنْ كَانَ لَكَ مَالٌ (۱۳) وَتُصَلِّيَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ (١٤) وَالْوِتْرَ لَا تَتْرُكْهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ (١٥) وَلَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئاً (١٦) وَلَا تَعُقَّ وَالِدَيْكَ (١٧) وَلَا تَاكُلْ مَالَ الْيَتِيْمِ ظُلْماً (١٨) وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ (١٩) وَلَا تَزْنِ (٢٠) ولا تَحْلِفْ بِاللّٰهِ كَاذِباً (٢١) وَلَا تَشْهَدْ شَهَادَةَ زُوْرٍ (٢٢) وَلَا تَعْمَلْ بِالْهَوٰى (٢٣) وَلَا تَغْتَبْ اَخَاكَ الْمُسْلِمَ (٢٤) وَلَا تَقْذِفْ مُحْصِنَةً (٢٥) وَلَا تَغُلَّ اَخَاكَ الْمُسْلِمَ (٢٦) وَلَا تَلْعَبْ (٢٧) وَلَا تَلْهُ مَعَ اللَّاهِيْنَ (٢٨) وَلَا تَقُلْ لِّلْقَصِيْرِ يَاقَصِيْرُ تُرِيْد بِذٰلِكَ عَيْبَهٗ (٢٩) وَلَا تَسْخَرْ بِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ (٣٠) وَلَا تَمْشِ بِالنَّمِيْمَةِ بَيْنَ الْاَخَوَيْنِ (٣١) وَاشْكُرِ اللهَ تَعَالٰى عَلٰى نِعْمَتِهٖ (٣٢) وَاصْبِرْ عَلَى الْبَلَاءِ وَالْمُصِيْبَةِ (٣٣) وَلَا تَامَنْ مِنْ عِقَابِ اللهِ (٣٤) وَلَا تَقْطَعْ اَقْرِبَائِكَ (٣٥) وَصِلْهُمْ (٣٦) وَلَا تَلْعَنْ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِ اللهِ (٣٧) وَاكْثِرْ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّهْلِيْلِ (٣٨) وَلَا تَدَعْ حُضُوْرَ الْجُمْعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ (٣٩) وَاعْلَمْ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِّيُخْطِئَكَ وَمَا

اَخْطَـئَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ (۴۰) وَلَا تَدَعْ قِرَاءَةَ الْقُرانِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ۝ قُلْـتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا ثَوَابُ مَنْ حَفِظَ هٰذِهِ الْاَرْبَعِيْنَ ۝ ؟ قَالَ حَشَرَهُ اللهُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝ (کنز العمال: ج۵، ص: ۲۳۸)

ترجمہ: حضرت سلمان ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں کیا ہیں جن کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ جوان کو یاد کرلے جنت میں داخل ہوگا؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ:

ا۔تو اللہ پر ایمان لائے ۲اور آخرت کے دن پر ۳اور فرشتوں کے وجود پر ۴اور سب آسمانی کتابوں پر ۵اور تمام انبیاء پر ۶اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر ۷اور تقدیر پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہے ۸اور گواہی دے اس پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے (سچے) رسول ہیں ۹اور ہر نماز کے وقت کامل وضو کرکے نماز کو قائم کرے کامل وضو وہ کہلاتا ہے جس میں آداب و مستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو اور ہر نماز کے لیے نیا وضو مستحب ہے اور نماز کے قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے تمام ظاہری و باطنی آداب کا اہتمام کرے ۱۰۔ زکوٰۃ ادا کرے ۱۲۔ اگر مال ہو تو حج کرے ۱۳۔ بارہ رکعات سنت مؤکدہ ادا کرے صبح سے پہلے دو رکعت، ظہر سے قبل چار رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت ۱۴۔ وتر کسی رات میں نہ چھوڑے ۱۵۔ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر ۱۶۔ والدین کی نافرمانی نہ کر ۱۷۔ ظلم سے یتیم کا مال نہ کھا ۱۸۔ شراب نہ پی ۱۹۔ زنا نہ کر ۲۰۔ جھوٹی قسم نہ کھا ۲۱۔ جھوٹی گواہی نہ دے ۲۲۔ خواہشات نفسانیہ پر عمل نہ کر ۲۳۔ مسلمان بھائی کی غیبت نہ کر ۲۴ اور عفیفہ عورت یا مرد کو تہمت نہ لگا ۲۵۔ اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھ ۲۶۔ لہو ولعب میں مشغول نہ ہو ۲۷۔ تماشائیوں میں شریک نہ ہو ۲۸۔ کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا مت کہہ ۲۹۔ کسی کا مذاق مت اڑا ۳۰۔ ۳۱۔ نہ مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کر ۳۱۔ اللہ جل شانہ کی نعمتوں پر اس کا شکر کر ۳۲۔ بلا اور مصیبت پر صبر کر ۳۳۔ اللہ کے عذاب کے خوف سے بے خوف مت ہو ۳۴۔ اعزہ سے قطع تعلق مت کر ۳۵۔ بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر ۳۶۔ اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر ۳۷۔ سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لا الہ

الا اللہ کا اکثر ورد رکھا کر ۳۸۔ جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑ ۳۹ اور اس بات کا یقین رکھ کہ جو تکلیف اور راحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا ۴۰ اور کلام اللہ کی تلاوت کسی حال میں بھی مت چھوڑ۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ جو کوئی ان کو یاد کرے اسے کیا اجر ملے گا؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حق سبحانہ اس کا حشر انبیاء علیہم السلام اور علمائے کرام کے ساتھ فرمائیں گے۔

حصہ دوم

مَظْهَرِ خُلُقٍ عَظِیْمٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے مکارم اخلاق

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِیْ
وَ اَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

[سیدنا حسان بن ثابت ﷺ]

ترجمہ

میری آنکھوں نے کبھی آپ سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا
عورتوں نے آپ سے زیادہ کوئی صاحب جمال نہیں جنا
آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے
جیسے آپ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیے گئے ہوں

صفات قدسیہ

تعارف ربانی.....حدیث قدسی

صحیح بخاری میں بروایت حضرت عطاء ﷺ سے ایسی حدیث مروی ہے جو حضور اکرم ﷺ کے اکثر اخلاق کریمہ کے لیے جامع ہے اوران میں کچھ صفاتِ عالیہ قرآن کریم میں بھی مذکور ہیں چنانچہ حدیث قدسی میں ہے۔

(۱) يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّراً وَّ نَذِيراً وَحِرْزاً لِّلْاُمِّيِّيْنَ

ترجمہ: اے نبی بے شک ہم نے آپ ﷺ کو اپنی امت پر گواہ بنا کر بھیجا۔ فرمانبرداروں کو بشارت دینے والا اور گمراہوں کو عذاب سے ڈرانے والا اور امتیوں کے لیے پناہ دینے والا بنایا ہے۔

(۲) اَنْتَ عَبْدِيْ وَ رَسُوْلِيْ آپ میرے خاص الخاص بندے اور رسول ہیں۔

(۳) سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ میں نے آپ ﷺ کا نام متوکل رکھ دیا کیونکہ ہر معاملے میں آپ ﷺ مجھ پر توکل کرتے ہیں۔

(۴) لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ نہ آپ ﷺ درشت خو ہیں اور نہ سخت دل ہیں۔

(۵) وَلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ نہ بازاروں میں شور وشغب کرنے والے ہیں۔

(۶) وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ برائی کا بدلہ برائی سے کبھی نہیں دیتے۔

(۷) وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَ يَغْفِرُ بلکہ معاف فرماتے اور درگزر کرتے ہیں گویا آپ ﷺ قرآنی حکم اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ برائی کا بدلہ بہت عمدہ طریقے پر دیا کرو، پر عُمل پیرا ہیں۔

(۸) وَلَا يَقْبِضُهُ اللهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ الله آپ کو اس وقت تک وفات نہیں دے گا جب تک گمراہ قوم کو آپ ﷺ کے ذریعہ سیدھے راستے پر نہ لے آئے۔ یعنی جب

تک یہ لوگ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر سیدھے مسلمان نہ ہو جائیں۔

(۹) وَيَفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عُمْيًا آپ ﷺ کو اس وقت تک وفات نہیں دے گا جب تک کافروں کی اندھی آنکھوں کو بینا نہ فرما دے۔

(۱۰) وَاٰذَانًا صُمًّا وَّ قُلُوْبًا غُلْفًا اور بہرے کان اور پردے پڑے دلوں کو نہ کھول دے۔

بعض روایتوں میں، یہ صفات بھی مزید بیان کی گئی ہیں:

(۱۱) اُسَدِّدُهٗ بِكُلِّ جَمِيْلٍ ہر عمدہ خصلت سے آپ ﷺ کی تسدید یعنی درستی کرتا رہوں گا۔

(۱۲) وَاَهَبُ لَهٗ كُلَّ خُلُقٍ كَرِيْمٍ ہر اچھی خصلت آپ کو عطا کرتا رہوں گا۔

(۱۳) وَاَجْعَلُ السَّكِيْنَةَ لِبَاسَهٗ وَ شِعَارَهٗ 'میں اطمینان کو آپ کا لباس اور شعار اور بدن سے چپٹے ہوئے کپڑوں کی طرح بنا دوں گا۔

(۱۴) وَالتَّقْوٰى ضَمِيْرَهٗ پرہیزگاری کو آپ ﷺ کا ضمیر یعنی دل بنا دوں گا۔

(۱۵) وَالْحِكْمَةَ مَعْقُوْلَهٗ حکمت کو آپ ﷺ کی سوچی سمجھی بات بنا دوں گا۔

(۱۶) وَالصِّدْقَ وَالْوَفَآءَ طَبِيْعَتَهٗ سچائی اور وفاداری کو آپ ﷺ کی طبیعت بنا دوں گا۔

(۱۷) وَالْعَفْوَ وَالْمَعْرُوْفَ خُلُقَهٗ معافی اور نیکی کو آپ ﷺ کی عادت بنا دوں گا۔

(۱۸) وَالْعَدْلَ سِيْرَتَهٗ وَالْحَقَّ شَرِيْعَتَهٗ وَالْهُدٰى اِمَامَهٗ وَالْاِسْلَامَ مِلَّتَهٗ انصاف کو آپ کی سیرت حق کو آپ کی شریعت ہدایت کو آپ ﷺ کا امام اور دین اسلام کو آپ ﷺ کی ملت کا درجہ دوں گا۔

(۱۹) اَحْمَدُ اِسْمُهٗ آپ کا نام نامی (لقب) احمد ہے۔

(۲۰) اُهْدِیْ بِهٖ بَعْدَ الضَّلَالَةِ آپ ہی کے ذریعہ تو میں لوگوں کو گمراہی کے بعد سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔

(۲۱) وَاُعَلِّمُ بِهٖ بَعْدَ الْجَهَالَةِ جہالت نامہ کے بعد میں آپ ہی کے ذریعہ علم و عرفان لوگوں کو عطا کروں گا۔

(۲۲) وَاَرْفَعُ بِهِ الْخُمَالَةَ آپ ہی کے ذریعہ میں اپنی مخلوق کو پستی سے نکال کر بام عروج تک پہنچاؤں گا۔

(۲۳) وَ اُسَمّٰی بِهٖ بَعْدَ النَّکْرَۃِ آپ ﷺ کی بدولت اپنی مخلوق کو جاہل و ناشناس حق ہونے کے بعد بلندی عطا کروں گا۔

(۲۴) وَ اُکْثِرُ بِهٖ بَعْدَ الْقِلَّةِ آپ ﷺ کی ہدایت کی بدولت آپ ﷺ کے متبعین کی کم تعداد کو بڑھادوں گا۔

(۲۵) وَ اُغْنِیْ بِهٖ بَعْدَ الْعَیْلَةِ لوگوں کے فقر وفاقہ میں مبتلا ہوجانے کے بعد میں آپ ﷺ کے ذریعہ ان کی حالت (غنا (فراغت) میں تبدیل کروں گا۔

(۲۶) وَاَلِّفُ بِهٖ بَیْنَ قُلُوْبٍ مُخْتَلِفَةٍ وَّ اَهْوَاءٍ مُشَتَّتَةٍ وَ اُمَمٍ مُتَفَرِّقَةٍ اختلاف رکھنے والے دلوں پر پراگندہ خواہشات اور متفرق قوموں میں، میں آپ ﷺ ہی کے ذریعے الفت پیدا کروں گا۔

(۲۷) وَاَجْعَلُ اُمَّتَهٗ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ میں آپ ﷺ کی امت کو بہترین امت قرار دوں گا جو انسانوں کی ہدایت کے لیے ظہور میں لائے گی۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ (مدارج النبوۃ)

بشریت کاملہ

حضور اکرم سید عالم ﷺ کی ذات بابرکات عالی صفات تمام اخلاق و خصائل، صفات جمال میں اعلیٰ و اشرف واقویٰ ہے۔ ان تمام کمالات و محاسن کا احاطہ کرنا اور بیان کرنا انسانی قدرت و طاقت سے باہر ہے کیونکہ وہ تمام کمالات جن کا عالم امکان میں تصور ممکن ہے سب کے سب نبی کریم ﷺ کو حاصل ہیں۔ تمام انبیاء مرسلین آپ ﷺ کے آفتاب کمال کے چاند اور انوار جمال کے مظہر ہیں۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے لیے تمام خوبیاں ہیں) وَصَلَّی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ قَدْرَ حُسْنِهٖ وَ جَمَالِهٖ وَ كَمَالِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ. (مدارج النبوۃ)

امتیازی خصوصیات: امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب ''تہذیب'' میں لکھتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اخلاق و عادات کی تمام خوبیاں اور کمالات اور اعلیٰ صفات حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی میں جمع فرما دی تھیں آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اولین و آخرین کے علوم سے جو آپ ﷺ کے شایانِ شان تھے بہرہ ور فرمایا تھا۔ حالانکہ آپ ﷺ امی تھے۔ کچھ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے نہ انسانوں میں سے کوئی آپ ﷺ کا معلم تھا اس کے باوجود آپ ﷺ کو ایسے علوم عطا فرمائے گئے تھے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام کائنات میں کسی اور کو نہیں دیئے۔ آپ ﷺ کو کائنات ارضی (زمین) کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں مگر آپ ﷺ نے دنیوی مال و متاع کے بدلے ہمیشہ آخرت کو ترجیح دی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ علم و حکمت کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ سب سے زیادہ محترم، سب سے زیادہ منصف، سب سے زیادہ حلیم و بردبار، سب سے زیادہ پاک دامن و عفیف اور لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے اور لوگوں کو ایذا رسانی پر سب سے زیادہ صبر و تحمل کرنے والے تھے۔ (رسائل الوصول الی شمائل الرسول)

بخاری و مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، بہادر اور فیاض تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ تمام انسانوں میں سب سے اشرف تھے اور آپ ﷺ کے مزاج میں سب سے زیادہ اعتدال تھا اور جس میں یہ اوصاف ہوں تو اس کا ہر فعل بہترین افعال کا نمونہ ہوگا۔ وہ تمام لوگوں میں حسین ترین صورت والا ہوگا اور اس کا خلق اعلیٰ ترین اخلاق کا نمونہ ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ جملہ جسمانی اور روحانی کمالات کے جامع اور خوبصورتی اور نیک سیرتی کے حامل تھے اور سب سے زیادہ کریم، سب سے بڑھ کر سخی اور سب سے بڑھ کر جود و سخا والے تھے۔

ﷺ تسلیمًا کثیراً کثیراً

صورت زیبا: حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا گویا آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہے۔ جب آپ

ﷺ مسکراتے تھے تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔ (مدارج النبوۃ، از کتاب الشفاء)

ہند بن ابی ہالہ ﷜ سے روایت ہے کہ دیکھنے والوں کی نظر میں رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور عظیم، بزرگ اور دبدبہ والا تھا۔ آپ کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔

حضور اقدس نبی کریم ﷺ کا طیب ومطیب ہونا

حضرت انس ﷜ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کوئی عنبر اور کوئی مشک اور کوئی خوشبودار چیز رسول اللہ ﷺ کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہرگز نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور جب کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا۔

رسول اللہ ﷺ جب کسی راستہ سے گزرتے اور کوئی شخص آپ ﷺ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ ﷺ اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں۔ یہ خوشبو بغیر خوشبو لگائے ہوئے خود آپ ﷺ کے بدن مبارک میں تھی۔ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم تسلیماً کثیراً کثیراً

بس گئی ہے فضا میں نکہت حسن وہ جہاں بھی جدھر سے گزرے ہیں (عارفی)

خلق عظیم: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی ذات کریم میں مکارم اخلاق محامد صفات اور ان کی کثرت وقوت اور عظمت کے لحاظ سے قرآن کریم میں مدح وثنا فرمائی ہے اور ارشاد ہے۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

ترجمہ: بلاشبہ آپ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں۔

اور فرمایا:

كَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْماً

ترجمہ: آپ ﷺ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔

اور خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْإِخْلَاقِ

ترجمہ: یعنی مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے:

لِأُ كَمِّلَ مَحَاسِنَ الْأَفْعَالِ

ترجمہ: یعنی اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی ذات مقدس میں تمام محاسن و مکارم اخلاق جمع تھے اور کیوں نہ ہوں جبکہ آپ ﷺ کا معلم (حق تبارک وتعالیٰ) سب کچھ جاننے والا ہے۔

سیدنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کریمہ کے بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ

ترجمہ: آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے۔

اس سے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جو کچھ قرآن کریم میں اخلاق وصفات محمودہ مذکور ہیں آپ ﷺ ان سب سے متصف تھے۔

کتاب الشفاء میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ مزید ذکر فرماتے ہیں (کہ نیز یہ بھی ہے) کہ ''آپ ﷺ کی خوشنودی کے ساتھ اور آپ ﷺ کی ناراضگی قرآن کی ناراضگی کے ساتھ تھی مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی رضا امر الٰہی کی بجا آوری میں اور آپ ﷺ کی ناراضگی حکم الٰہی کی خلاف ورزی میں اور ارتکاب معاصی میں تھی'' اور عوارف المعارف میں مذکور ہے کہ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ تھی کہ قرآن کریم ہی حضور نبی کریم ﷺ کا مہذب اخلاق تھا، یعنی كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ کے یہی معنی ومطلب ہیں۔

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ کسی کا فہم اور کسی کا قیاس حضور سید عالم ﷺ کے مقام کی حقیقت اور آپ ﷺ کے حال کی کنہ عظیم تک نہیں پہنچ سکتا اور بجز اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ جس

طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کو حضور ﷺ کی مانند کما حقہٗ کوئی نہیں پہچان سکتا۔

لَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ

اس کی تاویل بجز اللہ تبارک وتعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔
(حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ) [مدارج النبوۃ]

حلم وعفو: حضور اکرم ﷺ کے صبر، بردباری اور درگزر کرنے کی صفات، نبوت کی عظیم ترین صفتوں میں سے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی اپنے ذاتی معاملہ اور مال و دولت کے سلسلے میں کسی سے انتقام نہیں لیا۔ مگر اس شخص سے جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیا تو اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے لیے بدلہ لیا اور حضور ﷺ کا سب سے زیادہ اشد و سخت صبر غزوۂ احد میں تھا کہ کفار نے آپ ﷺ کے ساتھ جنگ و مقابلہ کیا اور آپ ﷺ کو شدید ترین رنج والم پہنچایا۔ مگر آپ ﷺ نے ان پر نہ صرف صبر و عفو پر ہی اکتفا فرمایا بلکہ ان پر شفقت و رحم فرماتے ہوئے ان کو اس ظلم و جہل میں معذور گردانا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: یعنی اے اللہ میری قوم کو راہ راست پر لا کیونکہ وہ جانتے نہیں۔

اور ایک روایت میں ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ (اے اللہ انہیں معاف فرما دے) اور جب صحابہ کو بہت شاق گزرا تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کاش! ان پر بددعا فرماتے کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں لعنت کے لیے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ میں حق کی دعوت اور جہان کے لیے رحمت ہو کر مبعوث ہوا ہوں۔ [الشفاء، مدارج النبوۃ]

صبر و استقامت: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا اور ایک دفعہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال کے لیے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے جو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی بغل کے اندر چھپا رکھا تھا۔ [معارف الحدیث، شمائل ترمذی]

واقعہ طائف: حضور رحمۃ للعالمین ﷺ توحید کی تبلیغ کے لیے حضرت زید بن حارث ؓ کو ساتھ لیے ہوئے پا پیادہ طائف پہنچے اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت فرمائی جس سے وہ سب برافروختہ ہوکر درپے آزار ہوگئے۔ وہاں کے سرداروں نے اپنے علاقوں اور شہر کے لڑکوں کو سکھادیا۔ وہ لوگ وعظ کے وقت نبی کریم ﷺ پر اتنے پتھر پھینکتے کہ حضور اکرم ﷺ لہو میں تر بہ تر ہوجاتے۔ خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم جاتا اور وضو کے لیے پاؤں جوتے سے نکالنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دفعہ بدمعاشوں اور اوباشوں نے نبی کریم ﷺ کو اس قدر گالیاں دیں، تالیاں بجائیں، چیخیں ماریں کہ حضور ﷺ ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہوگئے۔ اسی مقام پر ایک دفعہ وعظ فرماتے ہوئے خدا کے محبوب رسول خدا ﷺ کے اتنی چوٹیں آئیں کہ آپ ﷺ بیہوش ہوکر گر پڑے۔ حضرت زید ؓ نے اپنی پیٹھ پر اٹھایا۔ آبادی سے باہر لے گئے۔ پانی کے چھینٹے دینے سے ہوش آیا۔ اس سفر میں تکلیفوں اور ایذاؤں کے بعد اور ایک شخص تک کے مسلمان نہ ہونے کے رنج و صدمہ کے وقت بھی نبی کریم ﷺ کا دل اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے لبریز تھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے جو دعا مانگی اس کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَ قِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَ هَوَ انِيْ عَلَى النَّاسِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَ اَنْتَ رَبِّيْ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ اِلٰى بَعِيْدٍ يَّتَهَجَّمُنِيْ اَوْ اِلٰى عَدُوٍّ مَّلَّكْتَهٗ اَمْرِيْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِيْ وَلٰكِنْ عَافِيَتَكَ هِيَ اَوْسَعُ لِيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ يَّنْزِلَ بِيْ غَضَبُكَ اَوْ يَحِلَّ عَلَيَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ [تاریخ طبری]

''اے اللہ! میں اپنے ضعف، بے بسی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی تحقیر اور بے سروسامانی کی فریاد تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! اے درماندہ ناتوانوں کے مالک! تو ہی میرا رب ہے۔ اے میرے آقا! تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے بیگانوں کے جو ترش رو ہوں گے یا دشمن کے جو میرے نیک و بد پر قابو رکھے گا۔ لیکن جب تو مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں،

کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لیے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات پاک کے نور کی پناہ چاہتا ہوں، جس سے آسمان روشن ہوئے اور جس سے تاریکیاں دور ہوئیں اور دنیا و آخرت کے کام ٹھیک ہوئے۔ تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب نازل کرے یا تیری ناخوشی مجھ پر وارد ہو اور تجھ کو منانا ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیری مدد اور تائید کے بغیر کسی کو کوئی قدرت نہیں۔''

[طبری جلد ۲، ص ۸۱]

نبی کریم ﷺ نے طائف سے واپس آتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

''میں ان لوگوں کی تباہی کے لیے کیوں دعا کروں۔ اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا۔ امید ہے کہ ان کی آئندہ کی نسلیں ضرور اللہ واحد پر ایمان لانے والی ہوں گی۔''

[عن عائشہ ؓ صحیح مسلم، کتاب رحمۃ للعالمین]

رحمت عالم ﷺ کی شانِ عفو و کرم: کفارِ مکہ اکیس سال تک رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے۔ ظلم و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے پرستاروں پر نہ آزمایا ہو حتیٰ کہ وہ گھر بار اور وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے لیکن جب کہ مکہ فتح ہوا تو اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر رسول اکرم ﷺ کے رحم و کرم پر تھے اور آپ ﷺ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک و خون میں ملا سکتا تھا۔ لیکن ہوا کیا؟

ان تمام جباران قریش سے جو خوف اور ندامت سے سر نیچے ڈالے آپ ﷺ کے سامنے کھڑے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا:

''تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟''

انہوں نے دبی زبان سے جواب دیا۔ ''اے صادق! اے امین! تم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادرزادے ہو۔ ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: آج میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''تم پر کچھ الزام نہیں۔ جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔'' [کتاب الشفا، ابن ہشام]

فطرتِ سلیمہ: آپ ﷺ تمام احوال و اقوال و افعال میں کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر

سے بھی معصوم تھے اور آپ ﷺ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے اعراض کا صدور ممکن ہی نہ تھا نہ قصداً، نہ سہواً، نہ صحت میں، نہ مرض میں، نہ واقعی مراد لینے میں، نہ خوش طبعی میں، نہ خوشی میں، نہ غضب میں۔ [نشر الطیب]

ایفائے عہد: جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی۔ حذیفہ بن یمان ؓ اور ابو حسیل ؓ دو صحابی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم مکہ سے آرہے ہیں۔ راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کر لیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا ہے کہ ہم لڑائی میں آپ کا ساتھ نہ دیں گے۔ لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ ہم (مسلمان) ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔'' [صحیح مسلم باب الوفاء بالعہد صفحہ ۸۹، جلد دوم]

حضرت عبداللہ بن ابی الحماد ؓ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے کوئی چیز خریدی کچھ رقم باقی رہ گئی میں نے حضور ﷺ سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ لے کر حاضر ہوتا ہوں۔ پھر میں بھول گیا۔ تین دن بعد مجھے یاد آیا، میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ اسی جگہ تشریف فرما ہیں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا۔ تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد نے اس کو روایت کیا) اس واقعہ میں حضور ﷺ کی تواضع اور ایفائے عہد کی انتہا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

شجاعت: حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، قوت مردی اور مقابل پر غلبہ اور آپ ﷺ نبوت سے قبل بھی اور بعد یعنی زمانہ نبوت میں بھی صاحب وجاہت تھے۔ [نشر الطیب]

غزوہ حنین کے موقع پر کفار کے تیروں کی بوچھاڑ سے صحابہ کرام ؓ میں ایک قسم کا ہیجان پریشانی اور تزلزل اور ڈگمگاہٹ پیدا ہوگئی تھی۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ فرمائی۔ حالانکہ گھوڑے پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث ؓ آپ ﷺ کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے۔ کفار چاہتے تھے کہ حضور ﷺ پر حملہ کر دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ گھوڑے

سے اترے اور اللہ ربّ العزت سے مدد مانگی اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی تو کوئی کافر ایسا نہ تھا، جس کی آنکھ اس خاک سے نہ بھر گئی ہو۔ حضور ﷺ نے اس وقت یہ شعر پڑھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ   اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں اس میں کذب نہیں   میں عبد المطلب کی اولاد ہوں

اس روز آپ ﷺ سے زیادہ بہادر، شجاع، دلیر کوئی نہ دیکھا گیا۔ [مدارج النبوۃ]

حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ ﷺ سے نزدیک رہتا جبکہ آپ ﷺ دشمن کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔ [نشر الطیب]

سخاوت: حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: حضور اقدس ﷺ اول تو تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے کوئی بھی آپ ﷺ کی سخاوت کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا، کہ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور عطاؤں میں بادشاہوں کو شرمندہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ نہایت سخت احتیاج کے حالت میں ایک عورت نے چادر پیش کی اور سخت ضرورت کی حالت میں آپ ﷺ نے پہنی، اسی وقت ایک شخص نے مانگ لی، آپ ﷺ نے مرحمت فرمادی۔ آپ ﷺ قرض لے کر ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا فرماتے تھے اور قرض خواہ کے سخت تقاضے کے وقت کہیں سے اگر کچھ آ گیا اور ادائے قرض کے بعد بچ گیا تو جب تک وہ تقسیم نہ ہو جائے گھر میں تشریف نہ لے جاتے تھے۔ بالخصوص رمضان المبارک کے مہینہ میں اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے (کہ حضور ﷺ کی گیارہ ماہ کی فیاضی بھی اس مہینہ کی فیاضی کے برابر نہ ہوتی تھی) اور اس مہینہ میں جب بھی حضرت جبرئیل ؑ تشریف لاتے اور آپ ﷺ کو کلام اللہ سناتے، اس وقت آپ ﷺ بھلائی اور نفع رسائی میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔ (خصائل نبوی)

ترمذی کی حدیث سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور انور ﷺ کے پاس ایک مرتبہ نوے ہزار درہم

جس کے قریباً بیس ہزار روپے سے زیادہ ہوتے ہیں کہیں سے آئے، حضور اقدس ﷺ نے ایک بورے پر ڈلوا دیئے اور وہیں پڑے پڑے سب تقسیم کرا دیئے۔ ختم ہو جانے کے بعد ایک سائل آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس تو کچھ رہا نہیں تو کسی سے میرے نام سے قرض لے لے جب میرے پاس ہو گا ادا کر دوں گا۔ [خصائل نبوی]

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول خدا ﷺ سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ ﷺ نے فرمایا ہو میں نہیں، یتا۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کل کے لیے کوئی چیز نہ اٹھا رکھتے تھے۔ حضرت ابن عباس ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے۔ خاص کر ماہ رمضان میں تو بہت ہی سخی ہو جاتے تھے۔ [ح بخاری، باب بدء الوحی]

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری ﷺ سے فرمایا:

''اے ابوذر ﷺ مجھے پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ اُحد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچی رہے۔ سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لیے ہو۔ تو اے ابوذر ﷺ! میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا۔''
[صحیح بخاری، کتاب الاستقراض، ص ۳۲۱]

ایک دن رسول کریم ﷺ کے پاس چھ اشرفیاں تھیں۔ چار تو آپ ﷺ نے خرچ کر دیں اور دو آپ ﷺ کے پاس بچی رہیں۔ ان کی وجہ سے آپ کو تمام رات نیند نہ آئی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقی ﷺ نے عرض کیا۔ معمولی بات ہے صبح ان کو خیرات کر دیجئے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''اے حمیرا (حضرت عائشہ ﷺ کا لقب ہے) کیا خبر ہے میں صبح تک زندہ رہوں یا نہیں۔'' [مشکوۃ]

قناعت و توکل: حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ دوسرے دن کے واسطے کسی چیز کا ذخیرہ بنا کر محفوظ نہیں رکھتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

(ف): یعنی جو چیز ہوتی کھلا پلا کر ختم فرما دیتے اس خیال سے کہ کل پھر ضرورت ہو گی اس کو محفوظ نہ رکھتے تھے یہ حضور ﷺ کا غایت درجہ توکل تھا کہ جس مالک نے آج دیا ہے وہ کل بھی عطا فرمائے گا یہ صرف اپنی ذات کے لیے تھا ورنہ ازواج کا نفقہ ان کے حوالہ کر دیا جاتا تھا کہ وہ جس

طرح چاہیں تصرف میں لائیں، چاہے رکھیں یا تقسیم کردیں۔ مگر وہ بھی حضور ﷺ کی ازواج تھیں۔ حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں ایک بار دو گونیں درہموں کی نذرانہ کے طور پر پیش کی گئیں جن میں ایک لاکھ درہم سے زیادہ تھے۔ انہوں نے طباق منگوایا اور بھر بھر کر تقسیم کر دیا۔ خود روزہ دار تھیں۔ افطار کے وقت ایک روٹی اور زیتون کا تیل تھا جس سے افطار فرمایا۔ باندی نے عرض کیا کہ ایک درہم کا آج گوشت منگا لیتیں تو آج ہم اسی سے افطار کر لیتے۔ ارشاد فرمایا کہ اب طعن دینے سے کیا ہو سکتا ہے اسی وقت یاد دلاتی تو میں منگا دیتی۔ (خصائل نبوی)

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو یہ بات خوش نہیں آتی کہ میرے لیے کوہ احد سونا بن جائے اور پھر رات کو اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے۔ بجز ایسے دینار کے جس کو کسی واجب مطالبہ کے لیے تھام لوں اور یہ بات آپ ﷺ کے کمال سخاوت و جود وعطا کی دلیل ہے۔ چنانچہ اسی کمال سخاوت کے سبب آپ ﷺ مقروض رہتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے جس وقت وفات پائی تو آپ ﷺ کی زرہ اہل و عیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ (نشر الطیب)

انکسار طبعی: حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ بروئے عادت سخت گو نہ تھے اور نہ بہ تکلف سخت گو بنتے تھے اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے۔ غایت حیا سے آپ ﷺ کی نگاہ کسی شخص کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی اور کسی نامناسب بات کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے اور حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے۔ بات کے سچے تھے۔ طبیعت کے نرم تھے۔ معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ ﷺ کی دعوت کرتا اس کی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے۔ اگرچہ (وہ ہدیہ یا طعام دعوت) گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرما لیتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔ جس سے اوروں پہ جگہ تنگ ہو جائے اور جو آپ ﷺ کے پاس آتا اس کی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا اس کے بیٹھنے کے لیے بچھا دیتے اور گدہ تکیہ چھوڑ کر اس کو دے دیتے اور کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم فرمانے میں اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے۔ جب تک کہ

حالت نزول وحی یا وعظ یا خطبہ کی نہ ہوتی کیونکہ ان حالتوں میں آپ ﷺ کو ایک جوش ہوتا تھا، جس میں تبسم اور خوش مزاجی ظاہر نہ ہوتی تھی۔ [نشر الطیب]

دیانت وامانت: حضور ﷺ نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو ساری قوم آپ ﷺ کی دشمن بن گئی اور آپ ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ لیکن اس حالت میں بھی کوئی مشرک ایسا نہ تھا جو آپ ﷺ کی دیانت وامانت پر شک کرتا ہو بلکہ یہ لوگ اپنا روپیہ پیسہ وغیرہ لا کر حضور ﷺ ہی کے پاس امانت رکھواتے تھے اور مکہ میں کسی دوسرے کو آپ ﷺ سے بڑھ کر امین نہیں سمجھتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر حضرت علی ﷺ کو پیچھے چھوڑنے سے حضور ﷺ کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آئیں۔ [مدارج النبوۃ]

تواضع: حدیث: حضرت عمر ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمانو! میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم کی تعریف کی ہے۔ کیونکہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ بس تم میرے نسبت اتنا ہی کہہ سکتے ہو کہ محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ [مدارج النبوۃ، زاد المعاد، شمائل ترمذی]

حضرت ابوامامہ ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عصا پر ٹیک لگائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپ ﷺ کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، اس طرح تم نہ کھڑے ہوا کرو اور فرمایا میں خدا کا بندہ ہوں اسی طرح کھاتا ہوں، جس طرح بندے کھاتے ہیں اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا آپ ﷺ کی بردباری اور متواضعانہ عادت کریمہ کی وجہ سے تھا۔ [مدارج النبوۃ]

حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک سفر میں چند صحابہ ﷺ نے ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کا کام آپس میں تقسیم فرمالیا ایک نے اپنے ذمہ ذبح کرنا لیا۔ دوسرے نے کھال نکالنا۔ کسی نے پکانا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پکانے کے لیے لکڑی اکھٹا کرنا میرے ذمہ ہے۔ صحابہ ﷺ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ یہ کام ہم خود کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کر لو گے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں مجمع میں ممتاز ہوں اور اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کو ناپسند فرماتے ہیں۔ [خصائل نبوی]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ بازار آیا اور حضور ﷺ نے ایک سراویل (پاجامہ) کو چار درہم میں خریدا اور حضور ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا قیمت میں مال کو خوب خوب کھینچ کر تولو (یعنی وزن میں کم یا برابر نہ لو بلکہ زیادہ لو) وہ شخص وزن کرنے والا حیرت زدہ ہو کر بولا میں نے کبھی بھی کسی کو قیمت کی ادائیگی میں ایسا کہتے نہیں سنا۔ اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا افسوس ہے تجھ پر کہ تو اپنے نبی کو نہیں پہچانتا۔ پھر تو وہ شخص ترازو کو چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک کھینچ کر فرمایا یہ عجمیوں کا دستور ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں اور سربراہوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو تم ہی میں سے ایک شخص ہوں (یہ حضور ﷺ نے ازراہ تواضع فرمایا جیسا کہ آپ ﷺ کی عادت کریمہ تھی) اس کے بعد حضور ﷺ نے سراویل کو اٹھایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر ارادہ کیا کہ آپ ﷺ سے سراویل لے لوں مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سامان کے مالک ہی کا حق ہے کہ وہ اپنا سامان اٹھائے۔ مگر وہ شخص جو کمزور ہے اور اٹھا نہ سکے تو اپنے اس بھائی کی مدد کرنا چاہیے۔ [مدارج النبوۃ]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک پرانے پالان پر حج کیا اس پر ایک کپڑا پڑا ہوا تھا جو چار درہم کا بھی نہ ہوگا اور حضور اقدس ﷺ یہ دعا مانگ رہے تھے یا اللہ حج کو ایسا حج فرمائیں جس میں ریا یا شہرت نہ ہو۔ [شمائل ترمذی]

جب مکہ فتح ہوا اور آپ ﷺ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ اس میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں عاجزی اور تواضع سے سر کو پالان پر جھکا دیا تھا۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس لکڑی کے اگلے سرے پر آپ ﷺ کا سر لگ جائے۔ (کتاب الشفاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کے نزدیک حضور ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی شخص دنیا میں نہیں تھا۔ اس کے باوجود پھر بھی وہ حضور اقدس ﷺ کو دیکھ کر اس لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضور ﷺ کو یہ بات پسند نہ تھی۔

ایک مرتبہ نجاشی بادشاہ کے حبشہ سے کچھ ایلچی آئے۔ حضور اکرم ﷺ ان کی خاطر مدارات کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ان کی خدمت کی

سعادت ہمیں عنایت فرمائیے۔ فرمایا انہوں نے ہمارے صحابہ ؓ کی بڑی خدمت وتکریم کی ہے میں پسند کرتا ہوں کہ ان کا بدلہ ادا کردوں۔ [مدارج النبوۃ]

صاف دل ہونا: ابن مسعود ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کی تاکید فرمائی ہے کہ میرے صحابہ میں سے مجھ تک کوئی شخص کسی کی کوئی بات نہ پہنچایا کرے کیونکہ میرا دل چاہتا ہے کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا دل تم سب کی طرف سے صاف ہو۔

[ابوداؤد، ترجمان السنہ، کتاب الشفاء]

نرمی اور شفقت: حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بڑے خوش اخلاق تھے۔ ایک روز مجھے کسی ضرورت کے لیے بھیجا۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہ جاؤں گا اور میرے دل میں یہ تھا کہ جو حکم مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے اس کے لیے ضرور جاؤں گا۔ پھر میں نکلا اور میرا گذر کچھ بچوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ اتنے میں اچانک رسول اللہ ﷺ نے میرے سر کے بال پیچھے سے پکڑے۔ جب میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ کو ہنستا پایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا انس تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے تم کو بھیجا تھا۔ میں نے کہا ہاں جاؤں گا یا رسول اللہ ﷺ۔ [مشکوۃ، حیاۃ المسلمین]

حضرت انس ؓ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اس وقت سے کی جبکہ میں آٹھ برس کا تھا۔ میں نے آپ ﷺ کی خدمت دس برس تک کی۔ آپ ﷺ نے کسی بات پر جو میرے ہاتھ سے ہوئی ہو مجھے ملامت نہیں کی۔ اگر اہل بیت میں سے کسی نے بھی ملامت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اگر تقدیر میں کوئی بات ہوتی ہے تو ہو کر رہتی ہے۔ [مشکوۃ]

ایثار وتحمل: ایک روایت میں ہے کہ زید بن شعنہ پہلے یہودی تھے۔ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں رہی جس کو میں نے حضور ﷺ میں نہ دیکھا ہو۔ بجز دو علامتوں کے جس کے تجربے کی اب تک نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کا حکم آپ ﷺ کے غصہ پر غالب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی جتنا بھی جہالت کا برتاؤ کرے گا۔ اسی قدر آپ ﷺ کا تحمل زیادہ ہوگا۔ میں ان دونوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا اور آمد ورفت بڑھاتا رہا۔ ایک دن آپ ﷺ حجرے سے باہر تشریف لائے۔ حضرت علی ؓ آپ

ﷺ کے ساتھ تھے، ایک بدوی جیسا شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ گے تو بھرپور رزق تم کو ملے گا اور اب حالت یہ ہے کہ قحط پڑ گیا۔ مجھے ڈر ہے! کہ وہ اسلام سے نہ نکل جائیں اگر رائے مبارک ہو تو آپ ﷺ کچھ اعانت ان کی فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ایک شخص کی طرف جو غالبًا حضرت علی ؓ تھے، دیکھا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ موجود تو کچھ نہیں رہا۔ زید جو اس وقت تک یہودی تھے، اس منظر کو دیکھ رہے تھے کہنے لگے کہ محمد ﷺ اگر آپ ﷺ ایسا کر سکیں کہ فلاں شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں وقت معین پر مجھے دے دیں تو میں قیمت پیشگی دے دوں اور وقت معین پر کھجوریں لے لوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر باغ کا تعین نہ کرو تو میں معاملہ کر سکتا ہوں۔ میں نے اس کو قبول کر لیا اور کھجوروں کی قیمت اسی (۸۰) مثقال سونا (ایک مثقال مشہور قول کے موافق ۱/۲-۴ ماشہ کا ہوتا ہے) دے دیا۔ آپ ﷺ نے وہ سونا اس بدوی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا: ''انصاف کی رعایت رکھنا اور اس سے ان کی ضرورت پوری کر لو۔'' زید کہتے ہیں کہ جب کھجوروں کی ادائیگی کے وقت میں دو تین دن باقی رہ گئے تھے، حضور ﷺ صحابہ کرام ؓ کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں ابوبکر وعمر وعثمان رضوان ؓ بھی تھے۔ کسی کے جنازے کی نماز سے فارغ ہو کر ایک دیوار کے قریب تشریف فرما تھے۔ میں آیا اور آپ ﷺ کے کُرتہ اور چادر کے پلو کو پکڑ کر نہایت ترش روئی سے کہا کہ اے محمد ﷺ آپ میرا قرضہ ادا نہیں کرتے۔ خدا کی قسم! میں تم سب اولاد عبدالمطلب کو خوب جانتا ہوں کہ بڑے نادہندہ ہو۔ حضرت عمر ؓ نے غصہ سے مجھے گھورا اور کہا کہ اے خدا کے دشمن یہ کیا بک رہا ہے خدا کی قسم! اگر مجھے حضور ﷺ کا ڈر نہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن حضور ﷺ نہایت سکون سے مجھے دیکھ رہے تھے اور تبسم کے لہجہ میں حضرت عمر ؓ سے فرمایا کہ عمر ؓ میں اور یہ ایک چیز کے زیادہ محتاج تھے، وہ یہ کہ مجھے حق ادا کرنے میں خوبی برتنے کو کہتے اور اس کو مطالبہ کرنے میں بہتر طریقے کی نصیحت کرتے جاؤ اس کو لے جاؤ۔ اس کا حق ادا کر دو اور تم نے جو اسے ڈانٹا ہے اس کے بدلے میں بیس صاع (تقریبًا دو من کھجوریں) زیادہ دے دینا۔ حضرت عمر ؓ مجھے لے گئے اور پورا مطالبہ اور بیس صاع کھجوریں زیادہ دیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ بیس صاع کیسے۔ حضرت عمر ؓ نے کہا کہ حضور ﷺ کا یہی حکم ہے۔ زید نے کہا کہ عمر تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ میں

زید بن شعنہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جو یہود کا بڑا علامہ ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں وہی ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اتنا بڑا آدمی ہوکر حضور ﷺ کے ساتھ تم نے یہ کیسا برتاؤ کیا۔ میں نے کہا کہ علامات نبوت میں سے دو (۲) علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کا مجھ کو تجربہ کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی، ایک یہ کہ آپ ﷺ کا حلم آپ ﷺ کے غصہ پر غالب ہوگا اور دوسرے یہ کہ ان کے ساتھ سخت جہالت کا برتاؤ ان کے حلم کو بڑھائے گا۔ اب دونوں کا بھی امتحان کرلیا اب میں تم کو اپنے اسلام کا گواہ بناتا ہوں اور میرا آدھا مال امت محمد یہ ﷺ پر صدقہ ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں واپس آئے اور اسلام لے آئے۔ اس کے بعد بہت سے غزوات میں شریک ہوئے اور تبوک کی لڑائی میں شہید ہوگئے۔ [جمع الفوائد، خصائل نبوی]

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور حضور ﷺ کی گردن مبارک میں نجرانی سخت حاشیہ دار چادر تھی۔ ایک اعرابی نے قریب آکر چادر کو پکڑ کر حضور ﷺ کو کھینچا اور چادر کو سخت لپیٹنے لگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی گردن مبارک کی طرف دیکھا تو سخت حاشیہ دار لپیٹ نے آپ ﷺ کی گردن مبارک چھیل دیا تھا۔ اس کے بعد اعرابی کہنے لگا: اے محمد ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس مال میں سے جو آپ ﷺ کے پاس ہے مجھے دینے کا حکم فرمادیں۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور مجھے اس کے دینے کا حکم دیا۔ [مدارج النبوۃ]

ایک دفعہ مکہ میں قحط پڑا۔ لوگوں نے ہڈیاں اور مردار بھی کھانے شروع کر دیئے ابوسفیان جو ان دنوں حضور ﷺ کے بدترین دشمن تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔

"محمد ﷺ تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو۔ تمہاری قوم ہلاک ہورہی ہے، اپنے خدا سے دُعا کیوں نہیں کرتے۔"

گو قریش کی ایذا رسانی اور شرارتیں انسانیت کی حدود کو بھی پھاند گئی تھیں لیکن ابوسفیان کی بات سن کر فوراً آپ ﷺ کے دست مبارک دُعا کے لیے اُٹھ گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس قدر مینہ برسایا کہ جل تھل ہوگیا اور قحط دور ہوگیا۔ [صحیح بخاری، تفسیر سورۂ دخان]

زہد وتقویٰ: حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ

سے دُعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اُٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔ [جامع ترمذی، بیہقی، ابن ماجہ، معارف الحدیث]

حدیث: رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے اہل مجلس ایک مرتبہ دولت مندی اور دنیاوی خوش حالی کا کچھ تذکرہ کرنے لگے۔ (کہ یہ چیز اچھی ہے یا بری اور دین اور آخرت کے لیے مضر ہے یا مفید) تو آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرے (اور اس کے احکام کی پابندی کرے) اس کے لیے مالداری میں کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی حرج نہیں اور صحت مندی صاحب تقویٰ کے لیے دولت مندی سے بھی بہتر ہے اور خوش دلی بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے۔ (جس پر شکر واجب ہے)
(مسند احمد۔ معارف الحدیث)

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ میرے بھانجے ہم (اہل بیت نبوت، اس طرح گزارا کرتے تھے) کہ کبھی کبھی لگا تار تین تین چاند دیکھ لیتے تھے۔ (یعنی کامل دو مہینے گزر جاتے تھے) اور حضور ﷺ کے گھروں میں چولہا گرم نہ ہوتا تھا۔ (عروہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ پھر آپ مطلق لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا بس کھجور کے دانے اور پانی (ان ہی پر ہم جیتے تھے) البتہ رسول اللہ ﷺ کے بعض انصاری پڑوسی تھے ان کے ہاں دودھ دینے والے جانور تھے وہ آپ ﷺ کے لیے دودھ بطور ہدیہ کے بھیجا کرتے تھے اور اس میں سے آپ ﷺ ہم کو بھی دے دیتے تھے۔
[بخاری و مسلم، معارف الحدیث]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے حال میں وفات پائی، آپ ﷺ کی زرہ تیس صاع کے بدلے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔ [بخاری، معارف الحدیث]

خشیت الٰہی: عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ برابر مغموم رہتے تھے۔ کسی وقت آپ ﷺ کو چین نہ تھا۔ (یہ کیفیت فکر آخرت سے تھی) اور دن بھر میں ستر یا سو بار استغفار فرماتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تعلیم یا تو امت کے لیے تھی یا خود امت کے لیے مغفرت طلب کرنا مقصود تھی یا یہ وجہ تھی کہ آپ ﷺ دریائے قرب و عرفان میں مستغرق رہتے تھے اور آناً فاناً ترقی کرتے رہتے تھے۔

کیونکہ تجلیات متجدد ہوتی رہتی ہیں اور تجلی حسب استعداد محل تجلی کے ہوتی ہے اور آپ ﷺ کی استعداد برابر متزائد ہوتی جاتی تھی اس لیے تجلیات بھی لا تقف عند حد (جن کی کوئی غایت نہ ہو) فائز ہوتی تھیں۔ پس جب مرتبہ مابعد کو اعلیٰ دیکھتے تھے تو اپنے آپ کو مرتبہ ماقبل کے اعتبار سے تقصیر کی طرف منسوب فرماتے تھے۔ [نشر الطیب]

رقت قلبی: حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: کہ حضور اکرم ﷺ کی ایک نواسی قریب الوفات تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو گود میں اٹھالیا اور اپنے سامنے رکھ لیا۔ حضور ﷺ کے سامنے رکھے رکھے ان کی وفات ہوگئی۔ ام ایمن (جو حضور اکرم ﷺ کی ایک کنیز تھیں) چلا کر رونے لگیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا اللہ کے نبی کے سامنے رونا بھی شروع کر دیا؟ (چونکہ آپ ﷺ کے بھی آنسو ٹپک رہے تھے) اس لیے انہوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ بھی تو رو رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ رونا ممنوع نہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہے (کہ بندوں کے قلوب کو نرم فرما دیں اور ان میں شفقت و رحمت کا مادہ عطا فرما دیں) پھر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن ہر حال خیر ہی میں رہتا ہے۔ حتی کہ خود اس کی روح کو نکالا جاتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہ کی حمد کرتا ہے۔ [شمائل ترمذی]

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے عثمان بن مظعون کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کے آنسو ٹپک رہے تھے۔ [شمائل ترمذی]

عبداللہ بن شخیر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی۔ جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے۔ [شمائل ترمذی]

عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید سناؤ۔ میں نے عرض کیا حضور ﷺ آپ ہی پر تو نازل ہوا ہے اور آپ ﷺ ہی کو سناؤں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دوسرے سے سنوں۔ میں نے امتثال امر میں شروع کیا اور سورۂ نساء پڑھنا شروع کی۔ میں جب اس آیت پر پہنچا۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا

ترجمہ: سو اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ حاضر کریں گے اور آپ ﷺ کو ان لوگوں پر جن کا آپ ﷺ سے سابقہ ہوا ہے گواہی دینے کے لیے حاضر کریں گے۔

تو میں نے حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا کہ دونوں آنکھیں گریہ کی وجہ سے بہہ رہی تھیں۔ [شمائل ترمذی]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی صاحبزادی (ام کلثوم) کی قبر پر تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے آنسو جاری تھے۔ [شمائل ترمذی]

رحم و ترحم: ایک دفعہ ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں کسی پرندے کے بچے تھے اور وہ چیں چیں کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ بچے کیسے ہیں؟ صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک جھاڑی کے قریب سے گزرا تو ان بچوں کی آواز آ رہی تھی۔ میں ان کو نکال لایا۔ ان کی ماں نے دیکھا تو بیتاب ہو کر سر پر چکر کاٹنے لگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو۔ [مشکوٰۃ، معارف الحدیث]

ایک دفعہ حضور ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو بلا کر فرمایا۔ اس جانور کے بارے میں تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ [ابوداؤد باب رحمۃ، معارف الحدیث]

ایک دفعہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے۔ اتفاق سے رسول اکرم ﷺ اس موقع پر تشریف لائے آپ ﷺ نے رنجیدہ ہو کر فرمایا:

''ابو مسعود اس غلام پر تمہیں جس قدر اختیار ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے۔''

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک سن کر تھرتھرا اٹھے اور عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ میں اس غلام کو اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں۔''

حضور ﷺ نے فرمایا۔ ''اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو چھو لیتی۔'' [ابوداؤد]

مقام عبدیت: حضرت فضل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کو بخار چڑھ رہا ہے اور سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ حضور ﷺ

نے ارشاد فرمایا کہ میرا ہاتھ پکڑ لے۔ میں نے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑا۔ حضور ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو آواز دے کر جمع کر لو۔ میں نے لوگوں کو جمع کر لیا۔ حضور ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد یہ مضمون ارشاد فرمایا۔

''میرا تم لوگوں کے پاس سے چلے جانے کا زمانہ قریب آ گیا ہے، اس لیے جس کی کمر پر میں نے مارا ہو میری کمر موجود ہے بدلہ لے لے اور جس کی آبرو پر میں نے حملہ کیا ہو میری آبرو سے بدلہ لے لے جس کا کوئی مالی مطالبہ مجھ پر ہو وہ مال سے بدلہ لے لے۔ کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ مجھ سے بدلہ لینے سے میرے دل میں بغض پیدا ہونے کا ڈر ہے کہ بغض رکھنا نہ میری طبیعت میں ہے نہ میرے لیے موزوں ہے۔ خوب سمجھ لو کہ مجھے بہت محبوب ہے وہ شخص جو اپنا حق مجھ سے وصول کر لے یا معاف کر دے کہ میں اللہ جل شانہ کے یہاں بشاشت قلب کے ساتھ جاؤں۔ میں اپنے اس اعلان کو ایک دفعہ کہہ دینے پر اکتفا نہیں کرنا چاہتا۔ پھر بھی اس کا اعلان کروں گا۔''

چنانچہ اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد پھر منبر پر تشریف لے گئے اور وہی اعلان فرمایا۔ نیز بغض کے متعلق بھی مضمون بالا کا اعادہ فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس کے ذمہ کوئی حق ہو وہ بھی ادا کر دے اور دنیا کی رسوائی کا خیال نہ کرے کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت کم ہے۔

ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میرے تین درہم آپ ﷺ کے ذمہ ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی مطالبہ کرنے والے کی نہ تکذیب کرتا ہوں نہ اس کو قسم دیتا ہوں لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ (یہ درہم) کیسے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ایک دن ایک سائل آپ ﷺ کے پاس آیا تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تین درہم اس کو دے دو۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تین درہم اس کو دے دو۔ اس کے بعد ایک اور صاحب اٹھے انہوں نے عرض کیا کہ میرے ذمہ تین درہم بیت المال کے ہیں، میں نے خیانت سے لے لیے تھے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیوں خیانت کی تھی؟ عرض کیا کہ میں اُس وقت بہت محتاج تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان سے وصول کر لو۔ اس کے بعد پھر حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو وہ بھی دُعا کرا لے (کہ اب روانگی کا وقت ہے) ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں جھوٹا ہوں میں منافق ہوں

بہت سونے کا مریض ہوں، حضور ﷺ نے دُعا فرمائی۔ یا اللہ اس کو سچائی عطا فرما۔ ایمان (کامل) عطا فرما اور زیادتی نیند کے مرض سے صحت بخش دے۔ اس کے بعد ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں جھوٹا ہوں، منافق ہوں، کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو نہ کیا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تنبیہ فرمائی کہ اپنے گناہوں کو پھیلاتے ہو۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عمر چپ رہو دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی ہے، اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یا اللہ اس کو سچائی اور (کامل) ایمان نصیب فرما اور اس کے احوال کو بہتر بنا دے۔ ایک اور صاحب اٹھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں بزدل ہوں سونے کا مریض ہوں، حضور ﷺ نے ان کے لیے بھی دُعا فرمائی۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہم دیکھتے تھے کہ ان کے برابر کوئی بھی بہادر نہ تھا۔

پھر حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح عورتوں کے مجمع میں بھی اعلان فرمایا اور جو جو ارشادات مردوں کے مجمع میں فرمائے تھے یہاں بھی ان کا اعادہ فرمایا۔

پھر حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو وہ بھی دُعا کرالے کہ اب روانگی کا وقت ہے چنانچہ لوگوں نے اپنے متعلق مختلف دعائیں کرائیں۔

ایک صحابیہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی زبان سے عاجز ہوں حضور ﷺ نے ان کے لیے بھی دُعا فرمائی۔

صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً كَثِيْراً (مجمع الزوائد۔ خصائل نبوی)

معیت الٰہی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حق تبارک وتعالیٰ کا ذکر ہر لحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے اور ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور کوئی چیز آپ کو ذکر الٰہی سے باز نہ رکھتی تھی اور آپ ﷺ کی ہر بات یاد حق، حمد وثنا تو حید وتمجید، تسبیح وتقدیس اور تکبیر وتہلیل میں ہوتی تھی اور اسماء وصفات الٰہی وعدہ وعید، امر ونہی، احکام شرع کی تعلیم، ذکر جنت ونار اور ترغیب وترہیب کا بیان یہ سب ذکر حق تھا اور خاموشی کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد قلب اطہر میں رہتی تھی اور حضور ﷺ کا ہر سانس آپ کے قلب وزبان اور آپ ﷺ کا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا، لیٹنا، کھانا

پینا، سونگھنا، آنا جانا، سفر واقامت، پیدل وسواری غرضیکہ کسی حالت میں ذکر حق جدا نہ تھا۔ جو بھی صورت یاد کرنے کی ہوتی، خواہ دل میں یا زبان سے ہر فعل میں یا شان میں ذکر الٰہی ہوتا۔

دن اور رات کے اعمال واشغال، وقت تہجد سے لے کر سونے کے وقت تک مختلف اوقات ولمحات وحالات، واوضاع اور اطوار میں حضور ﷺ دُعائیں وغیرہ پڑھا کرتے تھے، یہی ادعیہ ماثورہ تمام مقاصد ومطالب اور حاجات کو شامل وحاوی ہیں اور ہر خاص مقصد ومطلب کے لیے بھی جداگانہ دُعا بیان فرمانے سے نہیں چھوڑی ہیں۔ [مدارج النبوۃ]

حضور اقدس ﷺ کا فقر: امام قسطلانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی مواہب میں کہتے ہیں نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے بارے میں ایک طرف تو روایات میں یہ آتا ہے کہ آپ حضرات کئی کئی سال بھوکے رہتے تھے۔ کھانے کے لیے آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔ کبھی کھجور ہی کھا کر گزارا کر لیا اور کبھی یہ بھی میسر نہ ہوئیں تو صرف پانی ہی پی لیا اور دوسری طرف روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا روزینہ ایک ہی بار دے دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے چالیس ساتھیوں میں چالیس اونٹ تقسیم فرمائے۔ کہیں یہ ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے حج وعمرہ کے دوران سو (۱۰۰) اونٹ ذبح کیے۔ کسی دیہاتی کو بکریوں کا ریوڑ عنایت فرمایا۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں میں سے بعض ایسے ساتھیوں کے واقعات کثرت سے ملتے ہیں جو صاحب ثروت تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ، عثمان غنی ؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف ؓ وغیرہ جنہوں نے بہت سے مواقع پر اپنے مال ودولت سے مسلمانوں کی مدد کی۔ تو اگر یہ فراخی اور وسعت تھی تو پھر کئی کئی روز بھوکا رہنے۔ مہینہ مہینہ بھر گھر میں چولہا نہ جلنے کے کیا معنی اور اگر اتنی تنگ دستی تھی کہ کھانے پینے کے لیے کچھ میسر نہ آتا تھا تو پھر داد ودہش کیسے تھی؟ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو عام آدمی کے ذہن میں الجھن پیدا کرتی ہے۔

امام طبری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے اس کا جواب دیا ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کی اپنی جان پر یہ سختیاں اس لیے نہیں تھیں کہ درحقیقت آپ حضرات نان شبینہ سے بھی محتاج اور عاجز ودرماندہ تھے۔ ایسے صحابہ ؓ کی تعداد کم تھی جو واقعی انتہائی عسرت اور تنگدستی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اصل میں حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کا بھوکا پیاسا

رہنا اچھے کھانوں سے گریز کرنا کبھی کبھی مجبوری کی وجہ سے بھی ہوا۔ ورنہ عام طور پر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی بھوک پیاس کی سختیاں بااختیار خود اس لیے برداشت کرتے تھے کہ دوسروں کے لیے ایثار اور جان نثاری کا جذبہ پیدا ہو۔ دنیاوی مال و منال اور عیش و راحت سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا جائے۔ کیونکہ دنیاوی ساز و سامان اور عیش و عشرت انسان کو خدا کی یاد اور حق کی حمایت سے غافل بنا دیتی ہے۔ (فتح الباری)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام ﷺ میں سے اکثر جب تک مکہ میں رہے تنگدست تھے جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے وہاں انصار نے ہر طرح ان کے ساتھ تعاون کیا۔ انہیں اپنے گھروں میں ٹھہرایا۔ کاروبار میں شریک کیا۔ جہاد کا آغاز ہوا۔ دوسرے علاقے فتح ہوئے اور مال غنیمت آنا شروع ہوا تو تقریباً تمام صحابہ ﷺ وسعت اور خوش حالی سے آسودہ ہو گئے۔ لیکن اس کے باوجود صحابہ ﷺ اپنے مال و دولت اپنی ذاتی عیش سامانی پر خرچ نہیں کرتے تھے۔ ان کے تمام مالی ذرائع اور وسائل عام مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتے تھے۔

ابوامامہ ﷺ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے کہا کہ اے نبی اگر تم چاہو تو تمہارے لیے وادی مکہ سونے کی بنا دی جائے۔ میں نے عرض کی نہیں پروردگار، میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں۔ جس دن بھوکا رہوں تیرے حضور گریہ زاری کروں اور تیری یاد میں مصروف رہوں اور جس دن سیر ہو کر کھانا کھاؤں دل کی گہرائی سے تیرا شکر اور تعریف کروں۔ (فتح الباری، مدارج النبوۃ)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ سے پہلے انبیاء پر بھی فقر و فاقہ کی سختیاں گزری ہیں اور مجھے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی نوازشوں میں یہ نوازش سب سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ کبھی بھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاتے تھے اور آپ ﷺ نے کبھی کسی سے اس بات کا ذکر بھی نہیں کیا کیونکہ آپ ﷺ کو فقر و غنا سے بھوک پیٹ بھر کر کھانے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ تھی۔ آپ ﷺ بسا اوقات بھوک کی وجہ سے تمام رات بے چین رہتے مگر آپ ﷺ کی یہ بھوک آپ ﷺ کو اگلے روز روزہ رکھنے سے نہ روک

سکتی۔ رات کو کچھ کھائے پیئے بغیر ہی آپ ﷺ روزہ رکھ لیتے حالانکہ آپ ﷺ اگر چاہتے تو اللہ رب العزت سے دنیا کے تمام خزانے اور ہر قسم کی نعمتیں اور فراوانیاں مانگ سکتے تھے مگر آپ ﷺ نے فقر و فاقہ کو عیش سامانی پر ہمیشہ ترجیح دی۔ میں حضور اقدس ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگتی اور خود میری اپنی یہ حالت ہوتی کہ بھوک سے برا حال ہوتا اور میں پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگتی اور حضور ﷺ سے کہنے لگتی۔ کاش ہمیں صرف گزر بسر ہی کی حد تک کھانے پینے کا سامان میسر ہوتا۔ فراخی اور عیش سامانی نہ سہی کم از کم اتنا تو ہوتا کہ اطمینان سے ہمارا گزر بسر چلتا۔ میری یہ بات سن کر آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں دنیا سے کیا غرض۔ مجھ سے پہلے میرے بہت سے بھائی جو جلیل القدر پیغمبر تھے اس دنیا میں آئے انہوں نے مجھ سے زیادہ سختیاں برداشت کیں مگر صبر کیا اور اسی حال میں اپنے خدا سے جا ملے، وہاں انہیں بلند مقامات سے نوازا گیا اور طرح طرح کی نعمتیں ان کو عطا کی گئیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے اس دنیا میں فراخی دے دی جائے اور آخرت کی لازوال نعمتوں میں کمی ہو جائے۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ کوئی بات نہیں کہ میں اپنے دوستوں اور بھائیوں سے اسی حالت میں جا ملوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی اس کے بعد مشکل سے ایک ماہ آپ ﷺ ہم میں رہے۔ پھر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

اِنَّ لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً كَثِيْراً

[کتاب الشفاء، مدارج النبوۃ، شمائل ترمذی]

آپ ﷺ کے بعض عوارض بشریت کے ظہور کی حکمت:

حضور ﷺ کو بھی مثل دوسرے انسانوں کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے۔ تاکہ آپ ﷺ کا ثواب بہت زیادہ ہو اور درجات بلند ہوں چنانچہ آپ ﷺ کو مرض بھی لاحق ہوا اور درد وغیرہ کی بھی شکایت ہوئی اور آپ ﷺ کو گرمی و سردی کا بھی اثر ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ ﷺ کو (موقع پر) غصہ بھی آیا اور انقباض بھی ہوا اور آپ ﷺ کو ماندگی و خستگی بھی ہوئی اور کمزوری و بیماری بھی ہوئی اور سواری پر

سے گر کر خراش بھی آئی اور جنگ احد میں کفار کے ہاتھ سے آپ ﷺ کا چہرہ اور سر مبارک پر زخمی بھی ہوا اور کفار طائف نے آپ ﷺ کے قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا، آپ ﷺ کو زہر بھی کھلایا گیا اور آپ ﷺ پر جادو بھی کیا گیا۔ آپ ﷺ نے دوا بھی کی، پچھنے بھی لگوائے، جھاڑ پھونک کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت پورا کر کے عالم بالا سے ملحق ہو گئے اور اس دار الامتحان البلاء سے آزاد ہو گئے۔ (اگر یہ جسمانی تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ ﷺ پر الوہیت کا شبہ ہو جاتا) اس کے علاوہ آپ ﷺ کے تمام حالات و واقعات زندگی سبق آموز ہیں تا کہ مصائب میں آپ کی امت کے لیے تسلی کا سبب ہو کہ جب سید الانبیاء کو بھی تکلیف پہنچی ہے تو ہم کیا چیز ہیں اور یہ عوارض مذکورہ صرف آپ ﷺ کے عنصری جسد شریف پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری ہوتے تھے رہا آپ ﷺ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالخلق سے منزہ و مقدس اور مشاہدہ حق میں مشغول تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ ہر آن، ہر لحہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے واسطے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی میں مستغرق اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی معیت میں تھے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کا کھانا پینا، پہننا، حرکت و سکون، بولنا، خاموش رہنا سب اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے واسطے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے حکم سے تھا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ **وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ** (اور آپ ﷺ نفسانی خواہش کے کچھ نہیں بولتے یہ سب وحی ہی ہے جو آپ ﷺ پر نازل کی جاتی ہے) [نشر الطیب]

بعض شمائل و عادات طیبہ: رسول اکرم ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور دریافت فرماتے کہ کیا کوئی مریض ہے جس کی عیادت کروں یا کوئی جنازہ ہے کہ اس کی نماز پڑھوں۔ اگر ضرورت ہوتی تو تشریف لے جاتے۔

آپ ﷺ زمین ہی پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے اور اکثر زمین ہی پر استراحت فرماتے۔ غریب اور بے سہارا لوگوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور خود ان کا کام کاج کرتے۔ کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھتے، ہمیشہ غریبوں کے جنازے میں شریک ہوتے، کمزور، فاقہ مست اور مفلس لوگوں کے پاس خود جاتے اور ان کی اعانت فرماتے، غریب سے غریب آدمی کی بھی دعوت قبول فرما لیتے۔ غریبوں اور تنگدستوں کی مدد کرتے ان کا بوجھ اٹھاتے اور مہمانوں کی مدارات کرتے اور

بھلائی کے کاموں میں تعاون فرماتے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً كَثِيراً

اپنے ساتھیوں میں سے جب کسی کو آپ ﷺ کہیں کا حاکم وغیرہ بنا کر بھیجتے تو اس کو یہی نصیحت فرماتے کہ لوگوں کو اچھی باتیں بتانا، ان کے لیے آسانیاں پیدا کرنا، دین کو اس طرح پیش کرنا کہ انہیں اس کی رغبت ہو، انہیں احکام سے مصیبت میں نہ ڈالنا وغیرہ۔

جو لوگ اہل علم وفضل ہوتے اور اچھے اخلاق والے ہوتے آپ ﷺ ان کی عزت واحترام فرماتے۔ جو لوگ عزت ومرتبہ والے ہوتے ان پر آپ ﷺ احسان فرماتے۔ عزیز واقارب کی عزت کرتے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتے، اپنے عزیز واقارب میں یہ نہ دیکھتے کہ کون افضل ہے اور کون نہیں جس کو زیادہ مستحق سمجھتے اس کی زیادہ مدد کرتے۔ جب اپنے ساتھیوں سے ملتے تو پہلے خود سلام کرتے اور بڑی گرم جوشی کے ساتھ مصافحہ کرتے۔

آپ ﷺ جب جہاد کا حکم فرماتے تو خود سب سے پہلے جہاد کے لیے تیار ہو جاتے اور جب میدان کارزار گرم ہوتا تو سب سے آگے دشمن کے سب سے زیادہ قریب ہوتے۔

[ماخوذ وسائل الوصول الی شمائل الرسول]

تحمل ودرگزر: حضور ﷺ لوگوں کو ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے۔ برائی کرنے والے سے درگزر فرماتے تھے اور جو شخص آپ ﷺ سے بدسلوکی کرتا تھا آپ ﷺ اس سے نیک سلوک کرتے تھے اور جو شخص آپ ﷺ کو نہ دیتا آپ ﷺ اس کو دیتے اور جو شخص آپ ﷺ پر ظلم کرتا آپ ﷺ اس سے درگزر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا آپ ﷺ اس کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا (اس میں متبعین کے لیے آسانی کی رعایت فرمائی نیز تجربہ ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسروں کے لیے بھی آسانی تجویز کرتی ہے)

اور حضور ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا، آپ ﷺ نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور بات ہے۔

[شمائل ترمذی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا۔ نہ کبھی کسی خادم کو نہ کسی عورت (بیوی یا باندی) کو مارا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی کے ظلم کا بدلہ لیا ہو البتہ اللہ کی حرمتوں میں سے کسی کی توہین ہوتی ہو۔ (مثلاً کسی حرام فعل کا کوئی مرتکب ہوتا ہو) تو حضور ﷺ سے زیادہ غصہ والا کوئی شخص نہیں ہوتا تھا۔ [شمائل ترمذی]

ایک مرتبہ ایک بدوی آیا اور حضور اقدس ﷺ کی چادر پکڑ کر اس زور سے کھینچی کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا اور یہ کہا کہ میرے ان اونٹوں پر غلہ لدوا دو۔ تم اپنے مال میں سے یا اپنے باپ کے مال میں سے نہیں دیتے ہو (گویا بیت المال کا مال ہم ہی لوگوں کا ہے تمہارا نہیں ہے) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تو اس چادر کو کھینچنے کا بدلہ نہیں دے گا میں غلہ نہیں دوں گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں بدلہ نہیں دیتا، حضور ﷺ تبسم فرمارہے تھے اور اس کے اونٹوں پر غلہ لدوا دیا۔ [خصائل نبوی]

مسکنت: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ مریضوں کی عیادت فرماتے تھے۔ جنازوں میں شرکت فرماتے تھے۔ دراز گوش پر سوار ہو جاتے تھے اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

اور اپنی بکری کا دودھ دوھ لیتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنے پاپوش کو (وقت ضرورت) سی لیا کرتے اور اپنے گھر والوں کا کام کر لیا کرتے۔ [ابن سعد]

آپ ﷺ خدمت گار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اس کے ساتھ آٹا گوندھوا لیتے اپنا سودا بازار سے خود لے آتے اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور عدل کرنے والے اور عفیف اور سچ بولنے والے تھے۔ [مدارج النبوۃ]

رفق وتواضع: آپ ﷺ نہایت حلیم تھے، نہ کسی کو دشنام دیتے تھے، نہ سخت بات فرماتے تھے، نہ لعنت کرتے نہ بددعا دیتے تھے۔ آپ ﷺ کافر اور دشمن سے بھی اس کی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے اور ظاہر کی بے تمیزی کی بات پر صبر فرماتے اور اپنے گھر میں آ کر گھر والوں کے کام کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے کہ اس میں ہاتھ

اور پیر ظاہر نہ ہوں۔ (غالباً بیٹھنے کی حالت میں ایسا ہوتا ہوگا) اور آپ ﷺ کی کشادہ روئی اور انصاف سب کے لیے عام تھا اور غصہ آپ ﷺ کو بیتاب نہیں کرتا تھا۔

اور اپنے جلیسوں سے کوئی بات (خلاف ظاہر) دل میں نہ رکھتے تھے اور آنکھوں کی خیانت (یعنی دز دیدہ نظر) آپ ﷺ میں نہ تھی تو قلب کی خیانت کا تو کیا احتمال ہے۔ (نشر الطیب)

حضور نبی کریم ﷺ کو بُری عادتوں میں جھوٹ بہت ناگوار ہوتا تھا۔ [بیہقی، ابن سعد]

فکرِ آخرت: آپ ﷺ اپنے آپ کو دنیا میں مسافر کی طرح سمجھتے تھے۔ دنیوی عیش و آرام سے تعلق نہ تھا۔ بلکہ ''كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ '' دنیا میں غریب الوطن مسافر یا راستہ گزرنے والے کی طرح رہو کا عملی نمونہ تھے۔ [نشر الطیب]

جود و سخا: آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں کہیں سے کوئی صدقہ وغیرہ کی رقم آتی تو جب تک آپ ﷺ اس کو غریبوں اور مستحقین میں تقسیم نہ فرما دیتے اس وقت تک گھر کے اندر تشریف نہ لے جاتے۔ [نشر الطیب]

جب حضور ﷺ کسی ضرورت مند محتاج کو دیکھتے تو اپنا کھانا پینا تک اٹھا کر عنایت فرما دیتے حالانکہ اس کی آپ ﷺ کو بھی ضرورت ہوتی۔

آپ ﷺ کی عطا اور سخاوت مختلف صورتوں سے ہوتی تھی۔ کسی کو کوئی چیز ہبہ فرما دیتے، کسی کو اس کا حق دیتے، کسی کو کوئی ہدیہ دیتے۔ کبھی کپڑا خریدتے اور اس کی قیمت ادا کر کے اس کپڑے والے کو وہی کپڑا بخش دیتے اور کبھی قرض لیتے اور اس سے زیادہ عطا فرما دیتے اور کبھی کپڑا خرید کر اس کی قیمت سے زیادہ رقم عطا فرما دیتے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اس سے کئی گنا زیادہ اس کو انعام عطا فرما دیتے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی کسی شخص سے کوئی چیز مانگنے پر انکار نہیں فرمایا (اگر اس وقت موجود ہوتی عطا فرما دیتے ورنہ دوسرے وقت کا وعدہ فرما لیتے یا اس کے حق میں دُعا فرماتے کہ حق تبارک وتعالیٰ اس کو کسی اور طریقے سے عطا فرما دیں)۔ [شمائل ترمذی]

بہرنوع جس طرح بھی ممکن تھے آپ ﷺ طرح طرح کی صورتوں میں خیرات وعطیات تقسیم فرمایا کرتے تھے باوجود اس کے حضور ﷺ کی خود اپنی زندگانی فقیرانہ طور پر بسر ہوتی تھی۔

ایک ایک دو دو مہینے گزر جاتے کہ حضور ﷺ کے کاشانہ میں چولہا تک نہ جلتا اور بسا اوقات شدت بھوک سے اپنے شکم اطہر پر پتھر باندھ لیا کرتے۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ فقر تنگی و مجبوری اور کچھ نہ ہونے کے سبب سے نہ تھا بلکہ اس کا سبب زہد اور جود وسخا تھا اور کبھی اپنی ازواج کے لیے ایک سال کا گزارہ مہیا فرمادیتے لیکن اپنے لیے کچھ نہ بچا کر رکھتے۔ [مدارج النبوۃ]

امور طبعی: سرور عالم ﷺ بہت بڑے سخی تھے۔ کسی سوال کرنے والے کو ''نہیں'' کبھی نہیں کہا۔ ہوا تو فوراً دے دیا ورنہ نرمی سے سمجھا دیا کہ دوسرے وقت آنا، تو لے جانا۔ [ابن سعد]

بات کے آپ ﷺ بہت سچے تھے۔ سب باتوں میں آسانی اور سہولت اختیار فرماتے اپنے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کا سب کا خیال رکھتے۔ ان کے حالات دریافت کرتے رہتے جب رات کے وقت باہر جانا ہوتا تو آہستہ سے اٹھتے اور آہستہ سے جوتا پہنتے اور آہستہ سے کواڑ کھولتے اور پھر آہستہ سے باہر چلے جاتے اسی طرح گھر میں تشریف لاتے تو آہستہ سے آتے اور آہستہ سے سلام کرتے تاکہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو اور کسی کی نیند خراب نہ ہو جائے۔

جب کوئی آپ کے پاس آتا اور آپ ﷺ اس کو خوش و خرم دیکھتے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تاکہ انسیت ہو جائے۔ [ابن سعد]

جب آپ ﷺ کے پاس کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام آپ ﷺ کو محبوب نہ ہوتا تو اس کا نام تبدیل کر دیتے تھے۔ [ابن سعد]

جب کوئی (شخص) حضور اکرم ﷺ کے پاس مال زکوٰۃ اس غرض سے لاتا کہ مستحقین میں تقسیم فرمادیں تو آپ ﷺ اس لانے والے کو دُعا دیتے اے اللہ! اس فلاں شخص پر رحم فرما۔ [مسند احمد]

حضور اکرم ﷺ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور گھر والوں کی اطلاع کے لیے فرماتے السلام علیکم۔

رات کو کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو ایسی آواز میں سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لیتا اور سونے والا نہ جاگتا۔ [زاد المعاد]

چلتے تو نیچی نگاہ زمین کی طرف رکھتے۔ مجمع کے ساتھ چلتے تو سب سے پیچھے ہوتے اور کوئی سامنے آتا تو سلام پہلے آپ ﷺ ہی کرتے۔ عاجزانہ صورت سے بیٹھتے غریبوں، مسکینوں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ خاص مہمانوں کی مہمانی خود بہ نفس نفیس انجام دیتے۔ [زادالمعاد]

آپ ﷺ اکثر اوقات خاموش رہتے، بلاضرورت کلام نہ فرماتے، جب بولتے تو اتنا صاف کہ سننے والا خوب سمجھ لے، نہ اتنا لمبا کلام فرماتے کہ آدمی اکتا جائے نہ اتنا مختصر کہ بات ادھوری رہ جائے۔ کسی بات میں کسی کام میں سختی نہ فرماتے۔ نرمی کو پسند فرماتے اپنے پاس آنے والے کی بے قدری نہ فرماتے نہ کسی کی بات کاٹتے۔ اگر خلاف شرع ہوتی تو اس کو روک دیتے تھے یا وہاں سے خود اٹھ کر چلے جاتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہر نعمت کی بڑی قدر فرماتے۔

[نشرالطیب]

کسی چیز کے ٹوٹ یا بگڑ جانے پر مثلاً کوئی چیز کسی نے توڑ دی یا کام بگاڑ دیا، تو آپ ﷺ کو غصہ نہ آتا تھا، البتہ اگر کوئی بات دین کے خلاف ہوتی تو آپ ﷺ کو سخت غصہ آتا تھا۔ [نشرالطیب]

کبھی آپ ﷺ نے ذاتی معاملہ میں غصہ نہیں کیا اور نہ اپنے نفس کا کسی سے بدلہ لیا کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو چہرے کو اس طرف سے پھیر لیتے تھے لیکن زبان سے سخت سست نہیں کہتے۔ جب خوش ہوتے تو نگاہ نیچی کر لیتے، نہایت ہی شرمیلے تھے، حضور ﷺ کنواری لڑکی سے جو اپنے پردے میں ہو شرم و حیا میں کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ شدت حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نظر جما کر نہ دیکھتے۔ کبھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے۔ [ابن سعد]

کسی شخص کو اتفاقاً آپ ﷺ کے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو آپ ﷺ اس کو بلا تکلف بدلہ لینے کا حق دیتے اور کبھی اس کے عوض میں اس کو کوئی چیز مرحمت فرماتے۔ [زادالمعاد]

اگر کوئی غریب آتا یا کوئی باندی یا بڑھیا آپ ﷺ سے بات کرنا چاہتی تو سڑک کے ایک کنارے پر سننے کے لیے کھڑے ہو جاتے یا بیٹھ جاتے۔ بیمار ہوتا تو اس کی بیمار پرسی فرماتے کسی کا جنازہ ہوتا تو اس میں شریک ہو جاتے۔ [ابن سعد]

آپ ﷺ کے مزاج میں اس قدر تواضع تھی کہ اپنی امت کو اس کی تاکید فرمائی ہے کہ مجھ کو میرے درجے سے زیادہ نہ بڑھاؤ۔

فرمایا لَا تَطْرُوْنِیْ [زادالمعاد]

جب صحابہ کرام ﷺ ملتے تو آپ ﷺ ان سے مصافحہ کرتے اور دُعا فرماتے تھے۔ [نسائی]

جب کسی کا نام معلوم نہ ہوتا اور اس کو بلانا ہوتا تو یا عبداللہ (اے اللہ کے بندے) کہہ کر بلاتے۔

جب آپ ﷺ چلتے تو دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے۔ (حاکم، ابن سعد)

حضور نبی کریم ﷺ سب کی دلجوئی فرماتے۔ ایسا برتاؤ نہ کرتے جس سے کوئی گھبرا جائے۔ ظالموں اور شریروں سے خوش اسلوبی کے ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگر سب کے ساتھ خندہ پیشانی خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے۔ ہر کام کو انتظام کے ساتھ کیا کرتے۔ بیٹھتے اٹھتے خدا تبارک وتعالیٰ کی یاد کرتے۔ کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جہاں بھی کنارے پر جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ اگر بات کرنے والے کئی آدمی ہوتے تو باری باری سب کی طرف منہ کر کے بات کرتے۔ [نشر الطیب]

آپ ﷺ تین دن سے قبل قرآن شریف ختم نہ کرتے تھے۔ [ابن سعد]

آنحضرت ﷺ جائز کام سے منع نہیں فرماتے تھے۔ اگر کوئی آپ ﷺ سے سوال کرتا اور اس کے سوال کو پورا کرنے کا ارادہ ہوتا تو ہاں کہہ دیتے ورنہ خاموش ہو جاتے۔ [ابن سعد]

عائشہ صدیقہ ؓ کہتی ہیں کہ کوئی شخص اپنے خلق میں آنحضرت ﷺ جیسا نہ تھا خواہ کوئی صحابی بلاتا یا گھر کا کوئی شخص نبی کریم ﷺ اس کے جواب میں لَبَّیْکَ (حاضر ہوں) ہی فرمایا کرتے۔

عبادت نافلہ چھپ کر ادا فرماتے تا کہ امت پر اس قدر عبادت کرنا شاق نہ ہو۔ (زادالمعاد)

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ میں نے معاہدہ کیا ہے کہ جس شخص کو میں دشنام دوں یا لعنت کروں، وہ دشنام اس شخص کے حق میں گناہوں کا کفارہ، رحمت و بخشش اور قرب کا ذریعہ بنا دی جائے۔ [زادالمعاد]

نیک کام کو شروع فرماتے تو پھر اس کو ہمیشہ کیا کرتے۔ [زادالمعاد]

جب آپ ﷺ کو کھڑے ہوئے غصہ آتا تو بیٹھ جاتے اور بیٹھے بیٹھے غصہ آتا تو لیٹ جاتے تھے (تاکہ غصہ فرو ہو جائے) [زاد المعاد، ابن ابی الدنیا]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدھا ہاتھ وضو اور کھانے پینے کے لیے استعمال فرماتے تھے اور بایاں ہاتھ استنجا اور اس جیسے کاموں کے لیے استعمال فرماتے تھے۔ [زاد المعاد]

آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی آپ ﷺ سے ملتا اور وہ ٹھہر جاتا تو اس کے ساتھ آپ ﷺ بھی ٹھہر جاتے اور جب تک وہ خود نہ جاتا آپ ﷺ ٹھہرے ہی رہتے۔

اور جب کوئی آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہتا تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ دے دیتے اور جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑتا آپ ﷺ ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے۔ [ابن سعد]

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کسی سے اپنا چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود نہ پھیرتا اور کوئی چپکے سے بات کہنا چاہتا تو آپ ﷺ کان اس کی طرف کر دیتے تھے اور جب تک وہ فارغ نہ ہو جاتا آپ ﷺ کان نہیں ہٹاتے تھے۔ [ابن سعد]

حضور ﷺ جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے۔ [زاد المعاد]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جو کوئی شخص یکبارگی آ جاتا وہ مرعوب ہو جاتا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ ﷺ سے محبت کرتا تھا۔ میں نے آپ ﷺ جیسا صاحب جمال و صاحب کمال نہ آپ ﷺ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو دیکھا۔

خوشی کے وقت آنحضرت ﷺ نظر نیچی فرما لیتے تھے۔

جب آپ ﷺ کو کسی کے متعلق بری بات معلوم ہوتی تو یوں نہیں فرماتے کہ فلاں شخص کو کیا ہوا۔ ایسا ایسا کرتا ہے، بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔ [شمائل نبوی]

زبان مبارک سے وہی بات فرماتے جس میں ثواب ملے۔ کوئی پردیسی آتا تو اس کی خبر گیری کرتے۔ ہر شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے جس سے ہر شخص کو یہی محسوس ہوتا کہ حضور ﷺ

کو میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے۔ اگر کوئی شخص بات کرنے بیٹھ جاتا تو جب تک وہ نہ اٹھے آپ ﷺ نہ اٹھتے تھے۔ [نشر الطیب]

حضرت ابو ہریرۃ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فکرمند ہوتے تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرماتے سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْم اور جب زیادہ گریہ زاری اور دُعا کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے: "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْ مُ" [ترمذی]

ایک روایت میں ہے کہ غم کے وقت اکثر آپ ریش مبارک پر ہاتھ لے جایا کرتے کبھی انگلیوں سے خلال فرماتے اور فرماتے:

حَسْبِيَ اللهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ

ترجمہ: میرے لیے اللہ رب العزت ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ [زاد المعاد]

حصہ سوم

خَيْرُ الْبَشَر رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

کی خصوصیات

انداز زندگانی

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرْ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَد نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقَّهُ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ:

اے صاحب جمال اور انسانوں کے سردار! آپ ﷺ کے نورانی چہرے سے تو چاند کو روشنی بخشی گئی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کی تعریف کا حق ہے ایسی تعریف ممکن نہیں۔ خدائے ذوالجلال کے بعد آپ ہی سب سے بڑے ہیں۔ یہی مختصر بات ہے۔

درسگاہ رشد و ہدایت:

حضور نبی کریم ﷺ کی مجالس خیر و برکت

آپ ﷺ کی مجلس حلم و علم، حیا و صبر اور متانت و سکون کی مجلس ہوتی تھی اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی تشہیر نہ کی جاتی تھی۔

آپ ﷺ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ طور پر مائل ہوتے تھے۔ اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے۔ [نشر الطیب]

حضرت زید بن حارث ؓ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کا ہمسایہ تھا جب حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ مجھے بلوا بھیجتے میں حاضر ہو کر اس کو لکھ لیتا تھا۔ (حضور ﷺ ہم لوگوں کے ساتھ حد درجہ دلداری اور بے تکلفی فرماتے تھے) جس قسم کا تذکرہ ہم لوگ کرتے حضور ﷺ بھی اسی قسم کا تذکرہ فرماتے یہ نہیں کہ بس آخرت کا ہی ذکر ہمارے ساتھ کرتے ہوں اور دنیا کی بات سننا بھی گوارا نہ کریں اور جس وقت ہم آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور اکرم ﷺ بھی آخرت کے تذکرے فرماتے۔ یعنی جب آخرت کا کوئی تذکرہ شروع ہوجاتا تو اسی کے حالات و تفصیلات حضور اکرم ﷺ بیان فرماتے اور جب کھانے پینے کا کچھ ذکر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ بھی ویسا ہی تذکرہ فرماتے۔ کھانے کے آداب و فوائد لذیذ کھانوں کا ذکر، مضر کھانوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ یہ سب کچھ آپ ﷺ ہی کے حالات کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ [خصائل نبوی]

آپ کی مجلس میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما ہوتے تو اپنے زانوئے مبارک کو ہم جلیسوں سے آگے نہیں بڑھنے دیتے کہ امتیاز پیدا نہ ہوجائے۔ [زاد المعاد]

اگر کوئی شخص کھڑے کھڑے کسی بات کے متعلق سوال کرتا تو آپ اس کو ناپسند فرماتے اور تعجب سے اس کی طرف دیکھتے۔

اگر کسی مسئلہ کے بیان میں حضور انور ﷺ مصروف ہوتے اور قبل اس کے سلسلہ بیان ختم ہو کوئی شخص دوسرا سوال پیش کر دیتا تو آپ ﷺ اپنے سلسلہ تقریر کو بدستور جاری رکھتے۔ معلوم ہوتا کہ گویا آپ ﷺ نے سنا ہی نہیں۔ جب گفتگو ختم کر لیتے تو سائل سے اس کا سوال معلوم کرتے اور اس کا جواب دیتے۔

صحابہ کرام ﷺ کے مجمع میں ہوتے تو درمیان میں تشریف رکھتے اور صحابہ ﷺ حضور ﷺ کے اردگرد حلقے پر حلقہ لگائے بیٹھے ہوتے اور آپ ﷺ بوقت گفتگو کبھی اُدھر رخ کر کے مخاطب فرماتے اور کبھی ادھر۔ گویا حلقہ میں سے ہر شخص بوقت گفتگو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ لیتا۔

آپ ﷺ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی آپ ﷺ کی نشست اسی ہیئت سے ہوا کرتی تھی اور یہ سادگی اور تواضع کی صورت ہے بعض اوقات آپ ﷺ چارزانو بھی بیٹھتے تھے اور بعض اوقات بغل میں ہاتھ دے کر اکڑوں بھی بیٹھتے تھے۔ [نشرالطیب]

حضور نبی کریم ﷺ کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لیے کوئی جگہ بیٹھنے کی ایسی متعین نہ فرماتے کہ خوانخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اٹھا دیں اور دوسروں کو بھی جگہ متعین کرنے سے منع فرماتے تھے اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے تمام جلیسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ اپنے خطاب وتوجہ سے دیتے۔ یعنی سب سے جدا جدا متوجہ ہو کر خطاب فرماتے یہاں تک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ ﷺ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔

جو شخص کسی ضرورت کے لیے آپ ﷺ کو لے کر بیٹھ جاتا یا کھڑا رہتا تو جب تک وہی شخص نہ اٹھ جائے آپ ﷺ اس کے ساتھ مقید رہتے۔

جو شخص آپ ﷺ سے کچھ حاجت چاہتا تو بغیر اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اس کو واپس نہ کرتے۔

آپ ﷺ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام مسلمانوں کے لیے عام تھی۔ کیوں نہ ہوتی کہ آپ ﷺ ان کے روحانی باپ تھے۔

اور تمام لوگ آپ ﷺ کے نزدیک حق میں فی نفسہ مساوی تھے۔ البتہ تقویٰ کی وجہ سے متفاوت تھے۔ یعنی تقویٰ کی زیادتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور دیگر امور میں سب باہم مساوی تھے اور حق میں سب آپ ﷺ کے نزدیک برابر تھے۔ [روایات از حسن ابن علی رضی اللہ عنہ]

اہل مجلس کے ساتھ سلوک: رسول اللہ ﷺ ہمہ وقت کشادہ رو رہتے نرم اخلاق تھے۔ آسانی سے موافق ہو جاتے تھے۔ نہ سخت خو تھے نہ درشت گو تھے، نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے۔ جو بات (یعنی خواہش) کسی شخص کی آپ ﷺ کی طبیعت کے خلاف ہوتی تو اس سے تغافل فرما جاتے (یعنی) اس پر گرفت نہ فرماتے اور (تصریحاً) اس سے باز پرس بھی نہ فرماتے بلکہ خاموش رہتے۔ آپ ﷺ نے تین چیزوں سے اپنے آپ کو بچا رکھا تھا۔

(۱) ریا سے (۲) کثرت کلام سے (۳) بے سود بات سے

اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا۔

(۱) کسی کی مذمت نہ فرماتے (۲) کسی کو عار نہ دلاتے (۳) اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے۔

آپ ﷺ وہی کلام فرماتے جس میں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ ﷺ کلام فرماتے تھے آپ ﷺ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آ کر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ ﷺ ساکت ہوتے تب وہ بولتے۔ آپ ﷺ کے سامنے کسی بات پر نزاع نہ کرتے۔

آپ ﷺ کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا)۔

اہل مجلس میں ہر شخص کی بات رغبت کے ساتھ سنے جانے میں ایسی ہوتی جیسے سب سے پہلے شخص کی بات تھی۔ یعنی کسی کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی جس بات سے سب ہنستے آپ ﷺ بھی ہنستے جس سے سب تعجب کرتے آپ ﷺ بھی تعجب فرماتے۔ یعنی حدا باحت تک اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے۔ پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔

جب کوئی آپ ﷺ کی ثنا کرتا تو آپ ﷺ اس کو جائز نہ رکھتے، البتہ اگر کوئی احسان کے مکافات کے طور پر کرتا تو خیر بوجہ مشروع ہونے کے اس ثنا کو بشرط عدم تجاوز حد کے گوارا فرما لیتے اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اس وقت اس کو ختم کرا دینے سے یا اٹھ کر کھڑے ہو جانے سے منقطع فرما دیتے۔ [نشر الطیب]

الطاف کریمانہ: حضور نبی کریم ﷺ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔ لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور ان میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی عزت کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے۔

لوگوں کو نقصان دینے والی باتوں سے بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور ان کے شر سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے۔ مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہ فرماتے تھے۔ اپنے ملنے جلنے والوں کے بارے میں استفسار فرماتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ ﷺ وہ پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین اور تصویب اور بری کی تقبیح (مذمت) اور تحقیر فرماتے۔ [نشر الطیب]

سلام میں سبقت: حضور اکرم ﷺ کی تواضع میں یہ بھی ہے کہ جو بھی آپ ﷺ کے پاس آتا آپ ﷺ سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے اور آنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے تھے۔

اس جگہ حضور انور ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرنے والوں کے لیے بشارت ہے کہ آپ ﷺ جب اپنی ظاہری حیات میں اس خوبی کے ساتھ متصف رہے تو اب بھی ہر زیارت کرنے والا آپ ﷺ کے سلام سے مشرف ہوتا ہوگا۔ چنانچہ بعض مقربین بارگاہ ایسے ہوئے جو طریق

کرامت اپنے کانوں سے حضور ﷺ کا سلام سننے سے مشرف ہوئے ہیں۔ بلاشبہ حضور ﷺ امت کے لیے اس دنیوی حیات میں بھی رحمت ہیں اور بعد وفات بھی رحمت۔ **صلی اللّٰہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔** [مدارج النبوۃ، روایات از حسن بن علی ؓ]

انداز کلام: رسول اللہ ﷺ ہر وقت آخرت کے غم میں اور ہمیشہ امور آخرت کی سوچ میں رہتے۔ کسی وقت آپ ﷺ کو چین نہ ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے آپ ﷺ کا سکوت طویل ہوتا تھا۔ کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی طویل گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے تھے، جس کے الفاظ مختصر ہوں مگر پُر مغز ہوں۔ آپ ﷺ کا کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہوتا جو نہ حشو و زائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔

آپ ﷺ نرم مزاج تھے۔ مزاج میں سختی نہ تھی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے۔ نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے۔ مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے (مذمت تو اس لیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت ہے اور مدح زیادہ اس لیے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے)

جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ ﷺ کے غصہ کی تاب کوئی نہ لا سکتا تھا۔ جب تک اس حق کو غالب نہ کر لیتے اور اپنے نفس کے لیے غضب ناک نہ ہوتے تھے اور نہ اپنے نفس کے لیے انتقام لیتے اور گفتگو کے وقت جب آپ ﷺ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور آپ ﷺ جب بات کرتے تو اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے اور جب آپ ﷺ کو غصہ آتا تو آپ ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نیچی نظر کر لیتے (یہ دونوں امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپ ﷺ کا تبسم ہوتا اور اس میں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے۔ [نشر الطیب، شمائل ترمذی]

حضور ﷺ عرب کی سب زبانیں (لغات) جانتے تھے۔ ام معبد ؓ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ شیریں کلام اور واضح بیان تھے۔ نہ بہت کم گو تھے کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرما دیں

اور نہ زیادہ گو تھے کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں۔ آپ ﷺ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیئے گئے ہوں۔ [نشرالطیب]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی الفاظ کو شمار کرنا چاہے تو شمار کرسکتا تھا۔ [نشرالطیب]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگا تار جلدی جلدی نہ ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے مضمون سے ممتاز ہوتا تھا۔ پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ بعض مرتبہ کلام کو حسب ضرورت تین تین بار دہراتے تا کہ آپ ﷺ کے الفاظ اچھی طرح سمجھ لیں۔ [شمائل ترمذی]

جس بات کا تفصیل سے ذکر کرنا تہذیب سے گرا ہوا ہوتا تو اس کو حضور اکرم ﷺ کنایہ میں بیان فرماتے۔ بات کرتے وقت آنحضرت ﷺ مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔ [نشرالطیب]

وعظ فرمانے کا انداز: آنحضرت ﷺ مسجد میں وعظ فرماتے تو عصاء مبارک پر ٹیک لگا کر قیام فرماتے اور اگر میدان جہاد میں نصیحت فرماتے تو کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔

وعظ و تلقین کے خصوصی اور مختصر جلسے تو تقریباً ہر نماز اور خاص طور سے نماز صبح کے بعد تو منعقد ہوا ہی کرتے تھے مگر افادۂ عام کی غرض سے ایک جلسہ بھی کبھی کبھی طلب فرما لیا کرتے تھے۔

دوران وعظ جس امر پر نہایت زور دینا ہوتا تو اس پر ان الفاظ سے قسم کھاتے وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔

انداز سکوت: آپ ﷺ کا سکوت چار امور پر مشتمل ہوتا تھا۔

(۱)حلم (۲)بیدار مغزی (۳)انداز کی رعایت (۴)فکر

انداز کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرتے ہیں اور ان کی عرض معروض سننے میں برابری فرماتے تھے۔

اور فکر باقی و فانی میں فرماتے تھے یعنی دنیا کے فنا اور عقبیٰ کی بقا کو سوچا کرتے اور حلم کو اپنے صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع فرمالیا تھا سو آپ ﷺ کو کوئی چیز اتنا غضب ناک نہ کرتی تھی کہ آپ ﷺ کو از جارفتہ کردے اور بیدار مغزی آپ ﷺ کی چار چیزوں کی جامع ہوتی تھی۔

(۱) ایک نیک بات کا اختیار کرنا تا کہ اور لوگ آپ ﷺ کی اقتدا کریں۔

(۲) دوسرے بری بات کو ترک کرنا تا کہ اور لوگ بھی باز رہیں۔

(۳) تیسرے رائے کو ان امور میں صرف کرنا جو آپ ﷺ کی امت کے لیے مصلحت ہوں۔

(۴) چوتھے امت کے لیے ان امور میں اہتمام کرنا جن میں ان کی دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی درستی ہو۔ [نشر الطیب]

انتظام امور: آپ ﷺ کا ہر معمول اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا۔ اس میں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی (کہ کبھی کسی طرح کرلیا، کبھی کسی طرح کرلیا)

لوگوں کی تعلیم میں مصلحت کو پیش نظر رکھتے اس میں غفلت نہ فرماتے۔ اس احتمال سے کہ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بعض تو خود دین سے غافل ہو جائیں گے یا بعض امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے اکتا جائیں گے۔

ہر حالت کا آپ ﷺ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا۔ حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور کبھی تجاوز کر کے ناحق کی طرف نہ جاتے۔

سب سے افضل آپ ﷺ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ ہوتا او سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غم خواری اور اعانت بخوبی کرتا۔ [نشر الطیب]

نظام الاوقات اندرون خانہ

تقسیم اوقات: حضرت حسن ؓ اپنے والد ماجد حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ: تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے:

(۱) ایک حصہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کے لیے۔

(۲) ایک حصہ اپنے گھر والوں کے معاشرتی حقوق ادا کرنے کے لیے (جس میں ان سے ہنسنا، بولنا شامل تھا)۔

(۳) اور ایک حصہ اپنے نفس کی راحت کے لیے۔

پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے (یعنی اس میں سے بھی بہت سا وقت امت کے کاموں میں صرف فرماتے اور اس حصہ وقت کو خاص احباب کے واسطہ سے عام لوگوں کے کام میں لگا دیتے۔ یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہ آسکتے تھے مگر خاص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پہنچاتے۔ اس طرح عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہو جاتے اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفانہ فرماتے نہ تو احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہنچاتے اور اس حصہ وقت میں آپ ﷺ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو آپ ﷺ اس امر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت عطا فرماتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر ان کی فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے۔ سو ان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتیں ہوتیں، کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں سو ان کی حاجت میں مشغول ہوتے اور ان کو ایسے شغل میں لگاتے جس میں ان کی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو۔ وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ ﷺ سے پوچھتے اور آپ ﷺ ان کے مناسب حال امور کی ان کو اطلاع دیتے اور آپ ﷺ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی باخبر کر دیا کرے اور یہ بھی فرماتے کہ جو شخص اپنی

حاجت مجھ تک کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بُعد وغیرہ کے سبب نہ پہنچ سکے تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچا دیا کرو۔ کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہنچا دے اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے روز اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔

حضور ﷺ کی خدمت میں انہیں باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور اس کے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج و منافع کے سوا دوسری لایعنی یا فضول باتوں کی ساعت بھی نہ فرماتے)۔

لوگ آپ ﷺ کے پاس طالب ہو کر آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ ﷺ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپ ﷺ کے پاس سے باہر نکلتے۔

اوقاتِ خلوت: نبی کریم ﷺ اچانک گھر میں کبھی تشریف نہ لاتے کہ گھر والوں کو پریشان کر دیں بلکہ اس طرح تشریف لاتے کہ گھر والوں کو پہلے سے آپ ﷺ کی تشریف آوری کا علم ہوتا۔ پھر آپ ﷺ سلام کرتے۔ جب آپ ﷺ اندر تشریف لاتے تو کچھ نہ کچھ دریافت فرمایا کرتے۔ بسا اوقات پوچھتے کہ کیا کچھ کھانے کو ہے؟ اور بسا اوقات خاموش رہتے یہاں تک کہ ما حضر پیش کر دیا جاتا۔ نیز منقول ہے کہ جب آپ ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَ اٰوَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ اَسْاَلُكَ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے میری (تمام ضروریات کی) کفالت فرمائی اور مجھے ٹھکانا بخشا اور تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے کھلایا اور پلایا اور تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ پر احسان فرمایا (اے اللہ) میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے (عذاب) نار سے بچا لیجئے۔

نیز ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تم گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو یہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے باعث برکت ہوگا۔ [زاد المعاد، شمائل ترمذی]

(۲) حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں میں آ کر کیا کیا کرتے تھے۔انہوں نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت یعنی گھریلو زندگی میں حصہ لیتے تھے۔مخدوم اور ممتاز بن کر نہ رہتے تھے بلکہ گھر کا کام بھی کر لیتے تھے مثلاً بکری کا دودھ دوھ لینا۔اپنی نعلین مبارک سی لینا۔ [بکذا فی نشر الطیب]

(اس میں دوسرے اعمال اور دیگر معمولات ومشاغل کی نفی نہیں ہے)۔ [مسند احمد]

(۳) حضور ﷺ اپنے گھر والوں اور خادموں کے ساتھ بہت خوش اخلاقی کا سلوک فرماتے اور کبھی کسی سے سرزنش اور سختی سے پیش نہ آتے۔

حضور ﷺ گھر والوں کے لیے اس کا بڑا اہتمام فرماتے کہ کسی کو کسی قسم کی ناگواری نہ ہو۔

(۴) جب حضور ﷺ ازواج مطہرات کے پاس ہوتے تو بہت نرمی اور خاطر داری کرتے اور بہت اچھی طرح ہنستے بولتے تھے۔ [ابن عساکر]

(۵) آنحضرت ﷺ جب گھر میں تشریف رکھتے تو خانگی کاموں میں مصروف رہتے۔خالی اور بےکار کبھی نہ بیٹھتے۔معمولی معمولی کام خود انجام دے لیتے مثلاً گھر کی صفائی، مویشی کو چارہ دینا۔اونٹ اور بکری کا انتظام فرمانا اور بکری کا دودھ بھی خود ہی نکال لیا کرتے۔

خادم کے ساتھ مل کر کام کر لیا کرتے۔آٹا گندھوا لیتے۔

بازار سے خود سودا خریدنے جاتے اور کپڑے میں باندھ کر لے آتے۔اپنا جوتا خود ہی سی لیتے۔اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے وغیرہ وغیرہ۔ [زادالمعاد، مدارج النبوۃ]

خواب اور بیداری میں آنحضرت ﷺ کا طرز وطریق: آپ ﷺ ابتدائے شب میں سوتے اور نصف شب کی ابتداء میں بیدار ہو جاتے اٹھ کر مسواک فرماتے اور وضو کر کے جس قدر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقدر کر رکھی ہوتی نماز پڑھتے، گویا بدن کے جملہ اعضاء اور تمام قویٰ کو نیند اور استراحت سے حصہ مل جاتا۔

آپ ﷺ ضرورت سے زیادہ نہیں سوتے تھے اور ضرورت سے زیادہ جاگتے بھی نہ تھے چنانچہ جب ضرورت لاحق ہوتی تو آپ ﷺ دائیں طرف اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آرام فرماتے

حتی کہ آپ ﷺ کی آنکھوں پر نیند غالب آجاتی۔ اس وقت آپ ﷺ شکم سیر نہ ہوتے۔ نہ آپ ﷺ سطح زمین پر لیٹ جاتے اور نہ زمین سے بچھونا اونچا ہوتا بلکہ آپ کا بستر چمڑے کا ہوتا، جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوتی۔ آپ ﷺ تکیہ پر ٹیک لگاتے اور کبھی رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ لیتے اور سب سے بہتر نیند دائیں جانب کی ہے۔ [زادالمعاد]

حضور اکرم ﷺ کی نیند بقدر اعتدال تھی۔ قدر ضرورت سے زیادہ آپ نہ سویا کرتے تھے اور نہ قدر ضرورت سے زیادہ اپنے آپ ﷺ کو سونے سے باز رکھا کرتے تھے یعنی حضور اکرم ﷺ خواب بھی فرماتے اور قیام بھی فرماتے جیسا کہ نوافل وعبادات میں حضور ﷺ کی عادت کریمہ تھی، کبھی رات میں سو جاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے اس کے بعد پھر سو جاتے۔ اس طرح چند بار سوتے اور اٹھتے تھے اس صورت میں یہ بات درست ہے کہ جو نیند میں دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا اور جو بیدار دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا۔ [زادالمعاد، مدارج النبوۃ]

بستر استراحت: حضرت امام باقر ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ ﷺ کے یہاں حضور ﷺ کا بستر کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔ حضرت حفصہ ؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ ﷺ کے گھر میں آپ ﷺ کا بستر کیسا تھا انہوں نے فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم حضور ﷺ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے تو ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا میں نے اسی طرح بچھا دیا۔ حضور ﷺ نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا رات کو اس کو چوہرا کر دیا تھا تاکہ زیادہ نرم ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو، اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد سے مانع ہوئی۔ [شمائل ترمذی]

اکثر حدیثوں میں وارد ہے کہ بستر کبھی ٹاٹ کا ہوتا تھا کبھی صرف بوریا کا ہوتا تھا۔

متعدد احادیث میں یہ مضمون ہے کہ صحابہ کرام ؓ جب نرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضور اقدس ﷺ یہ ارشاد فرمادیا کرتے تھے کہ مجھے دنیوی راحت و آرام سے کیا کام،

میری مثال تو اس راہ گیر کی سی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں ذرا آرام لینے کے لیے کسی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہو اور تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دیا ہو۔ [خصائل نبوی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت نے حضور ﷺ کا بستر دیکھا کہ عبا بچھا رکھا ہے انہوں نے ایک بستر جس میں اُون بھری ہوئی تھی تیار کر کے حضور ﷺ کے لیے میرے پاس بھیج دیا جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو اس کو رکھا ہوا دیکھا تو دریافت فرمایا یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری عورت نے حضور ﷺ کے لیے بنوا کر بھیجا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو واپس کر دو۔ مجھے وہ اچھا معلوم ہوتا تھا اس لیے دل نہ چاہتا تھا کہ واپس کر دوں مگر حضور ﷺ نے اصرار فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر میں چاہوں حق تبارک وتعالیٰ شانہ میرے لیے سونے اور چاندی کے پہاڑ چلتے ہوئے کر دیں۔ اس ارشاد پر میں نے وہ بستر واپس کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ ایک بوریے پر آرام فرما رہے تھے جس کے نشانات حضور اقدس ﷺ کے بدن اطہر پر ظاہر ہو رہے تھے۔ میں دیکھ کر رونے لگا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ ﷺ اس بوریے پر۔ حضور ﷺ نے فرمایا: رونے کی بات نہیں ہے ان کے لیے دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت ہے۔ [خصائل نبوی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ایک چھوٹے سے بوریے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔ [ابن سعد]

انداز استراحت: حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جس وقت آرام فرماتے اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دُعا پڑھتے:

رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

ترجمہ: اے رب! تو مجھے اپنے عذاب سے بچائیو جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَ اَحْيَا

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں۔ [شمائل ترمذی]

اور جب جاگتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔ [خصائل نبوی]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہر رات میں جب بستر پر لیٹتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو دُعا مانگنے کی طرح ملا کر سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر ان پر دم فرماتے پھر تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں جہاں ہاتھ جاتا ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے۔ تین مرتبہ ایسا ہی کرتے تھے۔ سر سے ابتداء کرتے اور پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ پھر بقیہ بدن پر۔ [شمائل ترمذی]

نبی کریم ﷺ سے سونے کے وقت کی مختلف دُعائیں پڑھنا بھی ثابت ہے اور کلام اللہ کی مختلف سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہے۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد بھی نقل ہے کہ جو شخص قرآن شریف کی کوئی سورۃ سوتے ہوئے پڑھے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ محافظ اس کے لیے مقرر ہو جاتا ہے جو جاگنے کے وقت تک اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

مذکورہ بالا تین سورتوں کا پڑھنا خود حضور ﷺ سے ثابت ہے۔ ان کے علاوہ مُسَبِّحَات یعنی ان سورتوں کا پڑھنا جو سَبَّحَ، یُسَبِّحُ، سُبْحَانَ سے شروع ہوتی ہیں وارد ہے۔ نیز الم سجدہ اور تبارك الذی کا ہمیشہ پڑھنا وارد ہے نیز آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کا پڑھنا بھی وارد ہے۔ [فتح الباری، خصائل نبوی]

☆ ایک صحابی کہتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سوتے ہوئے ہمیشہ **قل یا ایھا الکفرون** پڑھ کر سو یا کرو۔ اس کے علاوہ بہت سی دُعائیں پڑھنا بھی حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

☆ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ کَفَانَا وَاٰوَ انَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور ہماری (تمام ضروریات کی) کفالت فرمائی اور ہمیں ٹھکانا بخشا۔ چنانچہ کتنے ہی ایسے شخص ہیں جن کا نہ کوئی کفالت کرنے والا ہے اور نہ کوئی (انہیں ٹھکانہ دینے والا ہے) [شمائل ترمذی]

دیگر معمولات: آنحضرت ﷺ کھجور کی چھال بھرے ہوئے چمڑے کے گدے پر چٹائی پر، ٹاٹ پر کبھی کبھی بان کی بنی ہوئی چار پائی پر یا چمڑے پر، زمین پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ گھر میں کبھی آرام کے لیے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے۔ [زادالمعاد]

☆ جس ٹاٹ پر حضور آرام فرماتے اس کو صرف دو تہہ کر کے بچھانے کا حکم دیتے۔ سوتے وقت آنحضرت ﷺ کے سانس کی آواز سنائی دیا کرتی تھی۔

☆ آپ ﷺ کبھی چت لیٹتے اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر آرام فرماتے مگر اس طرح کہ ستر نہیں کھلتا۔ اگر ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتو ایسے لیٹنے سے حضور اقدس ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے۔ [زادالمعاد]

☆ عشاء سے پہلے آنحضرت ﷺ کبھی نہ سوتے۔ آپ ﷺ رات کو ایسے گھر میں آرام نہیں فرماتے کہ جس میں چراغ نہ جلایا گیا ہو۔ [زادالمعاد]

☆ اگر حضور اقدس ﷺ بحالت جنابت آرام فرمانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے ناپاک جگہ کو دھو لیتے اور پھر وضو کر کے سو رہتے۔ [زادالمعاد]

☆ آنحضرت ﷺ عام طور سے سونے سے پہلے وضو کر کے سونے کے عادی تھے۔

☆ اگر رات کے کسی حصہ میں آنکھ کھلتی تو قضائے حاجت کے بعد صرف چہرے اور ہاتھوں کو دھو کر سوتے۔

☆ سونے سے پہلے دوسرے کپڑے کی تہبند باندھتے اور کرتا اتار کر ٹانگ دیتے اور پھر آرام فرمانے سے پہلے بستر کو کپڑے سے جھاڑ لیتے۔ [زادالمعاد]

☆ رات کو حضور ﷺ آرام فرماتے تو چار پائی کے نیچے ایک لکڑی کی حاجتی رکھی رہتی۔ رات کو جاگتے تو اس میں پیشاب کرتے۔

☆ آپ ﷺ کے سرہانے ایک سرمہ دانی رکھی رہتی۔ ہر رات کو سوتے وقت سرمہ لگاتے۔

☆ آنحضرت ﷺ سیاہ رنگ کی سرمہ دانی رکھا کرتے تھے۔

☆ آنحضرت ﷺ سرمہ لگاتے تو ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ سلائی لگاتے اور کبھی ہر آنکھ میں دو دو مرتبہ اور آخری ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگا لیتے۔ [ابن سعد]

☆ آنحضرت ﷺ سوتے وقت اپنے اہل بیت سے کچھ ادھر ادھر کی باتیں کیا کرتے۔ کبھی گھر کے متعلق اور کبھی عام مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں۔ [نشر الطیب]

حضور نبی کریم ﷺ کا اثاثہ: آپ ﷺ کے پاس زرہ، کمانیں، تیر، نیزے، ڈھال بھی تھے۔ آپ ﷺ کے پاس تین نیچے تھے جن کو جہاد کے موقع پر استعمال کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے پاس ایک عصا تھا۔ اسے لے کر آپ ﷺ چلتے تھے اور اس کے سہارے سواری پر بیٹھتے تھے اور اسے اپنے اونٹ پر لٹکا دیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ بھی تھا جس میں کنڈے لگے ہوئے تھے اور ایک شیشہ کا پیالہ بھی تھا۔

ایک ایسا پیالہ بھی تھا جو آپ ﷺ کی چار پائی کے نیچے رات میں پیشاب کرنے کے لیے رکھا رہتا تھا۔

آپ ﷺ کے پاس ایک مشکیزہ تھا اور ایک پتھر کا برتن بھی تھا کہ جس سے آپ ﷺ وضو فرماتے تھے۔ نیز کپڑے دھونے کا برتن اور ایک ہاتھ دھونے کا بڑا برتن بھی تھا۔ تیل کی ایک شیشی تھی۔ ایک تھیلہ تھا جس میں آئینہ اور کنگھی رکھی رہتی تھی۔ آپ ﷺ کی کنگھی ساگون کی تھی اور ایک سرمہ دانی تھی کہ جب آپ ﷺ رات کو سوتے تو ہر آنکھ میں سرمہ اثمد کی تین سلائیں ڈالتے (اثمد سرمہ کی اعلیٰ قسم ہے اور آپ ﷺ نے اس کی بہت تعریف اور لگانے کی تاکید فرمائی ہے) آپ ﷺ کے پاس ایک آئینہ بھی تھا۔ نیز آپ ﷺ کے تھیلے میں دو قینچیاں اور مسواک رہتی تھی۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے پاس ایک بہت بڑا پیالہ تھا جس کے چار کنڈے تھے اور چار آدمی اسے اٹھاتے تھے اور ایک مدتھا۔ آپ ﷺ کی چارپائی کے پائے ساگوان کی لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک ڈنڈا بھی تھا۔

آپ ﷺ کا بستہ چمڑے کا تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ یہ کل سامان رسالت مآب ﷺ کا تھا جو مختلف احادیث میں مروی ہے۔ (زاد المعاد)

ترکہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ترکہ میں نہ دینار تھے نہ درہم اور نہ بکری تھی نہ اونٹ اور عمر بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ترکہ میں کچھ نہ چھوڑا سوائے ہتھیاروں اور ایک خچر اور تھوڑی سی زمین کے۔ وہ بھی صدقہ کردی گئی تھی۔ (کتاب الشفاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پرانے کجاوہ پر حج فرمایا اس پر جو موصوف کی چادر تھی وہ چار درہم سے زیادہ کی نہ تھی۔ اس حال میں آپ ﷺ نے یہ دعا مانگی۔

اے اللہ! اس کو خالص حج بنا جس میں ریا اور نمود نہ ہو حالانکہ آپ ﷺ نے یہ حج اس وقت کیا تھا جب آپ ﷺ پر زمین کے خزانے کھول دیئے گئے تھے اور اس حج میں سو اونٹ ہدی (قربانی) کے لیے ساتھ لے گئے تھے۔ (کتاب الشفاء)

محسنِ انسانیت ﷺ کا حسن سلوک

ازواج مطہرات کے ساتھ

حضور نبی کریم ﷺ کی بیرونی زندگی اور خانگی زندگی کے عمل کو سرانجام دینے کے لیے اللہ جل شانہٗ نے خاص خاص وسائل اور اسباب مہیا فرما دیے چنانچہ آپ ﷺ کے سامنے ایسی دو جماعتیں موجود تھیں جنہوں نے اس ضروری فرض کو ایسی خوش اسلوبی اور احتیاط کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچایا کہ ساری دنیا کے سامنے حضور نبی اکرم ﷺ کی تمام زندگی اور خلوت و جلوت کی ایک مکمل تصویر، رشد و ہدایت کے لیے موجود ہے۔

پہلی جماعت صحابہ کرام رضوان ﷺ کی تھی اور دوسری جماعت امہات المومنین ﷺ کی تھی۔ جنہوں نے من و عن حضور ﷺ کے تمام حالات و معمولات و معاملات خلوت بلا تکلف امت کے سامنے پیش فرما دیے ہیں تا کہ حضور ﷺ کی زندگی مبارک کا یہ روشن شعبہ بھی شرافت انسانیت کے حصول کے لیے واضح ہو جائے۔

ازدواجی معاملات و معمولات: آپ ﷺ ازواج مطہرات کے حقوق میں پوری مساوات و عدل ملحوظ رکھتے تھے کسی طرح کا فرق نہ کرتے تھے۔ رہی محبت تو آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ جس کا مجھے اختیار ہے اس کو تقسیم تو میں نے مساوی طور پر کر دی، لیکن جو بات میرے بس میں نہیں ہے اس پر مجھے ملامت نہ کیجئے گا۔ اختیاری چیز سے مراد معاملات، و معاشرت اور غیر اختیاری بات سے مراد محبت و میلان طبع۔

نبی کریم ﷺ نے طلاق بھی دی لیکن پھر رجوع فرما لیا، ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے ایلا بھی کیا تھا (ایلا کے معنی ہیں کچھ مدت تک علیحدگی بغیر طلاق کے)

آپ ﷺ کے ازدواجی تعلقات حسن معاشرت اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو سے ٹیک بھی لگا لیتے تھے۔ اسی حالت میں قرآن کی تلاوت بھی فرماتے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ ایام سے ہوتیں مگر آپ ﷺ ان کی طرف التفات فرماتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ بحالت صوم تقبیل کرتے۔ یہ سب آپ ﷺ کے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حسن اخلاق اور لطف وکرم کا نتیجہ تھا۔ جب آپ ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کے نام قرعہ نکل آتا وہی ساتھ جاتیں پھر کسی کے لیے کوئی عذر نہ رہ جاتا جمہور کا بھی یہی مسلک ہے۔

نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرتا ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ تم سب سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔

جب آپ ﷺ نماز عصر پڑھ لیتے تو تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں روزانہ تشریف لے جاتے ان کے پاس بیٹھتے، ان کے حالات معلوم کرتے، جب رات ہوتی تو وہاں تشریف لے جاتے جہاں باری ہوتی شب وہیں بسر کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ باری کی اتنی پابندی فرماتے کہ کبھی ہم میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے اور ایسا شاذ ونادر ہی ہوتا کہ آپ ﷺ سب ازواج مطہرات کے یہاں روزانہ تشریف نہ لے گئے ہوں۔

ایک بار حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر تم نبی کریم ﷺ کو مجھ سے راضی کر دو تو اپنی باری تم کو بخش دوں گی۔ انہوں نے کہا کہ اچھی بات ہے۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا تم کیسے آ گئیں؟ واپس جاؤ۔ یہ تو صفیہ رضی اللہ عنہا کی باری ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ نبی کریم ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے خوش ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ رات کے آخری اور پہلے ہر حصہ میں ازواج مطہرات کے پاس جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کبھی غسل فرما کر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو جاتے۔

نبی کریم ﷺ انصار کی لڑکیوں کو حضرت عائشہ ؓ کے پاس کھیلنے کو بلایا کرتے تھے اور جائز امور میں آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ ہو جاتے اور جب عائشہ ؓ پانی پیتیں تو آپ ﷺ ان کے ہاتھ سے پیالہ لے کر وہیں لب مبارک لگا لیتے جہاں سے انہوں نے پیا تھا۔

اور جب وہ ہڈی پر سے گوشت کھاتیں تو آپ ﷺ وہ ہڈی جس پر گوشت ہوتا لے کر وہاں منہ لگاتے جہاں سے حضرت عائشہ ؓ نے کھایا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ مسابقت فرمائی اور ایک دوسرے کے ساتھ دوڑے۔ حضرت عائشہ ؓ دوڑ میں آگے نکل گئیں۔ پھر کچھ زمانہ کے بعد دوسری مرتبہ دوڑ ہوئی تو حضرت عائشہ ؓ سے حضور ﷺ آگے نکل گئے۔ وجہ یہ تھی کہ پہلی مرتبہ حضرت عائشہ ؓ عام جسم کی تھیں۔ دوسری مرتبہ بھاری جسم کی ہو گئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پہلی مرتبہ مجھ سے تمہارے آگے نکل جانے کا آج تم سے میرے آگے نکل جانے کا بدلہ ہے۔
[مدارج النبوۃ]

بعض وقت ازواج مطہرات ادھر ادھر کے قصے یا گزرے ہوئے واقعات بیان کرتیں تو آپ ﷺ برابر سنتے رہتے اور خود بھی کبھی اپنے گزشتہ واقعات سناتے۔ سیدہ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہم میں سے اس طرح ہنستے، بولتے بیٹھے رہتے تھے کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کوئی اولوالعزم نبی ہیں۔ لیکن جب کوئی دینی بات ہوتی یا نماز کا وقت آ جاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ وہ آدمی ہی نہیں ہیں۔

کھانے پینے میں ازواج مطہرات کو کوئی روک ٹوک نہیں تھی جو چاہتیں کھاتی جو چاہتیں پہنتیں۔ ہر چند کہ عسرت کی وجہ سے اچھا کھانا میسر نہ آتا۔ اہل بیت کے لیے سونے چاندی کے زیور پسند نہ فرماتے۔ اس زمانہ میں ہاتھی دانت کے زیوروں کا رواج تھا۔ آپ ﷺ اس قسم کے زیور پہننے کا حکم دیتے۔ بیویوں کا پاک صاف رہنا پسند فرماتے، بیویوں پر لعن طعن نہ کرتے نہ ان سے سخت اور درشت لہجہ میں گفتگو کرتے۔ اگر کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو التفات میں کمی کر دیتے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے داخل ہوتے۔ [اسوۂ حسنہ]

بعض واقعات

بنی سواد کے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اکرم ﷺ کے اخلاق کی نسبت دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تم قرآن میں نہیں پڑھتے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (یعنی قرآن شاہد ہے کہ آپ ﷺ کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپ ﷺ کے اخلاق کا نقشہ یہی کافی ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس کے متعلق مجھ سے کچھ بیان کیجئے (یعنی کوئی خاص واقعہ جس سے اس آیت کی کچھ تفسیر بطور نمونے کے ہو جائے)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے ایک بار آپ ﷺ کے لیے کچھ کھانا تیار کیا اور کچھ کھانا آپ ﷺ کے لیے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے تیار کیا میں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جا دیکھتی رہ اگر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کھانا لاویں اور میرے کھانے سے پہلے دسترخوان پر رکھ دیں تو کھانا گرا دینا (چنانچہ) وہ کھانا لائیں اور لونڈی نے اس کو گرا دیا۔ رکابی بھی گر گئی اور ٹوٹ گئی اور جس میں کھانا گرا وہ دسترخوان چمڑے کا تھا اس لیے ضائع نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کھانے کو جمع کیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بدلہ لو یعنی اپنے برتن کے بدلے برتن لو۔ [مسند احمد]

(ف): بدلہ دلوانا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی دلجوئی کے لیے تھا تا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ حضور ﷺ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فعل کو گوارا فرمالیا۔ ایسے معمولی خفیف معاملات میں ایسی دقیق رعایتیں کرنا یہ غایت درجہ کی شفقت وعلو نظر تواضع کی دلیل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حریرہ لائی جو میں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ میں نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے جو وہاں موجود تھیں کہا کہ تم بھی کھاؤ انہوں نے کسی وجہ سے انکار کیا۔ میں نے کہا یا تو کھاؤ ورنہ تمہارا منہ اس حریرہ سے سان دوں گی انہوں نے پھر بھی انکار کیا میں نے حریرہ میں ہاتھ بھر کر ان کا منہ سان دیا۔ نبی کریم ﷺ یہ دیکھ کر ہنسے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے مجھ کو (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) دبایا (تا کہ مدافعت

نہ کرسکیں) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم ان کا منہ سان دو۔ انہوں نے میرا منہ سان دیا آپ ﷺ پھر ہنسے۔ [مجمع الفوائد عن الموصلی]

(ف): آپ ﷺ کا حسن سلوک اور ازواج میں آپس میں بے تکلفی اور محبت واضح ثبوت ہے۔

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شب ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ کو آپ ﷺ پر رشک ہوا اس گمان سے کہ شاید کسی بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ حالانکہ یہ گمان نہ صحیح تھا نہ آپ ﷺ کے معمول ملتزم کے اعتبار سے صحیح ہوسکتا تھا۔ گو عدل بھی آپ ﷺ پر واجب نہ ہوا اور عقلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ایسا گمان نہیں کرسکتی تھیں مگر طبعاً معذور تھیں۔ اسی واسطے اس کو غیرت سے تعبیر کیا جو امر طبعی ہے۔ [نشر الطیب]

پھر آپ ﷺ تشریف لے آئے اور میں اضطراب میں جو کچھ کر رہی تھی۔ (مثلاً اضطراب کی حرکات) اس کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ! تم کو کیا ہوا؟ کیا تم کو رشک ہوا؟ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا وجہ کہ مجھ جیسا (محب) آپ جیسی (محبوب) پر رشک نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ کو تیرے شیطان نے پکڑ لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے ساتھ کوئی شیطان ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور (تمہاری کیا تخصیص ہے) ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ میں نے کہا آپ ﷺ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہاں لیکن میرے رب جل جلالہٗ نے اس کے مقابلہ میں میری اعانت فرمائی یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ (یعنی محفوظ) رہتا ہوں یا ایک روایت کے مطابق یہ فرمایا کہ وہ اسلام لے آیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرماتے تو ان کی تعریف فرماتے اور بہت زیادہ تعریف فرماتے تو مجھ کو ایک روز بہت رشک ہوا اور میں نے کہا کہ آپ ﷺ ایسی عورت کا کیا کثرت سے ذکر فرماتے ہیں جس کی باچھیں لال لال تھیں (یعنی دانت ٹوٹ جانے کی وجہ سے جلد سرخ نظر آنے لگی ہے) اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی جگہ اس سے اچھی دے دی (یعنی میں) آپ نے فرمایا اس سے اچھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ کو نہیں دی (یعنی تم ان سے اچھی نہیں ہو کیونکہ) وہ مجھ پر ایسے وقت میں ایمان لائیں جب اور لوگوں نے

میرے ساتھ کفر کیا اور ایسے وقت میں میری تصدیق کی جب اور لوگوں نے میری تکذیب کی اور انہوں نے میری مالی مدد کی جبکہ اور لوگوں نے مجھ کو محروم رکھا (یعنی کسی نے مجھ سے ہمدردی نہیں کی کیونکہ دعوت نبوت کے بعد عام طور پر لوگوں کو بغض ہو گیا تھا) اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ کو ان سے اولاد بھی دی جبکہ دوسری بیویوں سے مجھ کو اولاد نہیں دی۔ [مسند احمد]

اس سے واقعہ میں آپ ﷺ کا تعلق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تعلق سے اقویٰ تھا۔ صرف ظاہر ہے حالانکہ جذبۂ طبعیہ کے اسباب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں زیادہ تھے۔

ایثار حقوق: حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیمار ہو گئے تو آپ ﷺ نے اپنی بیبیوں سے اس کی اجازت چاہی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا گھر میں میری تیمارداری کی جائے۔ ان سب نے اجازت دے دی۔

(ف): اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ حضور اقدس ﷺ بیبیوں کے پاس رہنے میں عدل فرماتے تھے۔ اگر چہ ایک قول میں آپ ﷺ پر عدل واجب نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ اگر شوہر ایک کی باری میں دوسری کے گھر رہنا چاہے تو باری والی سے اجازت حاصل کرے۔ تیسرے یہ کہ بی بی کو بھی مناسب ہے کہ ایسے امور میں شوہر کی راحت کی رعایت کرے۔

رفیق اعلیٰ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شدت مرض کی حالت میں عبدالرحمن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو ان کے پاس تازہ مسواک تھی۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف دیکھا۔ میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ کو اس کی خواہش ہے۔ میں نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے لے کر اس کو چبایا اور اس کو صاف کر کے آپ ﷺ کو دے دیا۔ آپ ﷺ نے خوب اچھی طرح مسواک کی (جیسے کبھی مسواک کرنے کی عادت تھی) پھر اس کو میری طرف بڑھایا۔ مسواک آپ ﷺ کے ہاتھ سے گر گئی۔ (اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے) پھر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور دعا کی۔

''اے اللہ رفیق اعلیٰ سے ملا دے'' اور اس کے بعد آپ ﷺ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ [مشکوٰۃ]

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبل آپ ﷺ کی وفات کے اپنے سینہ کے سہارے سے ٹھار کھا تھا۔ اسی حالت میں میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا۔
''اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو رفیق اعلیٰ میں شامل فرما'' یعنی ارواح طیبہ وملائکہ کی جماعت میں۔

(ف): بعض اہل غلو قرب حق کے لیے ازواج واولاد سے بعد کو شرط سمجھتے ہیں اس میں رد ہے اس کا دیکھئے اس وقت سے زیادہ کون ساوقت ہوگا۔ قرب حق کا اور اس میں بی بی سے اتنا قرب ہے کہ ان کے سہارے لگے بیٹھے ہیں۔ اہل غلو نے قرب کی حقیقت ہی نہیں سمجھی۔ اس کی حقیقت ذکر و اطاعت ہے۔ اگر بی بی اس میں معین ہو تو یہ تعلق اس قرب کا مؤکد ہے۔

[ماخوذ از کتاب کثرت الازواج لصاحب المعراج، مولف حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ]

نَبِیْ کَرِیْم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم کے

کھانے پینے کا انداز

عاداتِ طیبہ: حضور اکرم ﷺ ٹیک لگا کر کھانا تناول نہ فرماتے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے، میں بندہ ہوں اور بندوں کی مانند بیٹھتا ہوں اور ایسے ہی کھاتا ہوں جیسے بندے کھاتے ہیں۔ (حضور ﷺ کی نشست اس قسم کی تھی کہ گویا گھٹنوں کے بل ابھی کھڑے ہو جائیں گے، یعنی اکڑوں بیٹھ کر) ٹیک لگانے سے مراد جم کر بیٹھنا اور کھانے کے وقت چوکڑی مار کر سرین پر بیٹھنا، اس بیٹھنے کی مانند ہے جو کسی چیز کو اپنے نیچے رکھ کر ٹیک لگا کر بیٹھے۔ [قاضی عیاض]

صاحب مواہب کہتے ہیں، کھانے کے لیے اس طرح بیٹھنا مستحب ہے کہ دونوں رانوں کو کھڑا کرے اور دونوں قدموں کی پشت پر نشست کر کے یا اس طرح کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔ ابن قیم نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ تواضع وادب کی خاطر بائیں قدم کے اندر کی جانب کو داہنے قدم کی پشت پر رکھتے تھے۔ [مدارج النبوۃ]

حضور اکرم ﷺ کی تواضع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کھانے میں کبھی عیب نہ بتاتے تھے اگر چاہا تو کھالیا اور نہ چھوڑ دیا اور یہ کبھی نہ فرمایا کہ یہ کھانا برا ہے۔ ترش ہے۔ نمک زیادہ ہے یا کم ہے، شوربا گاڑھا ہے یا پتلا ہے۔ [مدارج النبوۃ]

(ف): اس جگہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے میں عیب نکالنا غلطی اور خلاف اتباع سنت ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر طعام میں تذکرۂ برائی بتائیں اور کہیں کہ برا پکا ہے اور مال ضائع کر دیا ہے تو یہ جائز ہے لیکن اس میں بھی پکانے والے کی دل شکنی ہے۔ اگر ایسا نہ کریں تو بہتر ہے۔ [مدارج النبوۃ]

حضور اکرم ﷺ کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں حمد کرتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مُّبَارَكاً فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مُّبَارَكاً فِيْهِ

[زاد المعاد]

آپ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرتے۔

کھانا اگر برتن کی چوٹی تک ہوتا تو آپ ﷺ چوٹی سے کھانا شروع نہ فرماتے بلکہ اپنے سامنے نیچے کی جانب سے شروع کرتے اور فرماتے کہ کھانے میں برکت چوٹی ہی میں ہوتی ہے۔ [خصائل نبوی، نشر الطیب، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ]

آپ ﷺ جب کسی کھانے میں ہاتھ ڈالتے تو انگلیوں کی جڑوں تک کھانے میں نہ بھرتے۔ [نشر الطیب]

حدیث: کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی عادت شریف تین انگلیوں سے کھانا تناول فرمانے کی تھی اور ان کو چاٹ بھی لیا کرتے تھے۔ [شمائل ترمذی، مسلم]

بعض روایات میں ہے کہ پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے اس کے بعد شہادت کی انگلی، اس کے بعد انگوٹھا۔ [خصائل نبوی]

اگر کوئی چیز پتلی ہوتی تو شاذ و نادر بیچ والی انگلی کے برابر والی انگلی کو بھی استعمال کرتے تھے۔

کھانے پینے کی چیز میں حضور ﷺ پھونک نہیں مارتے اور اس کو برا جانتے۔ [ابن سعد]

آپ ﷺ کھانے کو کبھی نہیں سونگھتے اور اس کو برا جانتے۔ [نشر الطیب]

کھانا اگر ایک قسم کا آپ ﷺ کے سامنے ہوتا تو آپ ﷺ صرف اپنے ہی سامنے سے تناول فرماتے اور اگر مختلف قسم کا کھانا ہوتا چاہے برتن ایک ہی ہوتا تو بلا تامل دوسری جانب بھی ہاتھ بڑھاتے۔

جب کھانا پاس آتا تو فرماتے:۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ

ترجمہ: اے اللہ آپ نے ہمیں رزق عنایت فرمایا اس میں ہمیں برکت عنایت فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

جب آنحضرت ﷺ کھانے میں سے اول لقمہ لیتے تو فرماتے

يَا وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ

ترجمہ: اے بہت بخشنے والے

جب آپ ﷺ کھانا تناول فرما چکتے تو فرماتے:

الحمد اللّٰه الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَ سَقانا وجَعَلْنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْن

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

جب دسترخوان اٹھ جاتا تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مُّبَارَكاً فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مَوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنيً عَنْهُ رَبَّنَا. [بخاری۔ زادالمعاد۔ شمائل ترمذی]

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے سزاوار ہیں جو بہت ہی عمدہ بڑی بابرکت انداز میں ہو۔ اے ہمارے رب! ہم اس دسترخوان کو اٹھا رہے ہیں، ایسا نہیں کہ یہ کھانا ہمیشہ کے لیے کافی ہوگیا ہو اور نہ ہم اس کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ رہے ہیں اور نہ ہم آپ کی اس نعمت سے کبھی مستغنی ہو سکتے ہیں۔

جب حضور اکرم ﷺ کہیں مدعو ہوتے تو داعی کے حق میں ان الفاظ سے ضرور دُعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْ مَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ

ترجمہ: اے اللہ! ان کے رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔ جو کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور ہاتھوں پر جو تری ہوتی اس کو ہاتھوں، چہرے اور سر مبارک پر مل کر خشک کر لیتے۔ ایک روایت میں اعضائے وضو پر ہاتھ پونچھنا بھی آیا ہے۔ (ابن ماجہ)

کھانے کے لیے وضو: حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ جب بیت الخلاء سے فراغت پر باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا اور وضو کا پانی لانے کے لیے عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے وضو کا اسی وقت حکم ہے جب نماز کا ارادہ کروں۔ [شمائل ترمذی]

حضرت سلمان ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد وضو (ہاتھ منہ دھونا) برکت کا سبب ہے۔ [شمائل ترمذی]

کھانے سے پہلے بسم اللہ: عمرو بن ابی سلمہ ؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹا! قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرو۔ [شمائل ترمذی]

بسم اللہ کہنا بالاتفاق سنت ہے اور داہنے ہاتھ سے کھانا جمہور کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے۔ حضور ﷺ کا حکم ہے کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور داہنے ہاتھ سے پیو اس لیے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے۔ [خصائل نبوی]

حضرت انس ؓ نے حضور اقدس ﷺ سے روایت کی ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ بندہ کی اس بات پر بہت ہی رضامندی ظاہر فرماتے ہیں کہ جب ایک لقمہ کھانا کھالے یا ایک گھونٹ پانی پئے تو حق تبارک وتعالیٰ شانہ کا اس پر شکر ادا کرے۔

اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ

جو شخص بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیتا تو آپ ﷺ اس کا ہاتھ پکڑ لیا کرتے اور اس کو بسم اللہ پڑھنے کے لیے تاکید فرماتے۔ [شمائل ترمذی، زاد المعاد]

علماء نے لکھا ہے کہ بسم اللہ کو آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے تا کہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ رہے تو یاد آ جائے۔ [خصائل نبوی]

جس نعمت کے اول بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہ ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں یا بعد میں یاد آنے پر اس طرح پڑھیں بسم اللّٰہ اولہٗ و آخرہٗ۔ [زادالمعاد، شمائل ترمذی]

حضور اکرم ﷺ کا کھانا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''حضور اکرام ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کے اہل وعیال نے مسلسل دو دن کبھی جَو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔'' [شمائل ترمذی]

(یعنی کھجوروں سے اگر چہ اس کی نوبت آ گئی ہو لیکن روٹی سے کبھی یہ نوبت نہیں آئی کہ مسلسل دو دن ملی ہو) کبھی کبھی گیہوں کی روٹی بھی تناول فرمائی ہے۔ [خصائل نبوی]

سعد رضی اللہ عنہ سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور ﷺ نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی ہے انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کے سامنے آخر عمر تک میدہ آیا بھی نہ ہوگا۔ [بخاری وشمائل ترمذی]

میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ نہ چھوٹی طشتریوں میں کھایا نہ آپ ﷺ کے لیے کبھی چپاتی پکائی گئی۔ آپ ﷺ کھانا چمڑے کے دسترخوان پر تناول فرماتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

مرغوبات: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ سرکہ بھی کیسا اچھا سالن ہے۔ [شمائل ترمذی]

ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے سرکہ میں برکت کی دُعا فرمائی ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ پہلے انبیاء کا بھی یہی سالن رہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہے یعنی سالن کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔ [ابن ماجہ]

ابواسد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی اس لیے کہ یہ ایک بابرکت درخت کا تیل ہے۔ [شمائل ترمذی]

حضور اکرم ﷺ کو بونگ کا گوشت پسند تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔ (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا)۔

دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور ﷺ نے فرمائی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے۔ [خصائل نبوی]

ایک حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو بھنا ہوا گوشت اور سالن میں کدو بہت مرغوب تھا۔ [ابن سعد، شمائل ترمذی]

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیریں چیز کو اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔ [زاد المعاد]

آپ ﷺ نے مرغ، سرخاب، بکری، اونٹ اور گائے کا گوشت کھایا۔ آپ ﷺ ثرید کو (یعنی شوربے میں ٹوٹی ہوئی روٹی کو) پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ فلفل اور مصالحے بھی کھاتے تھے۔

آپ ﷺ نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک اور چقندر اور حیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ بھی) کھایا ہے۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ہانڈی اور پیالہ کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا۔

آپ ﷺ ککڑی خرمہ کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ تربوز خرمہ کے ساتھ کھاتے اور فرماتے کہ اس کی گرمی کا اس کی سردی سے تدارک ہو جاتا ہے اور پانی آپ ﷺ کو وہ پسند تھا جو شیریں اور سرد ہو اور آپ ﷺ خرما تر کر کے اس کا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے۔ یہ پیالہ لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اس میں لوہے کے پتر لگے تھے۔ [ابن سعد]

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دے سکے۔

مہمان کی رعایت: حضور ﷺ اپنے مہمانوں سے کھانے کے لیے اصرار فرماتے اور بار بار کہتے۔ ایک بار ایک شخص کو دودھ پلانے کے بعد اس سے بار بار فرمایا: اشرب اشرب اور پیو اور پیو، یہاں تک کہ اس شخص نے قسم کھا کر عرض کیا: قسم ہے اس خدائے برتر کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب اور گنجائش نہیں ہے۔ [بخاری، مدارج النبوۃ]

کسی مجمع میں کھانا تناول فرمانے کا اگر اتفاق ہوتا تو سب سے آخر میں آپ ﷺ ہی اٹھتے کیونکہ بعض آدمی دیر تک کھاتے رہنے کے عادی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ جب دوسروں کو کھانے سے اٹھتا دیکھتے ہیں تو شرم کی وجہ سے خود بھی اٹھ جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کا لحاظ فرماتے ہوئے حضور اکرم ﷺ بھی بے تکلف تھوڑا تھوڑا کھاتے ہی رہتے۔ [زاد المعاد، ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ]

اگر مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور کسی ہم جلیس کو کوئی چیز کھانے یا پینے کی عنایت فرماتے تو داہنی طرف بیٹھنے والے کو اس کا زیادہ حقدار سمجھتے اور اس کو دیتے اور اگر بائیں جانب بیٹھنے والے کو عنایت فرمانا چاہتے تو داہنی طرف والے سے اجازت لے لیتے۔ یہ ترتیب اور یہ عمل ہمیشہ ملحوظ رہتا گو بائیں طرف کا آدمی کتنی ہی بڑی شخصیت کا ہوتا۔ [بخاری و مسلم، زاد المعاد]

آنحضرت ﷺ جب کہیں مدعو ہوتے اور کوئی شخص بغیر بلائے ساتھ ہو جاتا تو آپ ﷺ اس کو ساتھ لے لیتے مگر داعی کے گھر پہنچنے پر داعی سے اس کے لیے اجازت طلب فرماتے اور اجازت حاصل کرنے پر ہمراہ رکھتے۔ [مدارج النبوۃ]

کھانے کے متعلق بعض سنن طیبہ: حضرت اسماء ؓ سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ اس کو اس وقت تک ڈھانپ کے رکھتے جب تک اس کا جوش ختم نہ ہو جاتا اور فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ سرد کھانے میں عظیم برکت ہے۔ [دارمی، مدارج النبوۃ]

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو جوتے اتار ڈالو۔ اس لیے کہ جوتوں کے اتار ڈالنے سے قدموں کو بہت آرام ملتا ہے۔
[ابن ماجہ]

حضور اکرم ﷺ کھانے کے بعد پانی نوش نہ فرماتے کیونکہ مضر ہضم ہے۔ جب تک کھانا

ہضم کے قریب نہ ہو پانی نہ پینا چاہیے۔ [مدارج النبوۃ]

آپ ﷺ رات کا کھانا بھی تناول فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ کھجور کے چند دانے ہی کیوں نہ ہوں اور فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کا کھانا چھوڑ دینا بڑھاپا لاتا ہے۔ [جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ]

کھجور یا روٹی کا کوئی ٹکڑا کسی پاک جگہ پڑا ہوتا تو اس کو صاف کر کے کھا لیتے۔ [مسلم]

آپ ﷺ کھانا کھاتے ہی سو جانے کو منع فرماتے تھے یہ دل میں ثقالت پیدا کرتا ہے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جانا بھی مسنون ہے۔ [زاد المعاد]

جس قدر رکھا نا میسر ہو اس پر قناعت کرنا یعنی جیسا بھی اور جتنا بھی مل جائے اس پر راضی رہنا اور اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل سمجھ کر کھانا چاہیے۔ [مالک]

اور یہ نیت رکھنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کے ماتحت اس کی عبادت پر قوت حاصل ہونے کے لیے کھاتا ہوں۔ [الترغیب والترہیب]

حضور اقدس ﷺ تقلیل غذا کی رغبت دلایا کرتے اور فرماتے تھے کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے کے لیے اور ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی خود معدہ کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔ [زاد المعاد]

پھلوں، ترکاریوں کا استعمال ان کے مصلح چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے۔ [زاد المعاد]

کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کسی سے کھانا لینا ہو تو دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔ [ابن ماجہ]

چند آدمیوں کے ساتھ کھانا باعث برکت ہوتا ہے۔ [ابوداؤد]

کھانے میں جتنے ہاتھ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی۔ [مشکوٰۃ]

کھانے کے دوران جو چیز دسترخوان یا پیالہ سے گر جائے اسے اٹھا کر کھا لینا بھی ثواب ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس میں محتاجی، برص اور کوڑھ سے حفاظت ہے اور جو کھاتا ہے اس کی اولاد حماقت سے محفوظ رہتی ہے اور انہیں عافیت دی جاتی ہے۔ [مدارج النبوۃ]

حضرت عباس ﷺ سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو دسترخوان پر گری ہوئی چیز اٹھا کر کھاتا ہے اس کی اولاد حسین و جمیل پیدا ہوتی ہے اور اس سے محتاجی دور کی جاتی ہے۔ [مدارج النبوۃ]

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے مگر جبکہ اس کو پکالیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے۔ [ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ]

کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ اور بڑا ہو اس سے کھانا پہلے شروع کرانا چاہیے۔ [مسلم]

کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ نیچے گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔ شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ [ابن ماجہ، مسلم]

کھانے کے درمیان کوئی شخص آ جائے تو اس سے کھانے کے لیے پوچھ لینا چاہیے۔ [ابن ماجہ]

دسترخوان پہلے اٹھالیا جائے اس کے بعد کھانے والے اٹھیں۔ [ابن ماجہ]

نئے پھل کا استعمال: جب آپ ﷺ کی خدمت میں موسم کا نیا پھل پیش ہوتا تو آپ ﷺ اس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ الفاظ دعا ارشاد فرماتے:

اَللّٰهُمَّ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ اَرِنَا اٰخِرَهٗ

ترجمہ: اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا شروع دکھلایا (اسی طرح) اس کا آخر بھی ہمیں دکھا۔

اور پھر آپ ﷺ کی خدمت میں جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا، اس کو عنایت فرماتے۔ [زادالمعاد]

مشروبات میں عادت طیبہ: حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طرح سے پینا زیادہ خوشگوار ہے اور خوب سیر کرنے والا ہے اور حصول شفا کے لیے اچھا ہے۔ [شمائل ترمذی]

دوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ وارد ہے کہ جب تم میں سے کوئی پانی پئے تو پیالے میں سانس نہ لے بلکہ پیالے سے منہ ہٹالے۔ [زادالمعاد، شمائل ترمذی]

حضور ﷺ کو سرد اور شیریں پانی زیادہ محبوب تھا۔ [زادالمعاد]

کھانے کے بعد پانی پینا حضور ﷺ کی سنت نہیں ہے خصوصاً اگر پانی گرم ہو یا زیادہ سرد ہو کیونکہ یہ دونوں صورتیں بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔ [زادالمعاد]

آپ ﷺ ورزش کے بعد تکان ہونے پر اور کھانا یا پھل کھانے اور جماع یا غسل کے بعد

پانی پینے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ [زاد المعاد]

احادیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پانی چوس چوس کر پیو اور غٹ غٹ کر کے نہ پیو۔ [مدارج النبوۃ]

حضور ﷺ جب پینے کی چیز کسی مجلس میں تقسیم کراتے تو حکم دیتے کہ عمر میں بڑے لوگوں سے شروع کیا جائے اور آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب مجلس میں کسی پینے کی چیز کا دور چل رہا ہوتا اور بار بار پیالہ آ رہا ہوتا تو دوسرا پیالہ آنے پر اس کو اسی جگہ سے شروع کراتے جہاں پہلا دور ختم ہوا تھا۔

جب حضور ﷺ اپنے احباب کو کوئی چیز پلاتے تو آپ ﷺ خود سب سے آخر میں نوش فرماتے اور فرماتے ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔

حضور ﷺ کی عادت مبارک بیٹھ کر پانی پینے کی تھی اور صحیح روایات میں آپ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے کو منع فرمایا ہے۔ نیز ایک ہاتھ سے بھی پینے کو منع فرمایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی شخص کو حق تبارک وتعالیٰ کوئی چیز کھلائیں تو یہ دُعا پڑھنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعَمْنَا خَيْراً مِّنْهُ

ترجمہ: اے اللہ! تو ہمیں اس میں برکت عنایت فرما اور اس سے بہتر نصیب فرما۔

اور جب دودھ عطا فرماویں تو یہ دُعا پڑھنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ [شمائل ترمذی]

ترجمہ: اے اللہ! تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اس سے اچھی چیز نصیب فرما۔

حضور ﷺ بلاشبہ آب شیریں وسرد کو پسند فرماتے۔ آپ ﷺ کے لیے دور سے ایسا پانی لایا جاتا تھا۔ [خصائل نبوی، مدارج النبوۃ]

حضور ﷺ نے شہد میں پانی ملا کر نوش فرمایا ہے اور علی الصبح نوش فرماتے اور جب اس پر کچھ وقت گزر جاتا اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کی قسم کا موجود ہوتا تناول فرماتے۔

حضور ﷺ دودھ کو پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو

کھانے اور پینے دونوں کے کام آئے بجز دودھ کے، کھانے کے بعد دُعا فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْنَا خَیْراً مِّنْہُ

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں (یہ) زیادہ (اور) اس سے بہتر عطا فرما۔ [شمائل ترمذی]

آپ ﷺ کبھی خالص دودھ نوش فرماتے اور کبھی سرد پانی ملا کر یعنی لسی۔ [مدارج النبوۃ]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں آب زم زم کا ڈول لایا تو حضور ﷺ نے اسے کھڑے ہو کر پیا (اس وقت اس جگہ بیٹھنے کا موقع نہ تھا) [شمائل ترمذی]

بعض کا قول ہے کہ کھڑے ہو کر پینا آب وضو اور آب زم زم کے ساتھ خاص ہے۔

نبی الرحمت ﷺ کا معمول

لباس و آرائش

لباس کا معمول مبارک: حضور اکرم ﷺ کی عادت کریمہ لباس شریف میں وسعت اور ترک تکلف تھی۔ مطلب یہ ہے کہ جو پاتے زیب تن فرماتے اور تعین کی تنگی اختیار نہ فرماتے اور کسی خاص قسم کی جستجو نہ فرماتے اور کسی حال میں عمدہ نفیس کی خواہش نہ فرماتے اور نہ ادنیٰ وحقیر کا خیال فرماتے جو کچھ موجود میسر ہوتا پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کرے اسی پر اکتفا کرتے۔

اکثر حالتوں میں آپ ﷺ کا لباس چادر اور ازار (یعنی تہبند) ہوتا، جو کچھ سخت اور موٹے کپڑے کا ہوتا اور کبھی پشمینہ بھی پہنا ہے۔

منقول ہے کہ آپ ﷺ کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے ہوتے تھے جسے آپ ﷺ اوڑھا کرتے تھے اور فرماتے، میں بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں۔ [شیخین نے روایت کیا ہے]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کے

نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا پسند ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ میلے اور گندے کپڑوں کو مکروہ اور ناپسند جانتے تھے۔ [مدارج النبوۃ]

حضور اکرم ﷺ اپنی تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے اور عقب میں اونچا رکھتے۔ [مدارج النبوۃ]

جب حضور ﷺ تکبر وغرور کی مذمت فرماتے تو صحابہ ﷺ عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالُ [الکبر بطر الحق]

ترجمہ: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

اِنَّ اللهَ لَطِيْفٌ يُحِبُّ اللَّطَافَةَ

ترجمہ: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ لطیف ہے اور لطافت پسند کرتا ہے۔

چنانچہ خود حضور ﷺ وفود کے آنے پر ان کے کے لیے تجمل فرماتے اور جمعہ وعیدین کے لیے بھی آرائش فرماتے اور مستقل جدا لباس محفوظ رکھتے تھے۔ [مدارج النبوۃ]

حضرت ام سلمہ ﷺ سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کا محبوب ترین لباس قمیص (کرتا) تھی۔ اگر چہ تہبند اور چادر شریف بھی بکثرت زیب تن فرماتے تھے لیکن قمیص کا پہننا زیادہ پسندیدہ تھا۔ [شمائل ترمذی]

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا پیرہن مبارک سوتی اور تنگ دام و آستین والا ہوتا تھا اور آپ ﷺ کی قمیص مبارک میں گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں اور قمیص مبارک میں سینہ کے مقام پر گریبان تھا اور یہی قمیص کی سنت ہے۔ [مدارج النبوۃ]

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرے جسم پر کم قیمت کے کپڑے تھے تو فرمایا کہ کیا تیرے پاس از قسم مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا ہے۔ پھر فرمایا خدا کی نعمت اور اس کی بخشش کو

تمہارے جسم سے ظاہر ہونا چاہیے۔ مطلب یہ ہے کہ تونگری کی حالت کے مناسب کپڑے پہنو اور خدا کی نعمت کا شکر ادا کرو۔

اور ایک الجھے ہوئے بالوں والے پریشان حال کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے سر کو تسکین دے۔ (یعنی بالوں کو کنگھا کرے)

اور ایسے شخص کو دیکھا جس پر میلے اور غلیظ کپڑے تھے فرمایا کہ یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑوں کو دھولے۔ (یعنی صابن وغیرہ) [مدارج النبوۃ]

حضور ﷺ سفید لباس پہننے کو پسند فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حسین ترین لباس سفید کپڑوں کا ہے۔ چاہیے کہ تم میں سے زندہ لوگ بھی پہنیں اور اپنے مردوں کو بھی سفید کفن دیں۔ [مدارج النبوۃ، شمائل ترمذی]

اور حضور ﷺ کالی کملی اوڑھا کرتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضور پاک ﷺ ایک مرتبہ صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے بدن مبارک پر ایک سیاہ بالوں کی چادر تھی۔

جب حضور ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا (مدارج النبوۃ)

حضور ﷺ نے پشمینہ یعنی اونی کپڑے بھی پہنے ہیں اور حضور اکرم ﷺ اکثر چادر لپیٹا کرتے تھے۔

چونکہ حضور ﷺ تمام لوگوں میں اطیب و لطیف تھے اس لیے اس کی علامت آپ ﷺ کے بدن مبارک میں ظاہر تھی کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر سے لگنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے کپڑے میلے نہ ہوتے تھے اور نہ آپ ﷺ کے لباس مبارک میں جوں پڑتی تھی اور نہ کپڑوں پر اور نہ آپ ﷺ کے جسم اطہر پر کھی بیٹھتی تھی۔ [مدارج النبوۃ]

حضور اکرم ﷺ نے چمڑے کے موزے پہنے ہیں اور ان پر مسح فرمایا ہے۔ [مدارج النبوۃ]

لباس کے معاملے میں سب سے بہترین طریقہ نبی کریم ﷺ کا وہ ہے جس کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے یا ترغیب دی یا خود اس پر مسلسل عمل فرمایا۔

آپ ﷺ کا طریقہ (سنت) لباس یہ ہے کہ:

کپاس کا بنا ﷺ جبہ، قبا، قمیص، تہبند، چادر (سادہ) موزہ، جوتا، ہر چیز استعمال فرمائی ہے۔
آپ ﷺ نے دھاری دار سیاہ کپڑا (سیاہ دھاری دار) اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور سادہ کپڑا بھی پہنا ہے۔ سیاہ لباس اور سبز ریشم کی آستین والا لبادہ بھی پہنا ہے۔ [زاد المعاد]

پاجامہ: آپ ﷺ نے ایک پاجامہ بھی خریدا ہے اور ظاہر ہے کہ پہننے ہی کے لیے خریدا ہوگا اور اصحاب کرام آپ ﷺ کی اجازت سے پہنا بھی کرتے تھے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک پرانا کمبل اور موٹے سوت کی ایک چادر نکالی اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کپڑوں میں رحلت فرمائی۔ [زاد المعاد]

قمیص مبارک: ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے دمیاطی سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا کرتا (قمیص) سوت کا بنا ہوا تھا جو زیادہ لمبا نہ تھا اور اس کی آستین بھی زیادہ لمبی نہ تھی۔ بیجوری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس صرف ایک ہی کرتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا معمول صبح کے کھانے میں سے شام کے لیے بچا کر رکھنے کا نہ تھا۔ نہ شام کے کھانے میں سے صبح کے لیے بچانے کا تھا اور بعض اوقات کوئی کپڑا، کرتا، چادر لنگی یا جوتہ دو عدد نہ ہوتے تھے۔ مناوی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا کرتا (قمیص) زیادہ لمبا نہ ہوتا تھا نہ اس کی آستین لمبی ہوتی تھی۔ دوسری حدیثوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا کرتا ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا۔ [شمائل ترمذی]
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے کرتے کی آستین پہونچے تک ہوتی تھی۔
[شمائل ترمذی]

حضور اکرم ﷺ قمیص (کرتے) کی آستین نہ بہت تنگ رکھتے اور نہ بہت کشادہ۔ بلکہ درمیانی ہوتی اور آستین ہاتھ کے گٹے تک رکھتے اور چوغہ وغیرہ نیچے تک مگر انگلیوں سے متجاوز نہ ہوتا تھا۔
آنحضرت ﷺ کے سفر کا کرتا (قمیص) وطن کے کرتے سے دامن اور آستین میں کسی قدر چھوٹا ہوتا تھا۔ [زاد المعاد]

آنحضرت ﷺ کی قمیص کا گریبان سینہ پر ہوتا تھا۔ کبھی آپ ﷺ اپنی کرتے کا گریبان کھول لیا کرتے اور سینہ اطہر صاف نظر آتا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔ [شمائل ترمذی]

جب آپ ﷺ قمیص زیب تن فرماتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر بایاں ہاتھ بائیں آستین میں۔ [زادالمعاد]

ایاس بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک رومال تھا جب آپ ﷺ وضو کرتے تو اسی سے پونچھ لیتے۔ [ابن سعد]

عمامہ: عمامہ باندھنا سنت مستحب ہے۔ نبی کریم ﷺ سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے۔ [فتح الباری]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا عمامہ باندھنا سنت ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں سنت ہے۔ [عینی]

مسلم شریف اور نسائی شریف میں ہے کہ عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ منظر گویا اس وقت میرے سامنے ہے جب نبی کریم ﷺ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ سیاہ عمامہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا۔ [خصائل نبوی]

آپ ﷺ جب عمامہ باندھتے تھے تو (شملہ) دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ لیتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے۔ [نشر الطیب، شمائل ترمذی]

آپ ﷺ عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے۔ شملہ کے مقدار ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے۔ عمامہ تقریباً سات گز ہوتا تھا۔ [خصائل نبوی]

صافہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سنت ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ٹوپی: آنحضرت ﷺ سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ وطن میں آنحضرت ﷺ سفید کپڑے کی چپٹی ہوئی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ [السراج المنیر]

آپ ﷺ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے۔ [السراج المنیر]

تہبند اور پاجامہ: حضور اقدس ﷺ کی عادت شریفہ لنگی باندھنے کی تھی پاجامہ پہننا مختلف فیہ

ہے۔ بعض احادیث سے اس کا پہننا ثابت ہے اور اپنے اصحاب کو پہنے دیکھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ پاجامہ پہنتے ہیں؟ تو فرمایا کہ پہنتا ہوں، مجھے بدن ڈھانکنے کا حکم ہے، اس سے زیادہ پردہ اور چیزوں میں نہیں ہے۔ [خصائل نبوی، زاد المعاد]

آپ ﷺ کہ تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی تھی اور تین ہاتھ ایک بالشت چوڑی تھی۔ [شمائل ترمذی]

بعض احادیث میں ہے کہ چادر چار ہاتھ لمبی اور ڈھائی ہاتھ چوڑی اور تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ چوڑی۔ تہبند ہمیشہ نصف پنڈلی سے اونچی رکھتے۔ تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچے رہتا۔ [خصائل نبوی]

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کی لنگی آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک بھی کچھ مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا۔ قیامت میں حق تبارک وتعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں کریں گے۔ [ابوداؤد، ابن ماجہ، زاد المعاد]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو یمنی منقش چادر کپڑوں میں زیادہ پسند تھی۔

کبھی آپ ﷺ چادر کو اس طرح اوڑھتے کہ چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر الٹے کاندھے پر ڈال لیتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے۔ سفید لباس تو حضور ﷺ کو محبوب تھا ہی مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت پاک کو بہت زیادہ پسند تھا۔ [زاد المعاد]

خالص و گہرا سرخ رنگ طبیعت پاک کو بہت زیادہ ناپسند تھا۔

جب آنحضرت ﷺ نیا لباس زیب تن فرماتے تو کپڑے کا نام لے کر خدا تبارک وتعالیٰ کا شکر ان الفاظ میں ادا فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ

مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ

ترجمہ: اے اللہ تیرے ہی لیے سب تعریف ہے جیسا کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے اس کی برائی اور اس چیز کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔

نیز یہ دُعا فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ

ترجمہ: سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرم کی چیز چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ خوبصورتی حاصل کرتا ہوں۔ [زادالمعاد]

اور جو کپڑا پرانا ہو جاتا اسے خیرات کر دیتے۔

آپ ﷺ اکثر اوقات سوتی لباس زیب تن فرماتے۔ کبھی کبھی صوف اور کتان کا لباس بھی پہنا ہے۔ آپ ﷺ چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے تھے کہ بدن ظاہر نہ ہو۔ غالباً لیٹنے کی حالت میں یہ معمول تھا۔

ابو رمثہ ﷺ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا ہے۔ [شمائل ترمذی]

نعلین شریف: آنحضرت ﷺ چپل نما یا کھڑاؤں نما جوتا پہنا کرتے تھے آپ ﷺ نے سیاہ چرمی موزے بھی پہنے اور ان پر وضو میں مسح فرمایا ہے اور آپ ﷺ کے نعلین مبارک میں انگلیوں میں پہننے کے دو دو تسمے تھے۔

(ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اس کے پاس والی کے درمیان میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا۔

آپ ﷺ کا نعلین پاک ایک بالشت دو انگل لمبا تھا اور سات انگل چوڑا تھا اور دونوں تسموں کے درمیان نیچے سے دو انگل کا فاصلہ تھا۔

بالوں سے صاف کیے ہوئے چمڑے کے نعلین پہنتے تھے اور وضو کر کے ان میں پاؤں بھی

رکھ لیتے تھے۔ روایت کیا اس کو حضرت ابن عمر ﷺ نے اور آپ ﷺ نعلین میں نماز بھی پڑھ لیتے تھے۔

(کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور ایسی بناوٹ کے ہوتے تھے جن میں انگلیاں زمین سے لگ جاتی تھیں)۔

آپ ﷺ نے بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتا بھی پہنا ہے۔ [مشکوٰۃ شریف]

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص تم میں سے جوتا پہنے تو داہنی طرف سے ابتداء کرنا چاہیے اور جب نکالے تو بائیں پیر سے پہلے نکالے۔ دایاں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم ہونا چاہیے اور نکالنے میں مؤخر۔ جوتا کبھی کھڑے ہو کر پہنتے اور کبھی بیٹھ کر۔ آپ ﷺ اپنا جوتا اٹھاتے تو الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی سے اٹھاتے۔

[شمائل ترمذی]

عادات برگزیدہ خوشبو کے بارے میں: آپ ﷺ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اور کثرت سے اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔

[نشر الطیب]

آنحضرت ﷺ آخر شب میں بھی خوشبو لگایا کرتے تھے۔

سونے سے بیدار ہوتے تو قضائے حاجت سے فراغت کے بعد وضو کرتے اور پھر خوشبو لباس پر لگاتے۔ خدمت اقدس میں خوشبو اگر ہدیۃً پیش کی جاتی تو آپ ﷺ اس کو ضرور قبول فرماتے۔ خوشبو کی چیز واپس کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

ریحان کی خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اس کے رد کرنے کو منع فرماتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

مہندی کے پھول کو حضور اقدس ﷺ بہت محبوب رکھتے تھے۔

آنحضرت ﷺ مشک اور عود کی خوشبو کو تمام خوشبوؤں سے زیادہ محبوب رکھتے۔ [زاد المعاد]

آپ ﷺ خوشبو سر مبارک پر بھی لگایا کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر ﷺ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں نہ لوٹانا چاہئیں۔ تکیہ، تیل خوشبو اور دودھ۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو پھیلتی ہوا اور رنگ غیر محسوس ہو جیسے گلاب اور کیوڑہ اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو مغلوب ہو جیسے حنا، زعفران۔ [شمائل ترمذی]

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس سکہ (وعطر دان یا عطر کا مرکب) تھا اس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

سرمہ لگانا: ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ ﷺ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔ [ابن سعد، شمائل ترمذی]

عمران بن ابی انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی داہنی آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے اور بائیں میں دو مرتبہ۔ [ابن سعد]

ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اثمد استعمال کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے۔ بال اگاتا ہے اور آنکھ روشن کرنے والی چیزوں میں سے بہترین ہے۔ [شمائل ترمذی، ابن سعد]

سر کے موئے مبارک: حضور اقدس ﷺ کے سر مبارک کے بالوں کی لمبائی کانوں کے درمیان تک اور دوسری روایات میں کانوں تک اور تیسری روایت میں کانوں کی لو تک تھی۔ ان کے علاوہ کندھوں تک یا کندھوں کے قریب تک کی روایتیں بھی ہیں۔ [شمائل ترمذی]

ان سب روایتوں میں باہمی مطابقت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ کبھی تیل لگاتے یا کنگھی فرماتے تو بال دراز ہو جاتے ورنہ اس کے برعکس رہتے یا پھر ترشوانے سے پہلے اور بعد میں ان میں اختصار وطول ہوتا رہتا تھا۔

مواہب لدنیہ میں اس کے موافق مجمع البحار میں یہ مذکور ہے کہ جب بالوں کے ترشوانے میں طویل وقفہ ہو جاتا تو بال لمبے ہو جاتے اور جب ترشواتے تو چھوٹے ہو جاتے تھے۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ بالوں کو ترشواتے تھے، منڈواتے نہ تھے لیکن حلق (منڈوانے) کے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ حج وعمرہ کے دو موقعوں کے سوا بال نہیں منڈواتے تھے۔ واللہ اعلم۔ [مدارج النبوۃ]

حضور اکرم ﷺ بالوں میں کثرت سے کنگھی کیا کرتے تھے۔آپ ﷺ جس کسی کے پراگندہ اور بکھرے ہوئے بال دیکھتے تو کراہت سے فرماتے کہ تم میں سے کسی کو وہ نظر آیا ہے۔(یہ اشارہ شیطان کی طرف ہے) اسی طرح آپ ﷺ بہت زیادہ بننے سنورنے اور لمبے بالوں والوں سے بھی کراہت فرماتے۔اعتدال اور میانہ روی آپ ﷺ کو بہت پسند تھی۔ [مدارج النبوۃ]

عادات پسندیدہ کنگھا کرنے اور تیل لگانے میں: آنحضرت ﷺ سوتے وقت مسواک کرتے، وضو کرتے اور سر کے بالوں اور داڑھی مبارک میں کنگھا کرتے۔

آنحضرت ﷺ سفر میں ہوتے یا حضر میں ہمیشہ بوقت خواب آپ ﷺ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتیں۔تیل کی شیشی، کنگھا، سرمہ دانی، قینچی، مسواک، آئینہ اور ایک لکڑی کی چھوٹی سی سیخ جو سر کے کھجانے کے کام میں آتی تھی۔ [زادالمعاد]

آپ ﷺ پہلے داڑھی مبارک اور سر مبارک میں تیل لگاتے اور پھر کنگھا کرتے۔

ابن جریج ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھی دانت کا کنگھا تھا جس سے آپ ﷺ کنگھا کرتے تھے۔خالد بن معدان ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں کنگھا، آئینہ، تیل، مسواک اور سرمہ لے جاتے تھے۔انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی پانی سے صاف کرتے تھے۔ [ابن سعد]

اعتدال تزئین: حضور ﷺ شروع میں اپنے سر کے بالوں کو بے مانگ نکالے جمع کر لیا کرتے تھے پھر بعد میں آپ ﷺ مانگ نکالنے لگے تھے۔ [شمائل ترمذی، نشر الطیب]

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک روز ناغہ کر کے کنگھا کیا کرتے تھے (نشر الطیب) اور ایک اور روایت میں حضرت حمید بن عبدالرحمٰن ؓ سے مروی ہے کہ گاہے گاہے کنگھی کرتے تھے۔

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے بال نہ بالکل پیچیدہ اور نہ بالکل کھلے ہوئے تھے بلکہ کچھ گھنگھریالا پن لیے ہوئے تھے جو کانوں کی لوتک پہنچتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنے وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں

جوتا پہننے میں داہنی طرف کو مقدم رکھتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

آپ ﷺ جب آئینہ میں چہرۂ انور کو دیکھتے تو یہ الفاظ زبان مبارک پر ہوتے۔

اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ وَاَوْسِعْ عَلَيَّ فِيْ رِزْقِيْ

ترجمہ: میرے اللہ تو نے جس طرح میری تخلیق کو بہتر بنایا ایسے ہی میرے خلق یعنی عادت کو بہتر بنا اور میرے رزق میں وسعت دے۔ [زادالمعاد و شمائل ترمذی]

سر میں تیل کا استعمال: آپ ﷺ جب سر میں تیل لگانے کا قصد فرماتے تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل رکھتے اور پہلے ابروؤں میں تیل لگاتے پھر آنکھوں پر پھر سر میں تیل لگاتے۔ اسی طرح جب داڑھی میں تیل لگاتے تو پہلے آنکھوں پر لگاتے پھر داڑھی میں لگاتے۔ [زادالمعاد]

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک میں اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی داڑھی میں، کثر کنگھی کیا کرتے تھے اور اپنے سر مبارک پر ایک کپڑا ڈال لیا کرتے تھے جو تیل کے کثرت استعمال سے ایسا ہوتا تھا جیسے تیل کا کپڑا ہو۔ [شمائل ترمذی، زادالمعاد]

داڑھی مبارک میں تیل لگاتے تو داڑھی کے اس حصہ سے شروع فرماتے جو گردن سے ملا ہوا ہے۔ سر میں تیل لگاتے تو پہلے پیشانی کے رُخ سے شروع فرماتے۔ [زادالمعاد]

ریش مبارک: سردار انبیاء ﷺ کی ریش مبارک اتنی گہری اور گنجان تھی کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔ [شمائل ترمذی]

مدارج النبوۃ میں مذکور ہے کہ کتاب ''الشفاء'' مصنف قاضی عیاض میں کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک کے بال اس کثرت سے تھے جس سے آپ ﷺ کا سینہ مبارک بھر گیا تھا۔ مذہب حنفی میں ڈاڑھی کی حد ایک قبضہ (مٹھی) ہے یعنی اس سے کم نہ ہو۔ [مدارج النبوۃ]

موئے بغل: بعض احادیث میں بنتف الابط بھی آیا ہے یعنی حضور اقدس ﷺ بغل کے بال اکھیڑ ڈالا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔ [مدارج النبوۃ]

موئے زیرناف: موئے زیرناف صاف کرنے کے بارے میں بعض احادیث میں آیا ہے کہ

حضور ﷺ ان کو مونڈتے تھے اور بعض میں آیا ہے کہ نورہ استعمال فرماتے تھے۔ واللہ اعلم۔

ناخن کٹوانا: حضرت رسول اکرم ﷺ کا معمول بعض روایات کے مطابق جمعہ کے دن اور بعض روایات میں جمعرات کے دن ناخن ہائے مبارک ترشوانے کا تھا۔ ہاتھ کے ناخن کٹوانے میں آنحضرت ﷺ ترتیب ذیل ملحوظ فرماتے۔ سیدھا ہاتھ۔ شہادت کی انگلی بیچ کی انگلی۔ اس کے برابر والی انگلی پھر چھنگلیا۔ الٹا ہاتھ چھنگلیا، اس کے برابر والی انگلی، بیچ کی انگلی۔ اس کے برابر والی انگلی، انگوٹھا، پھر سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا۔

پاؤں کے ناخن کاٹنے میں حضور اکرم ﷺ حسب ذیل ترتیب کو ملحوظ رکھتے: سیدھا پاؤں: چھنگلیا سے شروع کرتے اور بالترتیب انگوٹھے تک ختم کرتے۔ الٹا پاؤں: انگوٹھے سے شروع کرتے اور بالترتیب چھنگلیا تک ختم کرتے۔ آنحضرت ﷺ پندرھویں دن ناخن کاٹتے۔

[شمائل ترمذی]

سر کے بالوں کے متعلق: سر منڈانے میں آپ ﷺ کی سنت یہ ہے کہ یا تو سارا سر منڈواتے یا سارے بال رہنے دیتے اور ایسا نہ کرتے کہ کچھ حصہ منڈواتے اور کچھ حصہ رہنے دیتے۔

حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ مونچھیں تراشتے تھے۔

[زادالمعاد]

متعدد احادیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی مختلف الفاظ سے وارد ہوا ہے۔ جس میں ڈاڑھی کے بڑھانے کا حکم ہے اور مونچھوں کے کاٹنے میں مبالغہ کرنے کی تاکید ہے۔ اکثر علماء کی تحقیق یہ ہے کہ مونچھوں کا کتر نا سنت ہے لیکن کتروانے میں ایسا مبالغہ ہو کہ مونڈنے کے قریب ہو جائے۔ [خصائل نبوی]

صحیح مسلم میں حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ چالیس دن رات نہ گزرنے پائیں کہ تم مونچھیں کٹواؤ، ناخن کٹواؤ۔

صحیحین میں حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ مشرکوں کی مخالفت کرو۔ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں ترشواؤ۔ [زادالمعاد]

جو شخص بال رکھے اس کو چاہیے کہ ان کو دھولیا کرے اور صاف رکھے روزانہ سر اور داڑھی

میں کنگھا کرنے کی نسبت بہتر یہ ہے کہ ایک آدھ دن بیچ میں ناغہ کرلیا کرے۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

داڑھی کے سفید بالوں کو مہندی سے خضاب کرنے کی اجازت ہے۔ البتہ سیاہ خضاب کی ممانعت ہے کہ مکروہ ہے۔ [خصائل نبوی، بہشتی گوہر]

داڑھی اور مونچھوں کے بالوں کے متعلق سنتیں: سنت: ایک مشت ہو جانے کے بعد داڑھی کے دائیں بائیں جانب سے بڑھے ہوئے بال کاٹ لینا تا کہ خوبصورت ہو جائے۔ داڑھی کو ٹھوڑی کے نیچے ایک مٹھی سے ہرگز کم نہیں ہونا چاہیے۔

داڑھی منڈوانا یا کٹوانا ناجائز ہے۔ [خصائل نبوی]

مونچھوں کو کتروانا اور کتروانے میں مبالغہ کرنا چاہیے۔ [ترمذی]

حد شرع میں رہ کر خط بنوانا، سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کر کے تیل ڈالنا چاہیے۔ سر پر یا تو سارے سر کے بال رکھے یا بالکل منڈوا دے، صرف ایک حصہ پر بال رکھنا حرام ہے۔

سر پر سنت کے مطابق پٹے رکھنا چاہیے۔ [مشکوٰۃ شریف]

زیر ناف، بغل، ناک کے بال اتار لینا چاہئیں۔ [بخاری شریف و مسلم]

نوٹ: چالیس روز گزر جائیں اور صفائی نہ کرے تو گنہگار ہوتا ہے۔ داڑھی کو مہندی کا خضاب کرنا یا سفید رہنے دینا دونوں باتیں جائز ہیں۔ عورتوں کو ناخنوں پر مہندی لگانا چاہیے۔ [ابوداؤد]

نوٹ: آج کل نیل پالش کی وبا عام ہو رہی ہے اگر کسی نے لگائی ہو تو وضو و غسل کے لیے اس کو صاف کر لے ورنہ وضو و غسل نہ ہوگا۔ [بہشتی گوہر]

آنحضرت ﷺ کی بعض عادات مبارکہ

آپ ﷺ کی نشست: حضرت جابر بن سمرہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ چار زانو بھی بیٹھتے تھے اور بعض وقت اکڑوں بغل میں ہاتھ دے کر بیٹھ جاتے اور ان کا کہنا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو بائیں کروٹ پر ایک تکیہ کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھے دیکھا ہے۔ [شمائل ترمذی]

حضرت حنظلہ بن حزیم ﷺ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ

ﷺ کو چار زانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے (دایاں پاؤں بائیں پر) [الادب المفرد، روایات از حسن بن علی ؓ]

انداز رفتار: آپ ﷺ چلنے کے لیے قدم اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے جھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا کسی بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی کروٹ کی طرف کسی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے، آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی بہ نسبت زمین کی طرف آپ ﷺ کی نگاہ زیادہ رہتی۔ عموماً عادت آپ ﷺ کی گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب غایت حیا سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے تو پہلے سلام فرماتے۔ [نشر الطیب]

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان ؓ جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب نیچے وادیوں میں اترتے تو تسبیح کہتے۔ [زاد المعاد]

تبسم: حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا۔ [شمائل ترمذی]
بلکہ آپ ﷺ محض تبسم ہی فرماتے۔ کسی ہنسنے کی بات پر آپ ﷺ صرف مسکرا ہی دیتے۔ [زاد المعاد]

عبداللہ بن حارث ؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے زیادہ تبسم کرنے والا نہیں دیکھا۔ [شمائل ترمذی]

حضرت جریر ؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی حضور اقدس ﷺ مجھے دیکھتے تو تبسم فرماتے، یعنی خندہ پیشانی سے مسکراتے ہوئے ملتے تھے۔ [شمائل نبوی]

آپ ﷺ کا گریہ: ہنسنے کی طرح آپ ﷺ کا رونا بھی ایسا ہی تھا کہ جس میں آواز پیدا نہ ہوتی۔ گریہ کے وقت اتنا ضرور ہوتا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں ڈبڈبا آتیں اور آنسو بہہ جاتے اور سینہ سے رونے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دیتی۔ کبھی تو میت پر رحمت کے باعث رو دیتے کبھی امت پر نرمی اور خطرات کے باعث، کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے اور کبھی کلام اللہ سنتے سنتے

روپڑتے۔ یہ آنری رونا محبت واشتیاق اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے جلال وخشیت کی وجہ سے ہوتا۔
[زاد المعاد]

آنحضرت ﷺ کا مزاج مبارک: آنحضرت ﷺ کی مجالس میں گو وقار، سنجیدگی اور متانت کی فضا ہر وقت قائم رہتی۔ یہاں تک کہ خود صحابہ کرام رضوان ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کی صحبت بابرکت میں ایسے باادب وباتمکین ہوکر بیٹھتے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ ادنیٰ سی حرکت سے اڑ جائیں گے مگر پھر بھی آنحضرت ﷺ کی خوش طبعی کی جھلک ان متبرک صحبتوں کو خوش گوار بناتی رہتی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ اگر ایک طرف نبی مرسل کی حیثیت سے احترام رسالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وعظ وتلقین میں مصروف رہتے تو آپ ﷺ دوسری طرف صحابہ ﷺ کے ساتھ ایک بے تکلف دوست اور ایک خوش مزاج ساتھی کی حیثیت سے بھی میل جول رکھتے۔ اگرچہ زیادہ اوقات میں آپ ﷺ کی مجلس ایک دینی درسگاہ اور تعلیمی ادارہ ہی رہتی تو کچھ دیر کے لیے خوش طبع، مہذب دوستوں کی بیٹھک بن جاتی۔ جس میں ظرافت کی باتیں بھی ہوتیں۔ گھربار کے روزانہ کے قصے بھی بیان ہوتے۔ غرض بے تکلفی سے آپ ﷺ صحابہ ﷺ اور آپس میں گفتگو کرتے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ظرافت کس طرح کی تھی؟ اس تشریح کی یوں ضرورت ہے کہ بہت سے کاموں میں ہمارے غلط عمل سے ہمارے نظریات بدل چکے ہیں۔ تخیل کہاں سے کہاں چلا گیا ہے۔ ہر معاملہ میں اعتدال کھو بیٹھتے ہیں۔ اگر ہم سنجیدہ اور متین بنتے ہیں تو اتنے کہ خوش طبعی اور ظرافت ہم سے کوسوں دور رہتی ہے اور اگر خوش طبع بنتے ہیں تو اس قدر کہ تہذیب ہم سے کوسوں دور رہتی ہے اس لیے حضور ﷺ کے عمل سے ہمیں ایک خاص معیار اپنے سامنے رکھنا ہے۔ آپ ﷺ کی ظرافت کی تعریف آپ ﷺ ہی کی زبان مبارک سے سن لیجئے۔ صحابہ کرام ﷺ نے آپ ﷺ سے تعجب سے پوچھا کہ آپ ﷺ بھی مذاق کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہاں بے شک مگر میرا مزاج سراسر سچائی اور حق ہے۔'' [شمائل نبوی]

اس کے مقابلہ میں ہمارا آج کل کا مذاق وہ ہے جس میں جھوٹ، غیبت، بہتان، طعن وتشنیع اور بیجا مبالغوں سے بھرپور اکام لیا گیا ہو۔

اب میں آنحضرت ﷺ کی ظرافت کے چند واقعات قلم بند کرتا ہوں کہ جن کے تحت ہم ظرافت کا صحیح تخیل قائم کر سکیں۔ اسی طرح اس کے بعد حضور ﷺ کی بچوں کے ساتھ محبت میں بھی مجھے صرف وہ واقعات ہی بیان کرنا ہیں جن سے ہمیں یہ اندازہ ہو سکے گا کہ آپ ﷺ کا بچوں کے ساتھ محبت کا کیا طریقہ تھا۔

ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سواری کے لیے درخواست کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم کو سواری کے لیے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ وہ شخص حیران ہوا۔ کہ بچہ اونٹنی کا بچہ سواری کا کام کب دے سکتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو۔ [شمائل نبوی]

ایک مرتبہ ایک بڑھیا خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے دُعا فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجھ کو جنت نصیب کرے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نماز کے لیے تشریف لے گئے اور بڑھیا نے حضور اکرم ﷺ کے الفاظ سنتے ہی زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو حضرت عائشہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب سے آپ ﷺ نے فرمایا ہے بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی یہ بڑھیا رو رہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر۔ [شمائل نبوی]

آنحضرت ﷺ کے ایک دیہاتی زاہر نامی دوست تھے جو اکثر آپ ﷺ کو ہدیے بھیجا کرتے تھے۔ ایک روز بازار میں وہ اپنی کوئی چیز بیچ رہے تھے اتفاق سے حضور اکرم ﷺ ادھر سے گزرے، ان کو دیکھا تو بطور خوش طبعی چپکے سے پیچھے سے جا کر ان کو گود میں اٹھا لیا اور بطور ظرافت آواز لگائی کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ زاہر ؓ نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کون ہے؟ مڑ کر دیکھا تو سرورِ عالم ﷺ تھے۔ حضرت زاہر ؓ نے کہا کہ ''یا رسول اللہ ﷺ مجھ جیسے غلام کو جو خریدے گا نقصان اٹھائے گا۔'' [شمائل نبوی]

بچوں سے خوش طبعی: حضور نبی کریم ﷺ بچوں پر شفقت فرماتے ان سے محبت کرتے، ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے، ان کو پیار کرتے اور ان کے حق میں دُعائے خیر فرماتے بچے قریب آتے تو

ان کو گود میں لیتے بڑی محبت سے ان کو کھلاتے۔ کبھی بچہ کے سامنے اپنی زبان مبارک نکالتے۔ بچہ خوش ہوتا اور بہلتا۔ کبھی لیٹے ہوتے تو اپنے قدموں کے اندر کے تلووں پر بچہ کو بٹھالیتے اور کبھی سینہ اطہر پر بچہ کو بٹھالیتے۔

اگر کئی بچے ایک جگہ جمع ہوتے تو آپ ﷺ ان کو ایک قطار میں کھڑا کر دیتے اور آپ ﷺ اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے۔ بھئی تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ۔ جو بچہ سب سے پہلے ہم کو چھولے گا ہم اس کو یہ اور یہ دیں گے۔ بچے بھاگ کر آپ ﷺ کے پاس آتے کوئی آپ ﷺ کے پیٹ پر گرتا کوئی سینہ اطہر پر آپ ﷺ ان کو سینہ مبارک سے لگاتے اور پیار کرتے۔

حضور اکرم ﷺ جب بچوں کے قریب سے ہو کر گزرتے تو ان کو خود السلام علیکم فرماتے اور ان کے سر پر ہاتھ رکھتے اور چھوٹے بچوں کو گود میں اٹھالیتے۔

حضور ﷺ کسی کی ماں کو دیکھتے کہ اپنے بچے سے پیار کر رہی ہے تو بہت متاثر ہوتے کبھی ماؤں کی بچوں سے محبت کا ذکر آتا تو فرماتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جس شخص کو اولاد دے اور وہ اس سے محبت کرے اور اس کا حق بجالائے تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

جب حضور ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے انہیں نہایت شفقت سے اپنے آگے پیچھے سواری پر بٹھالیتے۔

بچے بھی آپ ﷺ سے بڑی محبت کرتے تھے، جہاں آپ ﷺ کو دیکھا لپک کر آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ آپ ﷺ ایک ایک کو گود میں اٹھاتے، پیار کرتے اور کوئی کھانے کی چیز عنایت فرماتے کبھی کھجوریں، کبھی تازہ پھل اور کبھی کوئی اور چیز۔

نماز کے وقت مقتدی عورتوں میں سے کسی کا بچہ روتا تو آپ ﷺ نماز مختصر کر دیتے۔ تا کہ بچے کی ماں بے چین نہ ہو۔ [خصائل نبوی]

اشعار سے دلچسپی: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں سو مجلسوں سے زیادہ بیٹھا ہوں جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم اشعار پڑھتے تھے اور جاہلیت کے

زمانے کے قصے نقل فرماتے تھے۔ حضور ﷺ ان کو روکتے نہ تھے خاموشی سے سنتے تھے بلکہ کبھی کبھی ان کے ساتھ ہنسنے میں شرکت فرماتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

حضرت ثرید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے ساتھ سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا اس وقت میں نے آپ ﷺ کو امیہ کے سو شعر سنائے۔ ہر شعر پر حضور ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ اور سناؤ۔ اخیر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا اسلام لے آنا بہت قریب تھا۔ [شمائل ترمذی]

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ حسان بن ثابت ؓ کے لیے مسجد میں منبر رکھا کرتے تھے تاکہ اس پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی طرف سے مفاخرہ کریں یعنی آپ ﷺ کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں۔ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کریں یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں اور آپ ﷺ یہ بھی دُعا فرماتے تھے کہ حق تبارک وتعالیٰ روح القدس سے حسان ؓ کی امداد فرمائے۔ جب تک وہ دین کی امداد کرتے ہیں۔ [شمائل ترمذی]

خواب پوچھنے کا عمل: آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ صبح کی نماز کے بعد چارزانو بیٹھ جاتے اور لوگوں سے ان کے خواب پوچھتے جس نے خواب دیکھا ہوتا وہ کہتا خواب سننے سے پہلے یہ الفاظ ارشاد فرماتے:

خَيْرٌ تَلَقَّاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ خَيْرٌ لَنَا وَ شَرٌّ لِّاَعْدَآئِنَا وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ: خیر کا سامنا کرو اور شر سے بچو اور (یہ خواب) ہمارے واسطے بہتر ہو اور ہمارے دشمنوں کے لیے شر ہو اور تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہیں بعد میں آپ ﷺ نے یہ معمول ترک فرمادیا تھا۔ [زاد المعاد، شمائل ترمذی]

سیدھے اور الٹے ہاتھ سے کام لینا: علاوہ ایسے کاموں کے جن میں غلاظت کی صفائی کا دخل ہوتا اور ہاتھ میں نجاست لگنے کا خوف ہوتا مثلاً ناک صاف کرنا، آبدست لینا، جوتا اٹھانا وغیرہ وغیرہ باقی تمام کام داہنے ہاتھ سے انجام دینا پسند فرماتے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ کسی کو کوئی چیز دیتے تو سیدھے ہاتھ سے دیتے اور اگر کوئی چیز لیتے تو سیدھے ہاتھ سے لیتے۔ [زاد المعاد۔ شمائل ترمذی]

پیغام پر سلام کا جواب: جب کسی کا سلام آپ ﷺ کو پہنچتا تو سلام پہنچانے والے کے ساتھ سلام لانے والے کو بھی سلام کا جواب دیتے اور اس طرح فرماتے عَلَیْکَ وَعَلٰی فُلَانٍ سَلَام [شمائل ترمذی]

خط لکھوانے کا انداز: حضور نبی اکرم ﷺ کی عادت طیبہ خط لکھوانے کے متعلق یہ تھی کہ بسم اللہ کے بعد مرسل کا نام لکھواتے اور پھر مرسل الیہ کا نام لکھواتے۔ اس کے بعد خط کا مضمون لکھواتے۔

تفریح: آنحضرت ﷺ باغات کی تفریح کو پسند فرماتے اور کبھی کبھی تفریح کے لیے باغات میں تشریف لے جاتے۔

تیرنے کا شوق: آنحضرت ﷺ کبھی کبھی تیرنے کا بھی شوق فرماتے۔ [شمائل ترمذی]

آنحضرت ﷺ کے معمولات سفر

آنحضرت ﷺ سفر کے لیے خود روانہ ہوتے یا کسی اور کو روانہ فرماتے تو جمعرات کے روز کو روانگی کے لیے مناسب خیال فرماتے۔

آپ ﷺ سفر میں سواری کو زیادہ تر تیز رفتاری سے چلانا پسند فرماتے اور جب دیکھتے کہ راستہ لمبا ہے تو رفتار اور تیز کر دیتے۔

سفر میں کہیں پڑاؤ کر کے روانہ ہوتے تو عادت طیبہ تھی کہ صبح کے وقت کوچ فرماتے۔ سفر میں کتنی ہی کم مدت کے لیے ٹھہرتے جب تک نماز دوگانہ ادا نہ فرماتے وہاں سے روانہ نہیں ہوتے۔

جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا اور خدمت اقدس میں حاضری دیتا تو اس سے معانقہ کرتے اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے۔ [زادالمعاد]

سفر میں آپ ﷺ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ہوتے اور کوئی کام سب کو کرنا ہوتا (مثلاً کھانا وغیرہ پکانا) تو آپ ﷺ کام کاج میں ضرور حصہ لیتے۔ مثلاً ایک پڑاؤ پر سب اصحاب نے کھانا پکانے کا ارادہ کیا اور ہر ایک نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا تو حضور ﷺ نے لکڑیاں چن کر لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ [زادالمعاد]

سفر سے واپسی پر آپ ﷺ سیدھے مکان کے اندر تشریف نہیں لے جاتے بلکہ پہلے مسجد میں جا کر نماز دوگانہ ادا فرماتے اور پھر گھر میں تشریف لے جاتے سفر سے تشریف لاتے وقت شہر میں آ کر بچے راستے میں ملتے تو ان کو آپ ﷺ اپنی سواری پر بٹھا لیتے چھوٹے بچے کو اپنے آگے بٹھاتے اور بڑے کو پیچھے۔ [زادالمعاد]

آپ ﷺ جب سفر میں جاتے یا جہاد کے لیے اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کو اپنے ہمراہ سواری پر بٹھاتے۔ [زادالمعاد]

جب آنحضرت ﷺ سفر کے لیے روانہ ہوتے اور سواری پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ الفاظ دُعا کے زبان مبارک پر ہوتے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ

ترجمہ: اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضہ میں دے دیا اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال کرتے ہیں اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جس سے آپ راضی ہوں۔ اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان فرما اور زمین کی مسافت کو ہم پر آسان فرما۔ اے اللہ! آپ ہی رفیق ہیں سفر میں اور خبرگیری کرنے والے گھر بار اور مال میں۔

اور جب آنحضرت ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہی دُعا پڑھتے مگر اس کے ساتھ یہ الفاظ اور بڑھا دیتے۔ آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

ترجمہ: ہم سفر سے آنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے ہیں۔ [زادالمعاد]

جب کسی بلندی پر سواری چڑھتی تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور یہ فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلىٰ كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلىٰ كُلِّ حَالٍ

ترجمہ: اے اللہ! اس بلندی پر شرف آپ ہی کے لیے ہے اور آپ کے لیے ہر حال میں تعریف ہے۔ جب کسی پستی میں سواری اترتی تو تین مرتبہ فرماتے سبحان اللہ رکاب میں پاؤں ڈالتے وقت فرماتے بسم اللہ۔

جس شہر یا گاؤں میں آپ ﷺ کا قیام کا ارادہ ہوتا اور آپ ﷺ اس کو دور سے دیکھ لیتے زبان مبارک پر یہ الفاظ ہوتے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا تین مرتبہ کہتے اور جب اس میں داخل ہونے لگتے تو فرماتے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَا هَا وَحَبِّبْنَا اِلىٰ اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَآ اِلَيْنَا

ترجمہ: اے اللہ! نصیب کیجئے ہمیں ثمرات اس کے اور ہمیں عزیز کر دیجئے اہل شہر کے نزدیک اور ہمیں اہل شہر کے نیک لوگوں کی محبت دیجئے۔ [زادالمعاد]

جب آپ ﷺ کسی شخص کو سفر کے لیے رخصت فرماتے تو یہ الفاظ زبان مبارک پر ہوتے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكَ

ترجمہ: اللہ کے سپرد کرتا ہوں میں تیرے دین کو اور تیری قابل حفاظت چیزوں کو اور تیرے اعمال کے انجاموں کو۔ [زادالمعاد]

آنحضرت ﷺ جب کسی سفر سے واپس ہوتے اور اپنے گھر والوں میں تشریف لے جاتے تو فرماتے:

تَوْباً تَوْباً لِّرَبِّنَا اَوْباً لَّايُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْباً

ترجمہ: بہت بہت توبہ کرتے ہیں ہم، اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں ہم، کہ نہ چھوڑے ہم میں کوئی گناہ۔ [زادالمعاد]

جب آپ سفر کرتے تو ابتدائی دن میں نکلتے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا فرماتے کہ آپ ﷺ کی امت کو سویرے سویرے سفر کو جانے میں برکت دے۔

اگر مسافر تین ہوتے تو ان کو حکم فرماتے کہ ایک کو امیر بنالیں۔ [زادالمعاد]

سفر کے متعلق ہدایات: بہتر اور مسنون یہ ہے کہ سفر میں کم از کم دو آدمی جائیں تنہا آدمی سفر نہ کرے البتہ ضرورت اور مجبوری میں کوئی حرج نہیں۔ (محدثین فقہا کا بھی یہی ارشاد ہے)

جمعرات کے دن سفر میں جانا مسنون ہے۔ شنبہ کے دن بھی مستحب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جب سفر کی ضرورت پوری ہو جائے تو اپنے گھر لوٹ آئے۔ باہر سفر میں بلاضرورت ٹھہرنا اچھا نہیں۔"

دور دراز کے سفر سے بہت دنوں کے بعد لوٹے تو یہ سنت ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر کرے اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہو۔ البتہ اہل خانہ تمہارے آنے کے وقت سے پہلے سے باخبر ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اس وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ ان مسنون طریقوں پر عمل کرنے سے دین و دنیا کی بھلائی حاصل ہوگی۔

سفر سے لوٹ کر آنے والے کے لیے یہ مسنون ہے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے۔ [زادالمعاد]

حصہ چہارم

معلم اولین و آخرین ﷺ کی

تعلیمات

دین اکمل واتم

باب 1: ایمانیات
باب 2: عبادات
باب 3: معاملات
باب 4: معاشریات
باب 5: اخلاقیات
باب 6: حیاتِ طیبہ کے صبح و شام
باب 7: مناکحت و نومولود
باب 8: مرض و عیادت۔ موت و مابعد موت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِo هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍo [سورۃ الجمعہ]

ترجمہ: سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں (قالاً وحالاً) اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کہ بادشاہ ہے (عیبوں سے) پاک ہے۔ زبردست حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں انہیں (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا۔ جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد) باطلہ و اخلاق ذمیمہ سے پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی کی باتیں سکھاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ ﷺ کی بعثت سے) پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ [بیان القرآن]

باب اوّل

ایمانیات

اسلام، ایمان اور احسان: حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک بڑے مجمع سے خطاب فرما رہے تھے کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے اور اس شخص پر سفر کا کوئی اثر معلوم نہ ہوتا تھا (جس سے خیال ہوتا کہ یہ کوئی بیرونی شخص نہیں ہے) اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی شخص اس نو وارد کو پہچانتا نہ تھا۔ جس سے خیال ہوتا کہ یہ کوئی باہر کا آدمی ہے تو یہ شخص حاضرین کے حلقہ میں سے ہوتا ہوا آیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر دو زانو اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرت ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ حضور ﷺ کے زانو پر رکھ دیئے اور کہا:

"اے محمد ﷺ! مجھے بتلائیں کہ اسلام کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے (یعنی اس کے ارکان یہ ہیں کہ دل وزبان سے) کہ تم یہ شہادت ادا کرو کہ اللہ کے سوا کوئی الہٰ (کوئی ذات عبادت و بندگی کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور حج بیت اللہ کی تم استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو۔ اس نو وارد سائل نے آپ ﷺ کا یہ جواب سن کر کہا: آپ ﷺ نے سچ کہا۔

راوی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ شخص پوچھتا بھی ہے اور پھر خود تصدیق و تصویب بھی کرتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا: اب مجھے یہ بتلایئے کہ ایمان کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے رسولوں اور

اس کی کتابوں کو اور یوم آخر یعنی روز قیامت کو حق جانو اور ہر خیر وشر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو (یہ سن کر بھی) اس نے کہا آپ ﷺ نے سچ کہا۔

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا مجھے بتلائیے کہ احسان کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و بندگی تم اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر چہ تم اس کو نہیں دیکھتے ہو لیکن وہ تو تم کو دیکھتا ہی ہے۔

پھر اس شخص نے عرض کیا مجھے قیامت کی بابت بتلائیے (کہ کب واقع ہوگی) آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس سے یہ سوال کیا جارہا ہے وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

پھر اس نے عرض کیا تو پھر مجھے اس کی نشانیاں ہی بتلائیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا (اس کی ایک نشانی تو یہ ہے) کہ لونڈی اپنے آقا اور ملکہ کو جنے گی اور (دوسری نشانی یہ ہے کہ) تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔

حضرت عمر ﷺ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کر کے وہ نو وارد شخص چلا گیا۔ پھر مجھے کچھ عرصہ گزر گیا تو مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا: کہ اے عمر ﷺ! کیا تمہیں یہ پتہ ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ تمہاری اس مجلس میں اس لیے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھائیں۔ [صحیح مسلم، صحیح بخاری، معارف الحدیث]

ایمان: دین کی تمام باتوں کی تصدیق کرنے کا نام ہے: ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا دین پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے (جو سب ضروری ہیں) ان میں کوئی بھی چیز دوسرے کے بغیر بایں معنی مقبول نہیں (کہ دوزخ سے کامل نجات دلا سکے) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں، کتابوں اس کے رسولوں اور جنت دوزخ پر یقین رکھنا اور اس پر کہ مرنے کے بعد پھر (حساب وکتاب کے لیے) جی اٹھنا ہے، یہ ایک بات ہوئی اور پانچ نمازیں اسلام کا ستون ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نماز کے بغیر ایمان

بھی قبول نہیں کرے گا۔ زکوٰۃ گناہوں کا کفارہ ہے۔ زکوٰۃ کے بغیر اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان اور نماز بھی قبول نہیں کرے گا۔ پھر جس نے یہ ارکان ادا کر لیے اور رمضان شریف کا مہینہ آ گیا اور کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر اس میں روزے نہ رکھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا ایمان قبول کرے گا اور نہ نماز وزکوٰۃ اور جس شخص نے یہ چار رکن ادا کیے اس کے بعد حج کرنے کی بھی وسعت ہوئی۔ پھر اس نے نہ خود حج کیا اور نہ اس کے بعد کسی دوسرے عزیز نے اس کی طرف سے حج کیا تو اس کا ایمان، نماز، زکوٰۃ اور روزے کچھ قبول نہیں قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی رکن اسلام میں کوتاہی ہونے سے بقیہ اعمال دوزخ سے فوری نجات دلانے کے لیے کافی نہ ہوں گے۔ [الحلیہ، ترجمان السنہ]

اسلام کامل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، باضابطہ نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھا کرو، بیت اللہ کا حج کرو، بھلی بات بتایا کرو، بری بات سے روکا کرو (گھر میں آ کر) گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ جو شخص ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں کرتا، وہ اسلام کا ایک جزو ناقص کرتا ہے اور جو ان سب ہی کو چھوڑ دے اس نے اسلام سے پشت ہی پھیر لی۔

[حاکم۔ ترجمان السنہ]

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ ایک شخص جو علاقہ نجد کا رہنے والا تھا اور اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے (کچھ کہتا ہوا) رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا۔ ہم اس کی بھنبھناہٹ کو تو سنتے تھے مگر آواز صاف نہ ہونے کی وجہ سے (اور شاید فاصلہ کی زیادتی بھی اس کی وجہ ہو) ہم ان کی بات کو سمجھ نہیں رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آ گیا۔

اب وہ سوال کرتا ہے اسلام کے بارے میں (یعنی اس نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ ''مجھے اسلام کے وہ خاص احکام بتلائیے جن پر عمل کرنا بحیثیت مسلمان میرے لیے اور ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے)۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پانچ تو نمازیں ہیں دن رات میں (جو فرض کی گئی ہیں اور اسلام میں یہ سب سے اہم فریضہ ہے)۔

اس نے عرض کیا کہ کیا اس کے علاوہ اور کوئی نماز بھی میرے لیے لازم ہوگی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں" (فرض تو بس یہی پانچ نمازیں ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے دل کی خوشی سے (ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ) اور بھی زائد نمازیں پڑھو (اور مزید ثواب حاصل کرو)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اور سال میں پورے ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے ہیں اور یہ اسلام کا دوسرا عمومی فریضہ ہے۔"

اس نے عرض کیا کہ رمضان کے علاوہ کوئی اور روزے بھی میرے لیے لازم ہوں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (فرض تو بس رمضان ہی کے روزے ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی سے تم اور نفلی روزے رکھو (اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا مزید قرب اور ثواب حاصل کرو)

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فریضہ زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا۔ اس پر بھی اس نے یہی کہا کہ:

"کیا اس زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور صدقہ ادا کرنا بھی میرے لیے ضروری ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (فرض تو بس زکوٰۃ ہی ہے) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی سے تم نفلی صدقے دو (اور مزید ثواب حاصل کرو)

راوی حدیث طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ سوال کرنے والا شخص واپس لوٹ گیا اور وہ کہتا جارہا تھا کہ (مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتلایا ہے) میں اس میں (اپنی طرف سے) کوئی زیادتی یا کمی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کی یہ بات سن کر) فرمایا۔

"فلاح پالی اس نے اگر یہ سچا ہے۔" [بخاری ومسلم، معارف الحدیث]

اللہ تبارک وتعالیٰ سے حسن ظن: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہے کہ اچھا گمان رکھنا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ منجملہ بہترین عبادات کے ہے (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ حسن ظن بھی عبادت میں داخل ہے)۔ [مسند احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ]

علامات ایمان: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔ [معارف الحدیث، بخاری ومسلم]

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے بھی کچھ اوپر شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے اعلیٰ و افضل تو ''لا الہ الا اللہ'' کا قائل ہونا یعنی توحید کی شہادت دینا ہے اور ان میں ادنیٰ درجے کی چیز اذیت اور تکلیف دینے والی چیزوں کا راستہ سے ہٹانا اور حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔ [معارف الحدیث۔ بخاری و مسلم]

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کو اپنے اچھے عمل سے مسرت ہو اور برے کام سے رنج اور قلق ہو تو تم مومن ہو۔'' [معارف الحدیث، مسند احمد]

ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا اور شرم ایمان سے پیدا ہوتی ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے اور بے حیائی اور فحش کلامی درشتی فطرت سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ ہے۔'' [مسند احمد، ترمذی]

ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں جب ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔ [معارف الحدیث]

اور ابن عباس ؓ کی روایت میں یہ مضمون اس طرح ہے کہ جب ان میں سے ایک چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے۔ [شعب الایمان، ترجمان السنہ]

ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ہے ایسا شخص جو ان باتوں پر خود عمل کرے یا کم از کم ان لوگوں ہی کو بتادے جو ان پر عمل کریں۔ میں بولا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں شمار فرمائیں:

۱: فرمایا حرام باتوں سے دور رہنا بڑے عبادت گزار بندوں میں شمار ہوگا۔
۲: اللہ تبارک وتعالیٰ جو تمہاری تقدیر میں لکھ چکا ہے اس پر راضی رہنا بڑے بے نیاز بندوں میں شمار ہو جاؤ گے۔
۳: اپنے پڑوسی سے اچھے سلوک کرتے رہنا مومن بن جاؤ گے۔
۴: جو بات اپنے لیے چاہتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرنا۔ کامل مسلمان بن جاؤ گے۔
۵: اور بہت قہقہے نہ لگانا کیونکہ یہ دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔ [مسند احمد، ترمذی، ترجمان السنہ]

ابوشریح خزاعی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قسم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ مومن نہیں، قسم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ مومن نہیں، قسم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ مومن نہیں"

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کون مومن نہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور آفتوں سے خائف رہتے ہوں۔" [بخاری، معارف الحدیث]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ صاحب ایمان نہ ہو جاؤ اور تم پورے مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم میں باہمی محبت نہ ہو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلا دوں کہ اگر تم اس پر عمل کرنے لگو تو تم میں باہمی محبت پیدا ہو جائے اور وہ بات یہ ہے کہ تم اپنے درمیان سلام کا رواج پھیلاؤ اور اس کو عام کرو۔"

[مسلم، معارف الحدیث]

ایمان اور اسلام کا خلاصہ: حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین نام ہے "خلوص اور وفاداری کا" ہم نے عرض کیا کہ کس کے ساتھ خلوص اور وفاداری؟ ارشاد فرمایا: "اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ، اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب کے ساتھ، اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول کے ساتھ، مسلمانوں کے سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ اور ان کے عوام کے ساتھ۔

[معارف الحدیث]

ایمان کا آخری درجہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی تم میں سے کوئی بڑی اور خلاف شرع بات دیکھے تو لازم ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ سے (یعنی زور دار قوت سے) اس کو بدلنے کی (یعنی درست کرنے کی) کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل ہی سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔"

[مسلم، معارف الحدیث]

اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی۔"

۱: ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول سب ما سوا سے زیادہ محبوب ہوں۔ یعنی جتنی محبت اس کو اللہ اور رسول سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو۔

۲: اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندے سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لیے ہو۔ (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے)

۳: اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفر سے بچالیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچا رکھا ہو خواہ کفر سے توبہ کر لی اور بچ گیا) اور اس (بچالینے) کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے، جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے (روایت کیا اس کو بخاری وسلم نے) [حیوۃ المسلمین]

حضرت معاذ بن جبل ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے افضل ایمان کے متعلق سوال کیا (یعنی پوچھا کہ ایمان کا اعلیٰ اور افضل درجہ کیا ہے اور وہ کون سے اعمال واخلاق ہیں جن کے ذریعہ اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے)۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بس اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے لیے کسی سے تمہاری محبت اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے واسطے بغض وعداوت ہو (یعنی دوستی اور دشمنی جس سے بھی ہو، صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے واسطے ہو) اور دوسرے یہ کہ اپنی زبان کو تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں لگائے رکھو۔

حضرت معاذ ﷺ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی وہی پسند کرو، جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اور چاہتے ہو اور ان کے لیے ان چیزوں کو بھی ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ [بخاری ومسلم مسند احمد معارف الحدیث]

محبت ذریعہ قرب ومعیت: حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور ﷺ کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس کو ایک جماعت سے محبت ہے۔ لیکن وہ ان کے ساتھ نہیں ہو سکا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی جس سے محبت رکھتا ہے اس کے ساتھ ہی ہے (یا یہ کہ آخرت میں اس کے ساتھ کر دیا جائے گا)۔ [صحیح بخاری، مسلم، معارف الحدیث]

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وائے برحال تو (قیامت کا وقت اور اس کے

آنے کی خاص گھڑی دریافت کرنا چاہتا ہے، بتلا) تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے اس کے لیے کوئی خاص تیاری تو نہیں کی (جو آپ ﷺ کے سامنے ذکر کرنے کے لائق اور بھروسے کے قابل ہو) البتہ (توفیق الٰہی سے مجھے یہ ضرور نصیب ہے کہ) مجھے محبت ہے اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھ کو جس سے محبت ہے تو انہی کے ساتھ ہے اور تجھ کو ان کی معیت نصیب ہوگی۔

حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا مسلمانوں کو (یعنی حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو) کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کسی چیز سے اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی کہ حضور ﷺ کی اس بشارت سے ہوئی۔

[صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی بیوی، اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی زیادہ حضور ﷺ سے محبت ہے اور میرا حال یہ ہے کہ میں اپنے گھر پر ہوتا ہوں اور حضور ﷺ مجھے یاد آ جاتے ہیں تو اس وقت تک مجھے صبر و قرار نہیں آتا جب تک حاضر خدمت ہو کر ایک نظر دیکھ نہ لوں اور جب میں اپنے مرنے کا اور حضور ﷺ کی وفات کا خیال کرتا ہوں تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وفات کے بعد حضور ﷺ تو جنت میں پہنچ کر انبیاء علیہم السلام کے بلند مقام پر پہنچا دیے جائیں گے اور میں اگر اللہ کی رحمت سے جنت میں بھی گیا تو میری رسائی اس مقام عالی تک تو نہ ہو سکے گی۔ اس لیے آخرت میں حضور ﷺ کے دیدار سے بظاہر محرومی ہی رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کی اس بات کا کوئی جواب اپنی طرف سے نہیں دیا۔ یہاں تک کہ سورۂ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ [سورۂ نساء]

ترجمہ: اور جو لوگ فرمانبرداری کریں اللہ کی اور اس کے رسول کی، پس وہ اللہ کے ان خاص بندوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا خاص انعام ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ سب بڑے ہی اچھے رفیق ہیں۔ [طبرانی، معارف الحدیث]

اللہ کے لیے آپس میں میل محبت کرنے والے اللہ کے محبوب ہو جاتے ہیں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لیے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں اور میری وجہ سے اور میرے تعلق سے کہیں جڑ کر بیٹھیں اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔ [موطاامام مالک، معارف الحدیث]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو نبی شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن بہت سے انبیاء اور شہداء ان کے خاص مقام قرب کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بتلا دیجئے کہ وہ کون بندے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے بغیر کسی رشتہ اور قرابت کے اور بغیر کسی مالی لین دین کے محض خوشنودی خداوندی کی وجہ سے باہم محبت کی۔ پس قسم ہے خدا کی! ان کے چہرے قیامت کے دن نورانی ہوں گے۔ بلکہ سراسر نور ہوں گے اور نور کے منبروں پر ہوں گے اور عام انسانوں کو جس وقت خوف و ہراس ہوگا۔ اس وقت وہ بے خوف اور مطمئن ہوں گے اور جس وقت عام انسان مبتلائے غم ہوں گے۔ وہ اس وقت بے غم ہوں گے اور اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

(معلوم ہونا چاہیے کہ جو اللہ کے دوست اور اس کے خاص تعلق رکھنے والے ہیں ان کو خوف اور غم نہ ہوگا) [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کروں جو لوگ میری خاطر آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور میرے ذکر کے لیے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور میری محبت کے سبب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری خوشنودی چاہنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔ [احمد، ترمذی]

ایک بار آپ ﷺ کے سامنے سے ایک شخص گزرا کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس شخص سے محض خدا کی خاطر محبت

ہے، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے پوچھا نہ تو کیا تم نے اس شخص کو یہ بات بتادی ہے وہ شخص بولا نہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور اس پر ظاہر کردو کہ تم خدا کے لیے اس سے محبت کرتے ہو۔ وہ شخص فوراً اٹھا اور جا کر اس جانے والے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے جواب میں اس نے کہا تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ [ترمذی، ابوداؤد]

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا: حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر اس دین کا (بڑا) مدار ہے جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو۔ ایک تو اہل ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑلو (اور دوسرے) جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو الخ [بیہقی فی شعب الایمان]

یہ بات تجربہ سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ صحبت نیک جڑ ہے تمام دین کی۔ دین کی حقیقت، دین کی حلاوت، دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں، سب سے بڑھ کر ذریعہ ان چیزوں کا صحبت نیک ہے۔ [حیوٰۃ المسلمین]

وسوسے ایمان کے منافی نہیں اور ان پر مواخذہ بھی نہیں ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا! کہ کبھی کبھی میرے دل میں ایسے بُرے خیالات آتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہوجانا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس کو زبان سے نکالوں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ہے جس نے اس معاملہ کو وسوسہ کی طرف لوٹا دیا ہے۔ (یعنی وہ خیالات صرف وسوسے کی حد تک ہیں تشکیک اور بدعملی کا موجب نہیں ہیں)۔ [ابوداؤد، معارف الحدیث]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں ہمیشہ فضول سوالات اور چون و چرا کا سلسلہ جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ یہ احمقانہ سوال بھی کیا جائے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب مخلوق کو پیدا کیا ہے تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جس کو اس سے سابقہ پڑے وہ یہ کہہ کر بات ختم کردے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر میرا ایمان ہے۔" [معارف الحدیث، بخاری و مسلم]

تقدیر کا ماننا بھی شرط ایمان ہے: حضرت ابوخزامہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

کیا ارشاد ہے اس بارے میں کہ جھاڑ پھونک کے وہ طریقے جن کو ہم دُکھ درد میں استعمال کرتے ہیں یا دوائیں جن سے ہم اپنا علاج کرتے ہیں، یا مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچنے کی وہ تدبیریں جن کو ہم اپنے بچاؤ کے لیے استعمال کرتے ہیں کیا یہ چیزیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی قضاء وقدر کو لوٹا دیتی ہیں؟
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ سب چیزیں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں۔

[مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ مسجد نبوی میں بیٹھے قضاء وقدر کے مسئلہ میں بحث کررہے تھے کہ اسی حال میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے آئے اور ہم کو یہ بحث کرتے دیکھا تو آپ ﷺ بہت برافروختہ اور غضب ناک ہوئے یہاں تک کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور اس قدر سرخ ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''کیا تم کو یہی حکم کیا گیا ہے، کیا میں تمہارے لیے یہی پیام لایا ہوں (کہ تم قضاء وقدر کے جیسے اہم اور نازک مسئلوں میں بحث کرو) خبردار! تم سے پہلی امتیں اسی وقت ہلاک ہوئیں جبکہ انہوں نے اس مسئلہ میں حجت اور بحث کو اپنا طریقہ بنالیا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں، میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ہرگز حجت اور بحث نہ کیا کرو۔ [ترمذی]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانہ دوزخ اور جنت کا لکھا جا چکا ہے (مطلب یہ ہے کہ جو شخص دوزخ یا جنت میں جہاں بھی جائے گا اس کی وہ جگہ پہلے سے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو ہم اپنے اس نوشتہ تقدیر پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں اور سعی و عمل نہ چھوڑ دیں۔ (مطلب یہ ہے کہ جب سب کچھ پہلے ہی سے طے شدہ اور لکھا ہوا ہے تو پھر ہم سعی و عمل کی دردسری کیوں مول لیں) آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں عمل کیے جاؤ کیوں کہ ہر ایک کو اسی کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے۔ پس جو شخص نیک بختوں میں سے ہے اس کو سعادت اور نیک بختی کے کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو کوئی بدبختوں میں سے ہے اس کو شقاوت اور بدبختی والے اعمال بدہی کی توفیق ملتی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی (والیل)

ترجمہ: سو جس نے دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا بھلی بات کو تو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچادیں گے آسانی میں

اور جس نے نہ دیا اور بے پرواہ رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو سو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے سختی میں۔

[معارف الحدیث]

کسی کام کے ہو جانے کے بعد اس قول کی ممانعت ہے کہ کاش میں یوں نہ کرتا یوں کرتا، فرمایا کہ اس طرح شیطان کے اثر کا دروازہ کھلتا ہے بلکہ ارشاد فرمایا کہ اس سے زیادہ نفع مند یہ کلمہ ہے۔ جو کچھ اللہ کی تقدیر تھی وہ ہوا اور جو اللہ چاہے گا وہ ہوگا۔ [زاد المعاد]

حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے میں تجھ کو چند باتیں بتلاتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ کا خیال رکھو وہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خیال رکھ تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب) پاوے گا۔ جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگ اور جب تجھ کو مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے مدد چاہا کر اور یقین کر لے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچا دیں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے، بجز ایسی چیز کے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی تھیں اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچائیں تو تجھ کو ہرگز ضرر نہ پہنچا سکتے۔ بجز ایسی چیز کے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی تھی۔ [ترمذی، حیوۃ المسلمین]

تقویٰ: آپ ﷺ نے حضرت ابوذر ﷺ سے ارشاد فرمایا، میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی کیونکہ یہ تقویٰ بہت زیادہ آراستہ کرنے والا اور سنوار نے والا ہے تمہارے سارے کاموں کو۔ ابو ذر ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت اور وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑلو، کیونکہ یہ تلاوت اور ذکر ذریعہ ہوگا آسمان میں تمہارے ذکر کا اور اس زمین میں نور ہوگا تمہارے لیے، ابوذر ﷺ کہتے ہیں، میں نے پھر عرض کیا حضرت ﷺ مجھے کچھ اور نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کرو، کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی اور دین کے معاملے میں تم کو مدد دینے والی ہے۔ حضرت ابوذر ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: زیادہ ہنسنا چھوڑ دو، کیونکہ یہ عادت دل کو مردہ کر دیتی ہے اور آدمی کے چہرے کا نور اس کی وجہ سے جاتا رہتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے اور نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہمیشہ حق اور سچی بات کہو، اگر چہ (لوگوں کے لیے) ناخوشگوار اور کڑوی ہو۔''

میں نے عرض کیا مجھے اور نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بارے میں کسی ملامت

کرنے والے کی پرواہ نہ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت ﷺ مجھے اور نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم جو کچھ اپنے نفس کے اور اپنی ذات کے بارے میں جانتے ہو، چاہیے کہ وہ تم کو باز رکھے دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے۔ [شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی۔ آپ ﷺ مجھے کچھ نصیحت اور وصیت فرمائیں لیکن بات مختصر اور جامع ہو، بہت زیادہ نہ ہو، تو حضرت ام المومنین نے ان کو یہ مختصر خط لکھا:

سلام ہو تم پر، امابعد! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جو کوئی اللہ کو راضی کرنا چاہے، لوگوں کو اپنے سے خفا کر کے تو اللہ مستغنی کردے گا اس کو لوگوں کی فکر اور بار برداری سے اور خود اس کے لیے کافی ہوگا اور جو کوئی بندوں کو راضی کرنا چاہے گا اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس کو سپرد کردے گا لوگوں کے...... والسلام [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

اعمالِ صالحہ کی وجہ سے لوگوں میں اچھی شہرت اللہ کی ایک نعمت ہے: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ اور ایک روایت میں ہے کہ پوچھنے والے نے یوں عرض کیا کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ مومن بندے کی نقد بشارت ہے۔ [صحیح مسلم]

اسی طرح اگر کوئی شخص نیک عمل اس لیے لوگوں کے سامنے کرتا ہے کہ وہ اس کی اقتداء کریں اور اس کو سیکھیں تو یہ بھی ریا نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں اللہ کے اس بندے کو تعلیم و تبلیغ کا بھی ثواب ملے گا۔ بہت سی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے بہت سے اعمال میں یہ مقصد بھی ملحوظ ہوتا تھا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہم سب کو حقیقت اخلاص نصیب فرمائے، اپنا مخلص بندہ بنائے اور ریا، سمعہ جیسے مہلکات سے ہمارے قلوب کی حفاظت فرمائے۔ اللّٰہم آمین۔ [معرف الحدیث]

اسلام کی خوبی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبی اور اس کے کمال میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ فضول اور غیر مفید کاموں اور باتوں کا تارک ہو۔

[معارف الحدیث، ابن ماجہ، ترمذی]

دولت دنیا کا مصرف: حضرت ابو کبشہ انماری ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور ان کے علاوہ ایک اور بات ہے جس کو میں تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ پس تم اس کو یاد کرلو۔ جن تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں۔ (۱) ان میں ایک تو یہ ہے کہ کسی بندہ کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہیں ہوتا۔ (۲) اور دوسری بات یہ کہ نہیں ظلم کیا جائے گا کسی بندہ پر ایسا ظلم جس پر وہ مظلوم بندہ صبر کرے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے عوض میں اس کی عزت کو بڑھا دے گا (۳) اور تیسری بات یہ ہے کہ نہیں کھولے گا کوئی بندہ سوال کا دروازہ، مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کھول دے گا اس پر فقر کا دروازہ۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اور جو بات ان کے علاوہ تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں جس کو تمہیں یاد کر لینا اور یاد رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ دنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے۔ (۱) ایک وہ بندہ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال دیا ہے اور صحیح طریق زندگی کا علم بھی اس کو دیا ہے پس وہ اس مال کے صرف و استعمال میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس کا ذریعہ صلہ رحمی (یعنی اعزہ و اقارب کے ساتھ سلوک) کرتا ہے اور اس میں جو عمل اور تصرف کرنا چاہیے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لیے ہی کرتا ہے، پس ایسا بندہ سب سے اعلیٰ و افضل مرتبہ پر فائز ہے اور (۲) (دوسری قسم) وہ بندہ ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحیح علم تو عطا فرمایا ہے لیکن اس کو مال نہیں دیا۔ پس اس کی نیت صحیح و سچی ہے اور وہ اپنے دل و زبان سے کہتا ہے کہ مجھے مال مل جائے تو میں فلاں (نیک بندہ) کی طرح اس کو کام میں لاؤں پس ان دونوں کا اجر برابر ہے اور (۳) تیسری قسم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال دیا اور اس کے صرف و استعمال کا صحیح علم (اور جذبہ) نہیں دیا وہ نادانی کے ساتھ اور خدا سے بے خوف ہو کر اس مال کو اندھا دھند غلط راہوں میں خرچ کرتے ہیں اس کے ذریعہ صلہ رحمی نہیں کرتے اور جس طرح اس کو صرف و استعمال کرنا چاہیے اس طرح نہیں کرتے پس وہ لوگ سب سے برے مقام پر ہیں اور (۴) (چوتھی قسم) وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال بھی نہیں دیا اور صحیح علم (اور صحیح جذبہ) بھی نہیں دیا پس ان کا حال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم کو مال مل جائے تو ہم بھی فلاں (عیاش اور فضول خرچ) شخص کی طرح اور اسی طریقے پر صرف کریں۔ پس یہی ان کی نیت ہے اور ان دونوں گروہوں کا گناہ برابر ہے۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

دنیا و آخرت کی حقیقت: حضرت عمرو بن عاص ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا: ''سن لو اور یاد رکھو کہ دنیا ایک عارضی اور وقتی سودا ہے جو فی الوقت

حاضر اور نقد ہے (اور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اسی لیے) اس میں ہر نیک وہ بد کا حصہ ہے اور سب اس سے کھاتے ہیں اور یقین کرو کہ آخرت وقت مقررہ پر آنے والی ہے۔ یہ ایک سچی، اٹل حقیقت ہے اور سب کچھ پر قدرت رکھنے والا شہنشاہ اسی میں (لوگوں کے اعمال کے مطابق جزا و سزا کا) فیصلہ کرے گا۔ یاد رکھو! کہ ساری خیر اور خوشگواری اور اس کی تمام قسمیں جنت میں ہیں اور سارا دکھ اور شر اور اس کی تمام قسمیں دوزخ میں ہیں۔ پس خبردار (جو کچھ کرو) اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کرو۔ (اور ہر عمل کے وقت آخرت کے انجام کو پیش نظر رکھو) اور یقین کرو کہ تم اپنے اپنے اعمال کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور پیش کیے جاؤ گے جس نے ذرہ برابر کوئی نیکی کی ہوگی وہ اس کو بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اس کو پالے گا۔ [مسند امام شافعی]

خدا کا خوف اور تقویٰ ہی فضیلت و قرب کا باعث ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو جب یمن کے لیے قاضی یا عامل بنا کر روانہ فرمایا تو ان کو رخصت کرتے وقت (ایک طویل حدیث) میں آپ ﷺ نے چند نصیحتیں اور وصیتیں ان کو فرمائیں اور ارشاد فرمایا، اے معاذ ؓ شاید میری زندگی کے اس سال کے بعد میری تمہاری ملاقات اب نہ ہو یہ سن کر معاذ ؓ آپ ﷺ کے فراق کے صدمہ سے رونے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر اور مدینہ کی طرف رخ کر کے فرمایا (غالباً آپ ﷺ خود بھی آبدیدہ ہو گئے تھے اور بہت متاثر تھے) مجھ سے بہت زیادہ قریب اور مجھ سے تعلق رکھنے والے وہ سب بندے ہیں، جو خدا سے ڈرتے ہیں (اور تقویٰ والی زندگی گزارتے ہیں) وہ جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔ [مسند احمد، معارف الحدیث]

دنیا سے دل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا: حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک دن کٹے ہوئے مرے ہوئے بکری کے بچے پر گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کون پسند کرتا ہے کہ (مردہ بچہ) اس کو ایک درہم کے بدلے مل جائے۔ لوگوں نے عرض کیا (درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اس کو پسند نہیں کرتے، کہ وہ ہم کو کسی ادنیٰ سی چیز کے بدلے میں بھی ملے آپ ﷺ نے فرمایا قسم اللہ کی دنیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک۔ [مسلم، حیوۃ المسلمین]

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے تو آپ ﷺ کے بدن مبارک پر چٹائی کا نشان پڑ گیا تھا۔ ابن مسعود ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ

ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم آپ ﷺ کے لیے بستر بچھادیں اور (بستر) بنادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا واسطہ میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جائے پھر اس کو چھوڑ کر (آگے) چل دے۔ [احمد، ترمذی، ابن ماجہ]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کثرت سے یاد کیا کرو۔ لذتوں کو قطع کرنے والی چیز یعنی موت کو۔ [ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حیوۃ المسلمین]

عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موت تحفہ ہے مومن کا۔ [بیہقی]

(ف): سو تحفہ سے خوش ہونا چاہیے اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو بجالائے۔ کوتاہی پر توبہ کرے۔ [حیوۃ المسلمین]

حضرت براء بن عازب ؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اس کے پاس سفید چہرے والے فرشتے آتے ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جان پاک، اللہ تبارک وتعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل پھر جب اس کو لے لیتے ہیں، تو وہ فرشتے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اس کو اس کفن اور اس خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس سے مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اس کو لے کر (اوپر) چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت کا گزر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے۔ یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اس کا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہے۔ پھر آسمان دنیا تک اس کو پہنچاتے ہیں اور اس کے لیے دروازے کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک لے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے۔ حق تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دو اور اس کو سوال و جواب کے لیے زمین کی طرف لے جاؤ سو اس کی روح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی۔ بلکہ اس عالم کے مناسب جس کی حقیقت مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گی پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں، تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں یہ کون شخص ہیں جو تمہارے پاس بھیجے گئے تھے وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنے والا اللہ کی طرف آسمان سے پکارتا ہے میرے بندے نے صحیح جواب دیا۔ اس کے لیے جنت

کا فرش کردو اور اس کو جنت کی پوشاک پہنا دو، اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ سو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے (اس کے بعد اس حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا ہے جو بالکل اس کی ضد ہے) [مسند احمد، حیوۃ المسلمین]

موت کی یاد: ایک طویل حدیث میں حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گھر سے مسجد میں نماز کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ گویا (عوہاں مسجد میں) وہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں (اور یہ علامت تھی غفلت کی زیادتی کی) اس لیے حضور ﷺ نے (ان کی اس حالت کی اصلاح کے لیے) ارشاد فرمایا:

میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو زیادہ یاد کیا کرو تو وہ تمہیں اس غفلت میں مبتلا نہ ہونے دے لہٰذا موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جوان کے آخری وقت میں جبکہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم اس وقت اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ حال ہے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اس کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا بھی ڈر ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ یقین کرو جس دل میں امید وخوف کی یہ دونوں کیفیتیں ایسے عالم میں (یعنی موت کے وقت میں) جمع ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرماویں گے، جس کی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے امید ہے اور اس عذاب سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے جس کا اس کے دل میں خوف اور ڈر ہے۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

خشیت الٰہی کے آنسو: حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف وہیبت سے جس بندۂ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلے اگر چہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے سر کے برابر (یعنی بقدر ایک قطرہ) ہوں، پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرے پر پہنچ جائیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس چہرے کو آتش دوزخ کے لیے حرام فرما دیں گے۔ [سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث]

تبلیغ: نبی کریم ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا: کہ ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور انہیں دین نہیں سکھاتے اور

انہیں دین سے ناواقف رہنے کے عبرتناک نتائج نہیں بتاتے اور انہیں بُرے کاموں سے نہیں روکتے اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور دین سے جاہل رہنے کے عبرت ناک نتائج معلوم نہیں کرتے اللہ کی قسم لوگ لازماً اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں انہیں نصیحت کریں ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بری باتوں سے روکیں۔ نیز لوگوں کو چاہیے کہ لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں اور ان کی نصیحتوں کو قبول کریں۔ [طبرانی، معارف الحدیث]

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ سے کہا کہ میں تبلیغ دین کا کام کرنا چاہتا ہوں، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام کرنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا کہ کیا تم اس مرتبہ پر پہنچ چکے ہو؟ اس نے کہا، ہاں توقع تو ہے۔ ابن عباس ﷺ نے کہا کہ اگر تمہیں یہ اندیشہ نہ ہو کہ قرآن مجید کی تین آیتیں رسوا کردیں گی تو ضرور تبلیغ دین کا کام کرو۔ اس نے کہا کہ وہ کون سی تین آیتیں ہیں؟ ابن عباس ﷺ نے فرمایا۔ پہلی آیت یہ ہے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ [سورہ بقرہ]

''کیا تم لوگوں کو نیکی کا وعظ کہتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو۔''

ابن عباس ﷺ نے کہا کیا اس آیت پر اچھی طرح عمل کرلیا ہے؟

اس نے کہا نہیں اور دوسری آیت

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ [سورہ صف]

''تم کیوں کہتے ہو وہ بات جس کو کرتے نہیں۔''

تو اس پر اچھی طرح عمل کرلیا؟ اس نے کہا نہیں اور تیسری آیت:

مَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ [سورہ ھود]

شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا۔ جن بری باتوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں ان کو بڑھ کر خود کرنے لگوں۔ میری نیت یہ نہیں۔ بلکہ میں تو ان سے بہت دور رہوں گا (تم میرے قول اور عمل میں تضاد نہ دیکھو گے) ابن عباس ﷺ نے پوچھا کہ اس آیت پر اچھی طرح عمل کرلیا ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ تو فرمایا، جاؤ پہلے اپنی کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ یہ مبلغ کی پہلی منزل ہے۔ [معارف الحدیث، الدعوۃ]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ لازماً نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ خدا عنقریب تم پر ایسا عذاب بھیج دے گا کہ پھر تم پکارتے رہو گے اور کوئی شنوائی نہ ہوگی۔ [ترمذی]

حضرت عکرمہ ؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ ہر ہفتہ ایک مرتبہ وعظ کہا کرو اور دو دفعہ کر سکتے ہو اور تین مرتبہ سے زیادہ وعظ مت کہنا اور اس قرآن سے لوگوں کو متنفر نہ کرنا اور ایسا کبھی نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس پہنچو اور وہ اپنی کسی بات میں مشغول ہوں اور تم اپنا وعظ شروع کر دو اور ان کی بات کاٹ دو، اگر تم ایسا کرو گے تو ان کو وعظ و نصیحت سے متنفر کر دو گے بلکہ ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرو اور جب ان کے اندر خواہش دیکھو اور وہ تم سے مطالبہ کریں تو پھر وعظ کہو اور دیکھو مسجع و مقفی عبارتیں بولنے سے بچو، کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ تکلف کے ساتھ عبارت آرائی نہیں کرتے تھے۔ [بخاری]

دنیا کی محبت اور موت سے بھاگنا: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں لقمہ تر سمجھ کر تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس زمانے میں ہماری تعداد اس قدر کم ہو جائے گی کہ ہمیں نگل لینے کے لیے قومیں متحد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں۔ اس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہوگی البتہ تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہو گے اور تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں بزدلی اور پست ہمتی پیدا ہو جائے گی۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا یہ بزدلی کیوں پیدا ہو جائے گی؟

فرمایا اس وجہ سے کہ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے اور موت سے بھاگنے اور نفرت کرنے لگو گے۔
[ابوداؤد و معارف الحدیث]

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا جس میں دین پر صبر کرنے والا شخص اس آدمی کے مانند ہوگا جس نے اپنی مٹھی میں انگارہ لے لیا ہو۔ (یعنی جس طرح انگارہ کو ہاتھ میں رکھنا دشوار ہے۔ اسی طرح دین پر قائم رہنا بھی دشوار ہوگا)۔ [ترمذی، مشکوۃ]

جامع اور اہم نصیحتیں اور وصیتیں: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے ان نو باتوں کا خاص طور پر حکم فرمایا ہے کہ:

۱: ایک اللہ سے ڈرنا خلوت میں اور جلوت میں۔

۲: عدل وانصاف کی بات کہنا غصہ میں اور رضامندی میں یعنی ایسا نہ ہو کہ جب کسی سے ناراض اور اس پر غصہ ہو تو اس کی حق تلفی اور اس کے ساتھ بے انصافی کی جائے اور جب کسی سے دوستی اور رضامندی ہو تو اس کی بے جا حمایت اور طرف داری کی جائے، بلکہ ہر حال میں عدل وانصاف اور اعتدال کی راہ پر چلا جائے۔

۳: اور حکم فرمایا میانہ روی پر قائم رہنے کا، غریبی وناداری اور فراخ دستی اور دولت مندی دونوں حالتوں میں یعنی جب اللہ تبارک وتعالیٰ ناداری اور غریبی میں مبتلا کرے تو بے صبری اور پریشان حالی کا اظہار نہ ہو، اور جب وہ فراخ دستی اور خوش حالی نصیب فرمائے تو بندہ اپنی حقیقت کو بھول کر غرور اور سرکشی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ الغرض ان دونوں امتحانی حالتوں میں افراط وتفریط سے بچا جائے اور اپنی روش درمیانی رکھی جائے۔ یہی وہ میانہ روی ہے جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا آگے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

۴: اور مجھے حکم فرمایا کہ میں ان اہل قرابت کے ساتھ رشتہ جوڑوں اور ان کے حقوق قرابت اچھی طرح ادا کروں جو مجھ سے رشتہ قرابت توڑیں اور میرے ساتھ بدسلوکی کریں۔

۵: اور یہ کہ میں ان لوگوں کو بھی دوں جنہوں نے مجھے محروم رکھا ہو اور میرا حق مجھے نہ دیا ہو۔

۶: اور یہ کہ میں ان لوگوں کو معاف کردوں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہو اور مجھے ستایا ہو۔

۷: مجھے حکم دیا ہے کہ میری خاموشی میں تفکر ہو یعنی جس وقت میں خاموش ہوں تو اس وقت سوچنے کی چیزیں سوچوں اور جو چیزیں قابل تفکر ہیں ان میں غور وفکر کروں۔ مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات اور اس کی آیات اور مثلاً یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا میرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے اور اس کا مجھے کیا حکم ہے اور میرا معاملہ اللہ کے ساتھ اور اس کے احکام کے ساتھ کیا ہے اور کیا ہونا چاہیے اور میرا انجام کیا ہونے والا ہے اور مثلاً یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے غافل بندوں کو اللہ کے ساتھ کس طرح جوڑا جائے۔ الغرض خاموشی میں اسی طرح کا تفکر ہو۔

۸: اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میری گفتگو ذکر ہو یعنی میں جب بھی بولوں اور جو کچھ بھی بولوں اس کا اللہ تبارک وتعالیٰ سے تعلق ہو، خواہ اس طرح کہ وہ اللہ کی ثناء وصفت ہو یا اس کے احکام کی تعلیم وتبلیغ ہو، یا اس طرح کہ اس میں اللہ کے احکام اور حدود کی رعایت اور نگہداشت ہو، ان سب صورتوں میں جو گفتگو ہوگی وہ ''ذکر'' کے قبیل سے ہوگی۔

۹: مجھے حکم ہے کہ میری نظر عبرت والی نظر ہو (یعنی میں جس چیز کو دیکھوں اس سے سبق اور عبرت حاصل کروں) اور لوگوں کو حکم کروں اچھی باتوں کا۔ [معارف الحدیث، زرین]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) مجھے دس باتوں کی نصیحت فرمائی اور فرمایا:

۱: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگر چہ تم کو قتل کر دیا جائے اور

۲: اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگر چہ وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال چھوڑ کے نکل جاؤ۔

۳: کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو، کیونکہ جس نے ایک فرض نماز قصداً چھوڑی اس کے لیے اللہ کا عہد اور ذمہ نہیں رہا۔

۴: ہرگز کبھی شراب نہ پیو، کیونکہ شراب نوشی سارے فواحش کی جڑ اور بنیاد ہے (اس لیے اس کو ام الخبائث کہا گیا ہے)

۵: ہر گناہ سے بچو، کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا ہے۔

۶: جہاد کے معرکے سے پیٹھ نہ پھیر کر بھاگو اگر چہ کشتوں کے پشتے لگ رہے ہوں۔

۷: اور جب تم کسی جگہ لوگوں کے ساتھ رہتے ہو اور وہاں کسی وبائی مرض کی وجہ سے موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم وہیں جمے رہو۔ (جان بچانے کے خیال سے وہاں سے مت بھاگو)۔

۸: اور اپنے اہل وعیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو۔ (نہ بخل سے کام لو کہ پیسہ پاس ہوتے ہوئے ان کو تکلیف ہو اور نہ خرچ کرنے میں اپنی حیثیت سے آگے بڑھو)۔

۹: اور ادب دینے کے لیے ان پر (حسب ضرورت وموقع) سختی بھی کیا کرو۔

۱۰: اور ان کو اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔ [مسند احمد، معارف الحدیث]

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمایئے اور مختصر فرمایئے۔ (تاکہ یاد رکھنا آسان ہو)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (ایک بات تو یہ یاد رکھو) جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اس شخص کی سی نماز پڑھو جو سب کو الوداع کہنے والا اور سب سے رخصت ہونے والا ہو۔ یعنی دنیا سے جانے والے آدمی کی نماز جیسی ہونی چاہیے۔ تم ہر نماز ویسی ہی پڑھنے کی کوشش کرو اور دوسری بات یہ یاد رکھو ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالو جس کی کل تم کو معذرت اور جوابدہی کرنی پڑے یعنی بات کرتے وقت

ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ ایسی بات منہ سے نہ نکلے جس کی جوابدہی کسی کے سامنے اس دنیا میں یا قیامت کے دن خدا کے حضور میں کرنی پڑے اور (تیسری بات یہ یاد رکھو) آدمیوں کے پاس اور ان کے ہاتھ میں جو کچھ نظر آتا ہے۔ اس سے اپنے آپ کو قطعاً مایوس کرلو۔ (یعنی تمہاری امیدوں اور توجہ کا مرکز صرف رب العالمین ہو اور مخلوق کی طرف سے اپنی امیدوں کو بالکل منقطع کرلو)۔

[مسند احمد، معارف الحدیث]

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تم لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرنے اور امیر وقت کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگر چہ وہ حاکم غلام حبشی کیوں نہ ہو۔ تم میں جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا۔ عنقریب وہ اختلاف کثیر کو دیکھے گا پس ایسے وقت تم لوگ میرے اور میرے رشد و ہدایت یافتہ خلفاء کے طریقے کو لازم پکڑنا اور ان طریقوں کو خوب مضبوط پکڑنا بلکہ دانتوں سے پکڑنا اور بدعات سے بچے رہنا کیوں کہ ہر جدید امر (دین میں جس کی کوئی سند شرعی نہ ہو) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ [مشکوٰۃ، معارف الحدیث]

حضرت معاذ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جس کی وجہ سے میں جنت میں پہنچ جاؤں اور دوزخ سے دور کر دیا جاؤں۔

آپ ﷺ نے فرمایا، تم نے بہت بڑی بات پوچھی ہے، لیکن (بڑی اور بھاری ہونے کے باوجود) وہ اس بندے کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو آسان کر دے اور توفیق دے دے۔ لو سنو!

سب سے مقدم بات تو یہ ہے کہ دین کے ان بنیادی مطالبوں کو فکر اور اہتمام سے ادا کرو۔ اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اچھے طریقے اور دل کی توجہ کے ساتھ نماز ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رمضان کے روزے رکھا کرو اور بیت اللہ کا حج کرو۔

پھر فرمایا کیا میں تمہیں خیر کے دروازے بھی بتاؤں؟ (گویا جو کچھ آپ ﷺ نے بتلایا یہ تو اسلام کے ارکان و فرائض تھے) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا، تم چاہو تو میں تمہیں خیر کے اور دروازے بتلاؤں؟ غالباً اس سے آپ ﷺ کی مراد نفل عبادات تھیں (چنانچہ حضرت معاذ ؓ کی طلب دیکھ کر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا) روزہ (گناہوں سے اور دوزخ کی آگ سے بچانے والی) سپر اور ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو (اور گناہ سے پیدا ہونے والی آگ کو) اس طرح

بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور رات کے درمیانی حصے کی نماز (یعنی تہجد کی نماز کا بھی یہی حال ہے اور ابواب خیر میں اس کا خاص الخاص مقام ہے) اس کے بعد آپ ﷺ نے (تہجد اور صدقہ کی فضیلت کے سلسلہ میں) سورۂ سجدہ کی یہ آیت پڑھی۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: شب کو ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں (نماز یا دیگر اذکار کے لیے) اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو (ثواب کی) امید اور (عذاب کے) خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سو کسی شخص کو خبر نہیں کہ کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانہ غیب میں موجود ہے یہ ان کو ان کے (اعمال نیک) کا صلہ ملا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں معاملہ کا (یعنی دین کا) سر اور اس کا عمود یعنی ستون اور اس کی بلند چوٹی بتا دوں؟ (معاذ ﷺ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت! ضرور بتا دیں! آپ ﷺ نے فرمایا: دین کا سر اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی بلند چوٹی جہاد ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز بھی بتا دوں جس پر گویا ان سب کا دارومدار ہے (اور جس کے بغیر یہ سب ہیچ اور بے وزن ہیں، معاذ ﷺ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت ﷺ وہ چیز بھی ضرور بتلا دیجئے! پس آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: اس کو روکو (یعنی اپنی زبان کو قابو میں رکھو، یہ چلنے میں بے باک اور بے احتیاط نہ ہو، معاذ ﷺ کہتے ہیں میں نے عرض کیا حضرت ہم جو باتیں کرتے ہیں، کیا ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ ﷺ تجھے تیری ماں نہ جتتی، عربی محاورہ کے مطابق یہاں یہ پیار کا کلمہ ہے) آدمیوں کو دوزخ میں ان کے منہ کے بل (یا فرمایا کہ ان کی ناکوں کے بل زیادہ تر) ان کی زبانوں کی بیباکانہ باتیں ہی ڈلوائیں گی۔ [مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث]

حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر غفاری ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہیں ایسی دو خصلتیں بتا دوں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں (ان کے اختیار کرنے میں

آدمی پر کچھ زیادہ بوجھ نہیں پڑتا) اور اللہ کے میزان میں وہ بہت بھاری ہوگی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ دونوں خصلتیں ضرور بتا دیجئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ خاموش رہنے کی عادت اور دوسرے حسن اخلاق قسم اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے مثل ہیں۔

[شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث]

عمران بن خطان رحمۃ اللہ علیہ تابعی سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو میں نے ان کو مسجد میں اس حالت میں دیکھا کہ ایک کالی کملی لپیٹے ہوئے بالکل اکیلے بیٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! یہ تنہائی اور یکسوئی کیسی ہے؟ (یعنی آپ نے اس طرح اکیلے اور سب سے الگ تھلگ رہنا کیوں اختیار فرمایا ہے) انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ "برے ساتھیوں کی ہم نشینی سے اکیلے رہنا اچھا ہے اور اچھے ساتھی کے ساتھ بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے اور کسی کو اچھی باتیں بتانا خاموش رہنے سے بہتر ہے اور بری باتیں بتانے سے بہتر خاموش رہنا ہے۔

[شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث]

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے محبوب دوست ﷺ نے سات باتوں کا خاص طور پر حکم فرمایا:

۱: مساکین اور غرباء سے محبت رکھنے اور ان سے قریب رہنے کا۔

۲: اور آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ دنیا میں ان لوگوں پر نظر رکھوں جو مجھ سے نیچے درجہ کے ہیں۔ یعنی جن کے پاس دنیوی زندگی کا سامان مجھ سے بھی کم ہے اور ان پر نظر نہ کروں جو مجھ سے اوپر کے درجہ کے ہیں (یعنی جن کو دنیوی زندگی کا سامان مجھ سے زیادہ دیا گیا ہے)
اور بعض دوسری احادیث میں ہے کہ ایسا کرنے سے بندے میں صبر و شکر کی صفت پیدا ہوتی ہے اور یہ ظاہر بھی ہے۔ آگے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور مجھے آپ ﷺ نے حکم دیا۔

۳: کہ میں اپنے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور قرابتی رشتہ کو جوڑوں (یعنی ان کے ساتھ وہ معاملہ اور سلوک کرتا رہوں جو اپنے عزیزوں اور قریبوں کے ساتھ کرنا چاہیے) اگرچہ وہ میرے ساتھ نہ کریں اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ:

۴: کسی آدمی سے کوئی چیز نہ مانگوں (یعنی اپنی ہر حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کے

سامنے ہاتھ پھیلاؤں اور اس کے سوا کسی کے در کا سائل نہ بنوں)

۵: میں ہر موقع پر حق بات کہوں اگر چہ وہ لوگوں کے لیے کڑوی ہو اور ان کے اغراض اور خواہشات کے خلاف ہونے کی وجہ سے انہیں بری لگے اور آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا۔

۶: کہ میں اللہ کے راستہ میں کبھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں یعنی دنیا والے اگر چہ مجھے برا کہیں، لیکن میں وہی کہوں اور وہی کروں جو اللہ کا حکم ہو اور جس سے اللہ راضی ہو اور کسی کے برا کہنے کی ہرگز پرواہ نہ کروں اور آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ:

۷: میں کلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کثرت سے پڑھا کروں کیونکہ یہ سب باتیں اس خزانے سے ہیں جو عرش کے نیچے ہے یعنی اس خزانے کے قیمتی جواہرات ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے ہے اور اللہ ہی جن بندوں کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ کسی اور کی وہاں دسترس نہیں ہے۔

[مسند احمد، معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن حساب کے لیے بارگاہ الٰہی میں جب پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ کیا جائے گا۔

۱: اول یہ کہ اس کی پوری زندگی اور عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں گزاری۔

۲: اور دوسرے اس کی جوانی (اور جوانی کی قوتوں) کے بارے میں کہ کن مشاغل میں جوانی اور اس کی قوتوں کو بوسیدہ اور پرانا کیا۔

۳: تیسرے مال و دولت کے بارے میں کہاں سے اور کن طریقوں اور کن راستوں سے اس کو حاصل کیا۔

۴: اور اس دولت کو کن کاموں اور کن راہوں میں صرف کیا۔

۵: پانچواں سوال یہ ہوگا کہ جو کچھ معلوم تھا اس کے بارے میں کیا عمل کیا۔ [جامع ترمذی]

حضرت عبداللہ ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار باتیں اور خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر تم کو وہ نصیب ہو جائیں تو پھر دنیا (اور اس کی نعمتوں) کے فوت ہو جانے اور ہاتھ نہ آنے میں کوئی نہ مضائقہ ہے اور نہ گھاٹا۔

۱: امانت کی حفاظت

۲: باتوں میں سچائی

۳: حسن اخلاق

۴: کھانے میں احتیاط اور پرہیزگاری۔ [مسند احمد، بیہقی، معارف الحدیث]

عمرو بن میمون اودی ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ حالتوں کو دوسری پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو اور ان سے جو فائدہ اٹھانا چاہو وہ اٹھالو۔

۱: غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے کے آنے سے پہلے۔

۲: غنیمت جانو تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے۔

۳: غنیمت جانو خوش حالی اور فراخ دستی کو ناداری اور تنگدستی سے پہلے۔

۴: غنیمت جانو فرصت اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے۔

۵: غنیمت جانو زندگی کو موت آنے سے پہلے۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

عورتوں کو نصیحت: ابن عمر ﷺ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے (ایک بار) فرمایا: اے عورتوں کی جماعت تم (خاص طور پر) صدقہ دیا کرو اور زیادہ استغفار کیا کرو۔ کیونکہ دوزخیوں میں زیادہ تعداد میں نے عورتوں کی دیکھی ہے ان میں ایک ہوشیار عورت بولی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے کیا قصور کیا ہے کہ ہم دوزخ میں زیادہ جائیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں (باہم گفتگو میں) لعنت کرنے کی زیادہ عادت ہوتی ہے اور تم اپنے شوہر کی بھی بہت ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم جیسا دین و عمل میں ناقص ہو کر پھر ایک دانشمند شخص پر غالب آ جانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ [بخاری و مسلم، ترجمان السنۃ]

نذر: حضرت عمران بن حصین ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ نذر دو قسم کی ہے۔ ایک تو وہ نذر جو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی بندگی اور اطاعت کے لیے مانی جائے اس کو پورا کرنا ضروری ہے اس لیے کہ یہ خالص اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کے لیے ہے اور دوسری نذر وہ ہے جو اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی نافرمانی اور گناہ کے لیے کی جائے، یہ نذر شیطان کے لیے ہے اور اس کا پورا کرنا جائز نہیں اور اس قسم کی نذر کا کفارہ دے جو قسم کا کفارہ دیا جاتا ہے۔ [نسائی، مشکوٰۃ]

حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی غیر معین چیز کی نذر مانے تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص کسی گناہ کی نذر مانے تو اس کا کفارہ

قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص ایسی نذر مانے جس کا پورا کرنا اس سے ممکن نہ ہو تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص ایسی چیز کی نذر مانے جس کو پورا کر سکے تو اس کو پورا کرے۔ [ابوداؤد،مشکوۃ]

قسم: حضرت ابن عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے قسم کھائی اور اس کے ساتھ انشاء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی کہا (تو قسم کے خلاف کرنے میں) اس پر گناہ نہیں۔ [ترمذی]

حضرت ابن عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ [ترمذی،مشکوۃ]

فال: حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے۔ بہترین چیز فال نیک ہے۔ لوگوں نے عرض کیا فال کیا چیز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص کسی شخص سے یا کسی ذریعہ سے سنے۔ [بخاری،مشکوۃ]

حضرت عروہ بن عامر ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے شگون بد کا رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا بہترین چیز فال نیک ہے اور شگون بد کسی مسلمان کو اس کے مقصد و ارادے سے نہ روکے۔ پھر جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی بات کو دیکھے جس کو وہ برا خیال کرتا ہے یعنی شگون تو یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ لَا يَاتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّاٰتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۝

ترجمہ: اے اللہ! اچھائیوں کا لانے والا آپ کے سوا کوئی نہیں اور برائیوں کو روکنے والا بھی آپ کے سوا نہ کوئی نہیں ہے اور اللہ کے سوا کوئی مدد ہے اور نہ کسی کی قوت۔ [ابوداؤد،مشکوۃ]

خواب: حضرت ابو بذیل عقیلی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: کہ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور خواب جب تک اس کو بیان نہ کیا جائے پروں کے پاؤں پر ہوتا ہے (یعنی غیر مستقل اور غیر قائم) لیکن جب اس کو بیان کر دیا جائے (یعنی اس کی تعبیر بھی بیان کر دی جائے) تو خواب واقع ہو جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ خواب کسی کے سامنے بیان نہ کرو، مگر دوست یا عقل مند آدمی کے سامنے۔ [ترمذی]

علم دین کے شروع کرنے کے دن کی فضیلت: حدیث میں آیا ہے کہ علم دوشنبہ کے روز طلب کرو۔ اس سے علم حاصل کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ یہی مضمون جمعرات کے متعلق بھی آیا ہے۔ بعض احادیث میں بدھ کے دن کے متعلق بھی وارد ہے۔ صاحب ہدایہ سے منقول ہے کہ وہ کتاب کے شروع کرنے کا بدھ کے دن اہتمام کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اختتام کو پہنچتی ہے۔ [شرح تعلیم المتعلم، بہشتی زیور]

کسی سنت کا احیاء: حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کوئی چالیس حدیثیں میری امت کو پہنچادے تو میں خاص طور پر اس کی سفارش کروں گا۔ [جامع صغیر]

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس وقت میری امت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے گا اس وقت جو شخص میرے طریقے کو تھامے رہے گا اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ [بہشتی زیور]

وصیت نبی الرحمتہ ﷺ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہو۔ تو کبھی نہ بھٹکو گے، ایک تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) دوسرے نبی کی سنت یعنی حدیث۔ [بہشتی زیور]

باب دوم

عبادات

نماز و متعلقات نماز طہارت

طہارت جزوایمان ہے: ابو مالک اشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طہارت اور پاکیزگی جزو ایمان ہے اور کلمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میزان عمل کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ بھر دیتے ہیں آسمانوں کو اور زمین کو، نماز نور ہے اور صدقہ دلیل و برہان ہے اور صبر اجالا ہے اور قرآن یا تو حجت ہے تمہارے حق میں یا حجت ہے تمہارے خلاف۔ ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر وہ اپنی جان کا سودا کرتا ہے، پھر یا تو اسے نجات دلا دیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دس چیزیں ہیں جو امور فطرت میں سے ہیں:

۱: مونچھوں کا ترشوانا
۲: داڑھی کا چھوڑنا
۳: مسواک کرنا
۴: ناک میں پانی لے کر صفائی کرنا
۵: ناخن ترشوانا
۶: انگلیوں کے جوڑوں کو (جن میں اکثر میل کچیل رہ جاتا ہے) اہتمام سے دھونا
۷: بغل کے بال لینا
۸: موئے زیر ناف کی صفائی کرنا
۹: پانی سے استنجا کرنا۔

حدیث کے راوی زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ مصعب ﷺ نے بس یہی نو چیزیں ذکر کیں اور فرمایا دسویں چیز بھول گیا ہوں اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ کلی کرنا ہے۔
[صحیح مسلم، معارف الحدیث]

آنحضرت ﷺ کی عادات ستودہ قضائے حاجت کے بارے میں

استنجا:

۱: آنحضرت ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو بایاں قدم پہلے اندر رکھتے اور جب باہر نکلتے تو دایاں قدم پہلے باہر رکھتے۔ [ترمذی]

۲: جب بیت الخلاء میں جاتے تو یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

ترجمہ: اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت۔

۳: جب آپ ﷺ باہر آتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

غُفْرَانَكَ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰیْ وَعَافَانِیْ یا دونوں

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیزوں کو دور کیا اور مجھے چین دیا۔ [زادالمعاد، ترمذی، ابن ماجہ]

۴: جب آپ ﷺ رفع حاجت کو بیٹھتے تو جب تک آپ ﷺ زمین سے بالکل قریب نہ ہو جاتے اپنا ستر نہ کھولتے۔ [زادالمعاد]

۵: آپ ﷺ پیشاب کرنا چاہتے تو نرم زمین کی تلاش رہتی۔ اگر آپ ﷺ کو نرم زمین نہ ملتی تو لکڑی یا کسی اور سخت چیز سے زمین کو کھود کر نرم کر لیتے، پھر پیشاب کرنے بیٹھتے۔ [زادالمعاد]

۶: حبیب بن صالح ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام فراغت میں داخل ہوتے تو اپنا جوتہ پہن لیتے تھے اور اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔ [ابن سعد]

۷: کبھی آپ ﷺ پانی سے استنجا فرماتے، کبھی ڈھیلے سے کبھی دونوں کا استعمال فرماتے۔ ڈھیلوں کی تعداد طاق ہوتی۔ کم سے کم تین ہوتی۔ آپ ﷺ استنجا کرنے میں بایاں ہاتھ استعمال کرتے۔ جب آپ ﷺ پانی سے استنجا فرماتے تو اس کے بعد زمین پر ہاتھ رگڑ کر دھوتے۔

۸: پیشاب کرنے کے لیے اکڑوں بیٹھتے تو رانوں کے درمیان کافی فاصلہ چھوڑتے تھے قضائے حاجت کو بیٹھنے کے لیے ریت یا مٹی کے ٹیلے یا پتھروں کی ٹیکری یا کسی کھجور وغیرہ کی آڑ کو بہت پسند فرماتے۔ [ابن سعد]

۹: جب آپ ﷺ رفع حاجت کے لیے بیٹھتے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرتے اور نہ پشت کرتے۔ [زادالمعاد]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب استنجے کو جاتے تھے تو میں آپ ﷺ کو پانی لا کر دیتا تھا تو آپ ﷺ اس سے طہارت کرتے تھے پھر اپنے ہاتھ کو مٹی پر ملتے تھے، پھر میں دوسرا برتن لاتا تھا تو آپ ﷺ اس سے وضو کرتے تھے۔ [سنن ابو داؤد]

تشریح: مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے بھی طہارت فرماتے تھے۔ اس کے بعد ہاتھ کو زمین پر مل کر دھوتے تھے اس کے بعد وضو کرتے تھے، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی عادت مبارک یہی تھی کہ قضائے حاجت اور استنجے سے فارغ ہو کر وضو بھی فرماتے تھے لیکن کبھی کبھی یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ وضو کرنا صرف اولیٰ اور افضل ہے فرض یا واجب نہیں ہے، اس کو ترک بھی کیا ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ پیشاب سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ وضو کے لیے پانی لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر یہ کیا ہے؟ کس لیے پانی لیے کھڑے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ آپ ﷺ کے وضو کے لیے پانی لایا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس کے لیے مامور نہیں ہوں کہ جب پیشاب کروں تو ضرور وضو کروں اور اگر میں ایسی پابندی اور مداومت کروں تو امت کے لیے ایک قانون اور دستور بن جائے گا۔ [معارف الحدیث]

قضائے حاجت اور استنجے سے متعلق ہدایات: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں تم لوگوں کے لیے مثل ایک باپ کے ہوں۔ اپنی اولاد

کے لیے۔ (یعنی جس طرح اولاد کی خیر خواہی اور ان کی زندگی کے اصول و آداب سکھانا ہر باپ کی ذمہ داری ہے، اسی طرح تمہاری تعلیم و تربیت بھی میرا کام ہے اس لیے) میں تمہیں بتاتا ہوں کہ
کرنے کا حکم دیا اور منع فرمایا استنجے میں لید اور ہڈی استعمال کرنے سے اور منع فرمایا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے۔ [معارف الحدیث، سنن ابن ماجہ و دارمی]

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ تم میں سے کوئی ہرگز ایسا نہ کرے کہ اپنے غسل خانے میں پہلے پیشاب کرے پھر اس میں غسل یا وضو کرے، کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ [معارف الحدیث، سنن ابی داؤد]

قضائے حاجت کے مقام پر جانے کی دُعا: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قضائے حاجت کے مقامات میں خبیث مخلوق شیاطین وغیرہ رہتے ہیں۔ پس تم میں سے کوئی جب بیت الخلاء جائے تو چاہیے کہ پہلے یہ دُعا کرے۔''

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (ابوداؤد، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: فرماتے تھے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو استنجا کا تقاضا ہو تو اس کو چاہیے کہ پہلے استنجے سے فارغ ہو۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

استنجے سے متعلق مسائل: [از بہشتی زیور]

۱: جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا ضروری ہے۔ [شامی]

۲: اگر نجاست ادھر ادھر بالکل نہ لگے اور اس کے لیے پانی سے استنجا نہ کر سکے بلکہ پاک پتھر یا مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات طبیعت کی صفائی کے خلاف ہے البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔ [تنویر و شامی]

۳: ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر ادھر نہ پھیلنے پائے بدن خوب صاف ہو جائے۔ [فتوح ہندیہ]

۴: ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ [ترمذی]

لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ (روپیہ کے برابر) سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے، بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کرلے تو نماز پڑھ سکتا ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ [شرح التنویر]

۵: جب بیت الخلاء میں جائے تو دروازے سے باہر بسم اللہ کہے اور دعائے مسنونہ پڑھے۔

۶: جب اندر داخل ہو تو پہلے بایاں قدم اندر لے جائے۔

۷: بیت الخلاء میں ننگے سر نہ جائے۔ [زاد المعاد]

۸: اگر کسی انگوٹھی پر اللہ اور رسول کا نام لکھا ہو تو اس کو اتار ڈالے۔ [نسائی]

۹: تعویذ جس پر موم جامہ کر لیا گیا ہو یا کپڑے میں سی لیا گیا ہو اس کو پہن کر جانا جائز ہے۔

۱۰: بیت الخلاء کے اندر اگر چھینک آئے تو صرف دل ہی دل میں الحمد للہ کہہ لے۔ زبان سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام نہ لے۔

۱۱: پھر جب تک اندر رہے کوئی بات کرے تو نہ بولے۔ [مشکوٰۃ]

۱۲: پھر جب باہر نکلے تو پہلے داہنا قدم باہر نکالے اور دروازہ سے نکل کر دعائے مسنونہ پڑھے۔

۱۳: استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر یا مٹی سے مل کر دھوئے۔ [ردالمحتار]

۱۴: بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا چاہیے۔ اگر بایاں ہاتھ نہ ہو تو پھر ایسی مجبوری کے وقت دائیں ہاتھ سے جائز ہے۔

۱۵: ایسی جگہ استنجا کرنا کہ کسی شخص کی نظر استنجا کرنے والے کے ستر پر پڑتی ہو گناہ ہے۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، نہر، کنویں یا حوض کے اندر یا ان کے کناروں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا مکروہ تحریمی و ممنوع ہے۔

۱۶: مسجد کی دیوار کے پاس پاخانہ یا پیشاب کرنا، قبرستان میں پاخانہ یا پیشاب کرنا، چوہے کے بل یا کسی سوراخ میں پیشاب کرنا منع ہے۔

۱۷: نیچی جگہ بیٹھ کر اونچی جگہ پر پیشاب کرنا، آدمیوں کے بیٹھنے یا راستہ چلنے کی جگہ پاخانہ یا

پیشاب کرنا اور وضو یا غسل کرنے کی جگہ میں پاخانہ یا پیشاب کرنا یہ سب باتیں مکروہ ہیں اور منع ہیں۔
۱۸: رفع حاجت کرتے ہوئے (بلا ضرورت شدیدہ) کلام نہ کرنا چاہیے۔ [مشکوٰۃ]
۱۹: پیشاب کرتے وقت یا استنجا کرتے وقت عضو خاص کو داہنا ہاتھ نہ لگائیں بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں۔ [بخاری، مسلم]
۲۰: پیشاب پاخانے کی چھینٹوں سے بہت بچنا چاہیے۔ کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ [ترمذی]
۲۱: جنگل یا شہر کے باہر میدان میں قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئے تو اتنا دور جانا چاہیے کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے۔ [معارف الحدیث، سنن ابی داؤد، ترمذی]
۲۲: یا کسی نشیبی زمین میں چلا جائے تو جہاں کوئی نہ دیکھ سکے۔
۲۳: پیشاب کرنے کے لیے نرم زمین تلاش کرنا تاکہ پیشاب کی چھینٹیں نہ اڑیں بلکہ زمین جذب کرتی چلی جائے۔ [ترمذی]
۲۴: بیٹھ کر پیشاب کرنا چاہیے کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں۔ [ترمذی]
۲۵: اگر پیشاب کے بعد استنجا سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں کھڑا ہونا چاہیے۔ [بہشتی گوہر]

مسواک

مسواک کی فضیلت واہمیت میں بکثرت احادیث مروی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہے کہ اگر امت پر دشوار ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر ہر نماز کے لیے مسواک کو واجب قرار دیتا۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور موجب رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ وتقدس ہے۔ [بخاری]

اور فرمایا جب بھی جبرئیل ؑ آتے تو انہوں نے مجھے مسواک کرنے کے لیے ضرور کہا۔ خطرہ ہے کہ (جبرئیل کے بار بار تاکید اور وصیت پر) میں اپنے منہ کے اگلے حصے کو مسواک کرتے کرتے گھس نہ ڈالوں۔ [مسند احمد]

حضور ﷺ جب قرآن یا سونے کا ارادہ فرماتے تو مسواک کرتے اور گھر میں داخل ہوتے وقت بھی مسواک کرتے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ

کا شانہ اقدس میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو کرتے وہ مسواک کرنا ہوتا تھا اور وضو اور نماز کے وقت بھی مسواک کرتے تھے۔

انگلی سے مسواک کرنا بھی کافی ہے، خواہ اپنی انگلی سے ہو یا دوسرے کی انگلی سے اور سخت و درشت کپڑے سے ہو تب بھی کافی ہے۔

ابو نعیم اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ دانتوں کے عرض پر مسواک کرتے تھے اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ سے کرنا چاہیے مستحب ہے۔

بعض شراح حدیث نے کہا ہے کہ مسواک میں یمن سے مراد یہ ہے کہ ابتداء داہنی طرف سے کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رات کو رسول اللہ ﷺ کی مسواک رکھ دی جاتی۔ جب رات کی نماز کو اٹھتے تو مسواک کرتے پھر وضو کرتے۔ [بخاری، مسلم، ابن سعد]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ دن یا رات میں جب بھی آپ ﷺ سوتے تو اٹھنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور فرماتے۔ [معارف الحدیث، مسند احمد، سنن ابی داؤد]

(مرض الوفات میں حضور ﷺ کا آخری عمل مسواک ہے)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ نماز جس کے لیے مسواک کی جائے اس نماز کے مقابلے میں بلا مسواک کے پڑھی جائے ستر گنی فضیلت رکھتی ہے۔ [شعب الایمان، بیہقی، معارف الحدیث]

مسواک کے متعلق سنتیں:

۱۔ مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو اور انگلی سے زیادہ موٹی نہ ہو۔ [بحرالرائق]

۲۔ کم از کم تین مرتبہ مسواک کرنی چاہیے اور ہر مرتبہ پانی میں بھگونی چاہیے۔

۳۔ اگر انگلی سے مسواک کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کے دائیں جانب اوپر نیچے انگوٹھے سے صاف کرے اور اسی طرح بائیں جانب شہادت کی انگلی سے کرے۔

۴۔ **مسواک پکڑنے کا طریقہ:** چھنگلی مسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے نیچے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہونا چاہئیں۔ [شامی]

مسواک دانتوں میں عرضاً اور زبان میں طولاً کرنی چاہیے، دانتوں کے ظاہر و باطن اور اطراف کو بھی مسواک سے صاف کیا جائے اور اسی طرح منہ کے اوپر اور نیچ کے حصہ اور جبڑے وغیرہ میں بھی مسواک کرنی چاہیے۔ [طحاوی]

جن اوقات میں مسواک کرنا سنت یا مستحب ہے: (۱) سونے کے بعد اٹھنے پر (۲) وضو کرتے وقت (۳) قرآن مجید کی تلاوت کے لیے (۴) حدیث شریف پڑھنے پڑھانے کے لیے (۵) منہ میں بدبو ہو جانے کے وقت یا دانتوں کے رنگ میں تغیر پیدا ہونے پر (۶) نماز میں کھڑے ہونے کے وقت اگر وضو اور نماز میں زیادہ فصل ہو گیا ہو (۷) ذکر الٰہی کرنے سے پہلے (۸) خانہ کعبہ یا حطیم میں داخل ہونے کے وقت (۹) اپنے گھر میں داخل ہونے کے بعد (۱۰) بیوی کے ساتھ مقاربت سے پہلے (۱۱) کسی بھی مجلس خیر میں جانے سے پہلے (۱۲) بھوک پیاس لگنے کے وقت (۱۳) موت کے آثار پیدا ہو جانے سے پہلے (۱۴) سحری کے وقت (۱۵) کھانا کھانے سے قبل (۱۶) سفر میں جانے سے قبل (۱۷) سفر سے آنے کے بعد (۱۸) سونے سے قبل۔

[الترغیب الترہیب]

غسل

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کا غسل فرماتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے پھر بائیں ہاتھ سے مقام استنجا کو دھوتے اور داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے۔ (یہ ہاتھ سے پانی ڈالنا ایسی حالت میں تھا کہ کوئی چھوٹا برتن پانی لینے کے لیے نہ تھا) پھر وضو کرتے۔ اسی طرح جس طرح نماز کے لیے وضو فرمایا کرتے تھے۔ پھر پانی لیتے اور بالوں کی جڑوں میں انگلیاں ڈال کر وہاں پانی پہنچاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ ﷺ یہ سمجھتے کہ آپ ﷺ نے سب میں پوری طرح پانی پہنچا لیا ہے تو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے تھے اس کے بعد سارے بدن پر پانی بہاتے پھر دونوں پاؤں دھوتے۔ [صحیح بخاری و صحیح مسلم]

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اسی طرح کی حدیث حضرت میمونہ ؓ سے بھی روایت کرتے ہیں جس میں حضرت میمونہ ؓ یہ اضافہ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ ﷺ کو رومال

دیا تو آپ ﷺ نے اس کو واپس فرما دیا۔ صحیحین ہی کی دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رومال استعمال کرنے کی بجائے آپ ﷺ نے جسم پر پانی سونت کر جھاڑ دیا۔ [حدیث بخاری و مسلم]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ان حدیثوں سے رسول اللہ ﷺ کے غسل کی پوری تفصیل معلوم ہو جاتی ہے یعنی آپ ﷺ سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دو تین دفعہ دھوتے تھے (کیونکہ ان ہاتھوں کے ذریعے ہی پورے جسم کو غسل دیا جاتا ہے) اس کے بعد آپ ﷺ مقام استنجا کو بائیں ہاتھ سے دھوتے تھے اور داہنے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتے تھے اس کے بعد بائیں ہاتھ کو مٹی سے مل مل کر رگڑ رگڑ کر خوب مانجھتے اور دھوتے تھے پھر اس کے بعد وضو فرماتے تھے۔ جس کے ضمن میں تین تین دفعہ کلی کرتے اور ناک میں پانی لے کر اس کی اچھی طرح صفائی کر کے منہ اور ناک کے اندرونی حصہ کو غسل دیتے تھے اور حسب عادت ریش مبارک میں خلال کر کے اس کے ایک ایک بال کو غسل دیتے تھے اور بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچاتے تھے۔ اس کے بعد اسی طرح سر کے بالوں کو اہتمام سے دھوتے تھے اور ہر بال کی جڑ تک پانی پہنچانے کی کوشش کرتے تھے اس کے بعد باقی سارے جسم کو غسل دیتے تھے پھر غسل کی اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں کو پھر دھوتے تھے (غالباً آپ ﷺ یہ اس لیے کرتے تھے کہ غسل کی وہ جگہ صاف اور پختہ نہیں ہوتی تھی)۔ [معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حائضہ عورت اور جنبی آدمی قرآن پاک میں سے کچھ بھی نہ پڑھے۔ یعنی قرآن مجید جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس کلام ہے اس کی تلاوت ان دونوں کے لیے ممنوع ہے۔ [معارف الحدیث، جامع ترمذی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جسم کے ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے اس لیے غسل جنابت میں بالوں کو اچھی طرح دھونا چاہیے (تا کہ جسم انسانی کا وہ حصہ جو بالوں سے چھپا رہتا ہے پاک صاف ہو جائے) اور جلد کا جو حصہ ظاہر ہے۔ (جس پر بال نہیں ہیں) اس کو بھی اچھی طرح دھونا اور صاف کرنا چاہیے۔

[سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث]

جن صورتوں میں غسل کرنا سنت ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر مسلمان پر حق ہے (یعنی اس کے لیے ضروری ہے) کہ ہر ہفتہ کے سات

دنوں میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) غسل کرے اس میں اپنے سر کے بالوں کو اور سارے جسم کو اچھی طرح دھوئے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص جمعہ کے دن (نماز جمعہ کے لیے) وضو کر لے تو بھی کافی ہے اور ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل کرنا افضل ہے۔ [مسند احمد، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، معارف الحدیث]

وضو کے بعد حضور ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَشْهَدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بلا شبہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! تو مجھے خوب زیادہ پاکی حاصل کرنے والوں میں شامل فرما اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما اور ان لوگوں میں شامل فرما جن کو (قیامت کے دن) نہ کسی کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

سنن نسائی میں مروی ہے کہ وضو کے بعد آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

ترجمہ: اے اللہ تو پاک ہے اور میں تیری تعریف بیان کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ [زاد المعاد]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کے وقت حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ سے وضو کرتے وقت سنا کہ آپ ﷺ دعا کر رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت دے۔

مستورد بن شداد ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جب وضو کر فرماتے تھے تو ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی (چھنگلی) سے پاؤں کی انگلیوں کو (یعنی ان کے درمیانی حصہ کو) ملتے تھے (یعنی خلال فرماتے تھے)۔ [جامع ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، معارف الحدیث]

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب وضو فرماتے تو ایک ہاتھ سے پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے ریش مبارک کے اندرونی حصہ میں پہنچاتے اور اس سے ریش مبارک میں خلال فرماتے (یعنی ہاتھ کی انگلیاں اس کے درمیان سے نکالتے) اور فرماتے کہ میرے رب نے مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ [معارف الحدیث، سنن ابی داؤد]

وضو میں حضور ﷺ پانی اچھی طرح استعمال فرماتے لیکن پھر بھی امت کو پانی کے استعمال میں اسراف سے پرہیز کی تلقین فرماتے۔ [زاد المعاد]

وضو کی سنتیں اور اس کے آداب: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اے ابو ہریرہ ؓ جب تم وضو کرو تو بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ لیا کرو (اس کا اثر یہ ہوگا کہ) جب تک تمہارا یہ وضو باقی رہے گا اس وقت تک تمہارے محافظ فرشتے (یعنی کاتبین اعمال) تمہارے لیے برابر نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ [معجم صغیر طبرانی، معارف الحدیث]

لقیط بن صبرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وضو کی بابت بتائیے۔ (یعنی یہ بتائیے کہ کن باتوں کا وضو میں مجھے خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیے) آپ ﷺ نے فرمایا (ایک تو یہ کہ) پورا وضو خوب اچھی طرح اور کامل طریق سے کیا کرو۔ (جس میں کوئی کمی کسر نہ رہے) اور (دوسرے یہ کہ) ہاتھ پاؤں دھوتے وقت اس کی انگلیوں میں خلال کیا کرو اور (تیسرے یہ کہ) ناک کے نتھنوں میں پانی چڑھا کے اچھی طرح ان کی صفائی کیا کرو۔ الا یہ کہ تم روزے سے ہو۔ (یعنی روزے کی حالت میں ناک میں پانی زیادہ نہ چڑھاؤ)۔ [معارف الحدیث، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی]

حضور ﷺ اکثر خود ہی وضو کر لیتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ دوسرا آدمی پانی ڈال دیتا۔ [زاد المعاد]

وضو پر وضو: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے طہارت کے باوجود (یعنی وضو ہونے کے باوجود تازہ) وضو کیا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ [جامع ترمذی]

آنحضرت ﷺ نماز میں اکثر نیا وضو فرماتے اور کبھی کبھی نمازیں ایک ہی وضو میں پڑھ لیتے۔ [زادالمعاد]

وضو کا مسنون طریقہ: وضو کرنے والے کو چاہیے کہ وضو سے پہلے نیت کرے کہ نماز کے لیے وضو کر رہا ہوں (اس سے ثواب بڑھ جاتا ہے) وضو کرتے وقت قبلہ رخ کسی اونچی جگہ بیٹھے تا کہ پانی کی چھینٹیں نہ پڑیں۔ پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر وضو شروع کرے بعض روایات میں اس طرح ہے کہ پڑھے۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْإِسْلَام

۲۔ پھر دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین بار دھوئے۔

۳۔ پھر مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملے اور تین بار کلی کرے۔ اسی طرح کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔ (البتہ اگر روزہ ہو تو غرارہ نہ کرے کہ پانی حلق میں چلا جائے)۔

۴۔ پھر تین بار ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے (اگر روزہ ہو تو جتنی دور نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے)۔

۵۔ پھر تین بار منہ دھوئے۔ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک۔ سب جگہ پانی بہہ جائے۔ دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے۔ کہیں سوکھا نہ رہے۔ چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرے۔ داڑھی کے نیچے سے انگلیوں کو ڈال کر خلال کرے۔

۶۔ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے۔ پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے عورت اگر انگوٹھی یا چوڑی جو کچھ پہنے ہو اس کو ہلا لے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے۔

۷۔ پھر ایک بار سارے سر کا مسح کرے اور اس کے ساتھ دونوں کانوں کا مسح کرے۔ کان کے اندر کی طرف کلمہ کی انگلی سے اور کانوں کے اوپر انگوٹھوں سے مسح کرے، پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے (لیکن گلے کا مسح نہ کرے، یہ ممنوع ہے) کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے۔ [ترمذی، مشکوۃ]

۸۔ پھر داہنا پاؤں ٹخنہ سمیت تین بار دھوئے۔ پھر تین بار بایاں پاؤں ٹخنہ سمیت دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں میں خلال کرے۔ داہنے پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے۔ (یہ وضو کا مسنون طریقہ ہے) [بہشتی زیور]

وضو کے متعلق مسائل: اعضائے وضو کو خوب مل مل کر دھونا چاہیے۔

وضو مسلسل کرنا چاہیے یعنی ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں وقفہ اور تاخیر نہ ہونا چاہیے۔ وضو ترتیب وار کرنا سنت ہے۔

وضو کے درمیان یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

جب وضو کر چکے یہ دُعا پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

پھر یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ

[ترمذی، بہشتی زیور]

تیمم: حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تیمم (کی حقیقت، ہاتھ کا پاک زمین پر) دو مرتبہ مارنا ہے ایک بار چہرے کے لیے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے۔ [مستدرک حاکم]

حضور نبی کریم ﷺ ہر نماز کے لیے جداگانہ تیمم نہ فرماتے نہ آپ ﷺ نے کبھی اس کا حکم دیا بلکہ تیمم کو بالکل وضو کا قائم مقام فرمایا ہے۔

تیمم کا طریقہ امام اعظم، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا۔ ایک بار چہرے کے لیے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے۔ [مدارج النبوۃ]

مسئلہ: جس عذر سے وضو کے لیے تیمم جائز ہے اسی طرح غسل کے لیے بھی تیمم جائز ہے (جو غسل جنابت پر فرض ہوتا ہے) غسل کے تیمم کا بھی یہی طریقہ ہے۔ [بہشتی زیور]

مسئلہ: پاک مٹی اور ریت، پتھر اور چونا اور مٹی کے کچے اور پکے برتن جن پر روغن نہ ہو اور مٹی کی پکی اینٹیں اور کچی اینٹیں مٹی یا اینٹوں پتھر یا چونے کی دیوار، گیرو اور ملتانی مٹی پر تیمم کرنا جائز ہے۔

تیمم کے فرائض: (۱) نیت کرنا (۲) دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر منہ پر پھیرنا (۳) دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنی سمیت ملنا۔ [بہشتی زیور]

تیمم کا مسنون طریقہ: تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ اول نیت کرے کہ میں ناپاکی دور کرنے کے لیے تیمم کرتا ہوں۔ پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ پھر دونوں ہاتھ مٹی کے بڑے ڈھیلے پر مار کر انہیں جھاڑ دے۔ زیادہ مٹی لگ جائے تو اسے پھونک مار کر اڑا دے اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے۔ اگر ایک بال کے برابر بھی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمم صحیح نہ ہوگا۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مٹی پر مارے اور انہیں جھاڑ کر پہلے بائیں ہاتھ کی چاروں انگلیاں سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے سروں کے نیچے رکھ کر کھینچتا ہوا کہنی تک لے جائے۔ اس طرح لے جانے میں سیدھا ہاتھ نیچے کی جانب پھر جائے گا۔ پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سیدھے ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے انگلیوں تک کھینچتا ہوا لائے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے۔ اسی طرح سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھیرے پھر انگلیوں کا خلال کرے۔ اگر انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو اسے اتارنا یا ہلانا ضروری ہے۔ انگلیوں کا خلال کرنا بھی سنت ہے۔ وضو اور غسل دونوں کا تیمم کا یہی طریقہ ہے۔ [بہشتی زیور]

نماز کا اعادہ ضروری نہیں: حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ صحابہ ﷺ میں سے دو شخص سفر کو گئے۔ کسی موقع پر نماز کا وقت آ گیا اور ان کے ساتھ پانی نہ تھا اس لیے دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پانی بھی مل گیا، تو ایک صاحب نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھی اور دوسرے صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا۔ جب دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا ذکر کیا تو جن صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا ان سے آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک طریقہ اختیار کیا اور تم نے جو نماز تیمم کر کے پڑھی وہ تمہارے لیے کافی ہوگئی۔ (شرعی مسئلہ یہ ہے کہ ایسے موقع پر تیمم کر کے نماز پڑھ لینا کافی ہے) بعد میں وقت کے اندر پانی مل جانے پر بھی

اعادہ کی ضرورت نہیں اس لیے تم نے جو کیا ٹھیک مسئلہ کے مطابق کیا اور جن صاحب نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی تھی ان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں دوہرا ثواب ملے گا کیونکہ تم نے دوبارہ نماز پڑھی وہ نفل ہوگئی اللہ تبارک وتعالیٰ نیکیوں کو ضائع نہیں فرماتا۔ [سنن ابی داؤد]

نماز

حضرت عبداللہ بن قرط ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے اول جس چیز کا سوال بندہ سے ہوگا وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک اتری تو اس کے سارے اعمال ٹھیک اتریں گے اور وہ خراب نکلی تو اس کے سارے اعمال خراب نکلیں گے۔ [طبرانی اوسط، حیوۃ المسلمین]

حضرت عبادۃ بن الصامت ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے ان کے لیے اچھی طرح وضو کیا اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع وسجود بھی جیسے کرنا چاہیے ویسے ہی کیے اور خشوع کی صفت کے ساتھ ان کو ادا کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہیں کیا (اور نماز کے بارے میں کوتاہی کی) تو اس کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے گا تو اس کو بخش دے گا اور چاہے گا تو سزا دے گا۔ [معارف الحدیث، مسند احمد، سنن ابی داؤد]

پنجگانہ فرض نمازوں کے اوقات: حضرت بریدہ ﷺ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ان دونوں دن (آج اور کل) تم ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔ پھر (دوپہر کے بعد) جیسے ہی آفتاب ڈھلا۔ آپ ﷺ نے بلال ﷺ کو حکم دیا اور انہوں نے اذان دی۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ انہوں نے ظہر کی نماز کے لیے اقامت کہی (اور ظہر کی نماز پڑھی گئی) پھر (عصر کا وقت آنے پر) آپ ﷺ نے بلال ﷺ کو حکم دیا تو انہوں نے (قاعدہ کے مطابق پہلے اذان اور پھر) عصر کی نماز کے لیے اقامت کہی (اور عصر کی نماز ہوئی) یہ اذان اور پھر یہ نماز ایسے وقت ہوئی کہ آفتاب خوب اونچا اور پوری طرح روشن تھا۔ (یعنی اس کی روشنی میں وہ فرق نہیں پڑا تھا جو شام کو ہو جاتا ہے)۔ پھر آفتاب غروب ہوتے ہی آپ ﷺ نے بلال ﷺ کو حکم دیا تو انہوں نے مغرب کو قاعدے کے مطابق اذان کہی پھر اقامت کہی اور مغرب کی نماز ہوئی پھر جیسے

ہی شفق غائب ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی (قاعدے کے مطابق اذان کہی پھر) اقامت کہی اور (عشاء کی نماز پڑھی گئی) پھر رات کے ختم ہونے پر جیسے ہی صبح صادق نمودار ہوئی۔ آپ ﷺ نے بلال ﷺ کو حکم دیا اور انہوں نے فجر کی (قاعدے کے مطابق اذان کہی، پھر ا قامت کہی اور فجر کی نماز پڑھی گئی) پھر جب دوسرا دن ہوا۔ تو آپ ﷺ نے بلال ﷺ کو ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ظہر آج (تاخیر کر کے) ٹھنڈے وقت پڑھی جائے۔ تو آپ ﷺ کے حسب حکم انہوں نے ٹھنڈے وقت پر ظہر کی اذان پھر اقامت کہی اور خوب اچھی طرح ٹھنڈا وقت کر دیا۔ یعنی کافی تاخیر کر کے ظہر اس دن بالکل آخری وقت پڑھی گئی اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھی کہ آفتاب اگرچہ اونچا ہی تھا لیکن گزشتہ روز کے مقابلہ میں زیادہ موخر کر کے پڑھی اور عشاء تہائی رات گزر جانے کے بعد پڑھی اور فجر کی نماز اسفار کے وقت میں (یعنی دن کا اجالا پھیل جانے پر) پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا وہ صاحب کہاں ہیں جو نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کرتے تھے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تمہاری نمازوں کا مستحب وقت اس کے درمیان میں ہے جو تم نے دیکھا۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

نماز ظہر: حضرت ابوسعید خدری ر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی سخت ہو تو ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھا کرو۔ [صحیح بخاری]

نماز عشاء: حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور اکرم ﷺ عشاء کی نماز کے لیے اس وقت باہر تشریف لائے جب تہائی رات ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت کے لیے یہ وقت بھاری اور مشکل ہو جائے گا تو میں یہ نماز (ہمیشہ دیر کر کے) اسی وقت پڑھا کرتا کیونکہ اس نماز کے لیے ہمیشہ یہی وقت افضل ہے۔
[صحیح مسلم، معارف الحدیث]

نماز فجر: حضرت رافع بن خدیج ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز فجر اسفار میں ادا کرو۔ (یعنی صبح کا اجالا پھیل جانے پر یہ نماز پڑھو) کیونکہ اس میں زیادہ اجر وثواب ہے۔ [سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، دارمی، معارف الحدیث]

نماز میں تاخیر کی ممانعت: حضرت علی مرتضیٰ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

مجھ سے ارشاد فرمایا۔ علی! تین کام وہ ہیں جن میں تاخیر نہ کرنا۔

۱۔ نماز جب اس کا وقت آ جائے۔

۲۔ اور جنازہ جب تیار ہو کر آ جائے۔

۳۔ بے شوہر والی عورت جب اس کے لیے کوئی مناسب جوڑ مل جائے۔

[جامع ترمذی، معارف الحدیث]

سونے یا بھول جانے کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے تو: حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی نماز کو بھول گیا یا نماز کے وقت سو تا رہ گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے یا سو کے اٹھے اسی وقت پڑھ لے۔ [معارف الحدیث، صحیح بخاری و صحیح مسلم]

نماز میں تساہل: حضرت ابوذر غفاری ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، تمہارا کیا حال ہوگا اور کیا رویہ ہوگا جب ایسے (غلط کار اور خدا نا ترس) لوگ تم پر حکمران ہوں گے، جو نماز کو مردہ اور بے روح کریں گے۔ (یعنی ان کی نماز میں خشوع و خضوع اور آداب کے اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے بے روح ہوں گی) یا وہ نمازوں کو ان کے صحیح وقت کے بعد پڑھیں گے؟ میں نے عرض کیا تو آپ ﷺ کا میرے لیے کیا حکم ہے۔ یعنی ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم وقت آ جانے پر اپنی نماز پڑھ لو۔ اس کے بعد اگر ان کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع آئے تو ان کے ساتھ پڑھ لو۔ یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔ [صحیح مسلم]

دوسری نماز کا انتظار: ایک بار مغرب کی نماز کے بعد کچھ لوگ عشاء کی نماز کا انتظار کر رہے تھے نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ اس قدر تیز چل کر آئے کہ آپ ﷺ کی سانس پھول گئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، لوگو! خوش ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھول کر تمہیں فرشتوں کے سامنے کیا اور فخر کے طور پر فرمایا دیکھو! یہ میرے بندے ایک نماز ادا کر چکے اور دوسری نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ [ابن ماجہ]

جمع بین الصلواتین: بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس کے غیر وقت میں کوئی نماز پڑھی ہو۔ مگر مغرب و عشاء کی دو نمازوں جن کو مزدلفہ میں جمع فرمایا اور احادیث میں

عرفات میں ظہر وعصر کی نمازیں بھی جمع فرمانا مروی ہے اور یہ جمع بر بنائے مناسک حج تھی، نہ کہ سفر کی وجہ سے اور جامع الاصول میں بروایت ابوداؤد ﷺ، حضرت ابن عمر ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی سفر میں مغرب وعشاء کو ملا کر نہیں پڑھا مگر ایک مرتبہ یہ جمع بین الصلوٰتین کے معنی یہ ہیں کہ پہلی نماز کو اتنا موخر کیا جائے کہ اسے اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور دوسری نماز میں اتنی تعجیل کی جائے کہ اسے اس کے شروع وقت میں پڑھا جائے اور بعض اسے جمع صوری کا نام دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ ظاہر صورت میں تو جمع ہے مگر در حقیقت جمع نہیں ہے اور یہی وہ صورت ہے جس پر احناف سفر میں جمع کا اطلاق کرتے ہیں۔ [مدارج النبوۃ]

جامع الاصول میں ابوداؤد سے بروایت نافع اور عبداللہ بن واقدی مروی ہے کہ ایک بار سفر میں حضرت ابن عمر ﷺ سے موذن نے کہا الصلوٰۃ ابن عمر ﷺ نے فرمایا چلتے رہے، یہاں تک کہ غروب شفق سے پہلے اترے اور نماز مغرب ادا کی اس کے بعد انتظار کیا یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو سفر میں جلدی ہوتی تو آپ ﷺ یہی فرماتے اور یہی حکم دیتے جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ [مدارج النبوۃ]

نماز کے اوقات ممنوعہ: حضرت عقبہ بن عامر ﷺ فرماتے ہیں کہ تین وقتوں میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور انہی اوقات میں مردوں کو دفن کرنے سے بھی یعنی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ (۱) طلوع آفتاب کے وقت (۲) زوال کے وقت (۳) غروب آفتاب کے وقت [مسلم]

حضور نبی کریم ﷺ کی نماز

احادیث میں روایات ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس تکبیر تحریمہ کے ساتھ دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور اس کے بعد ہاتھ باندھ لیتے اس طرح کے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھتے۔ ہاتھ باندھنے کے بعد ثناء پڑھتے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ....الخ

اس کے بعد اَعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھتے، اس کے بعد بسم اللہ

الرحمن الرحیم پڑھتے۔ پھر اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھتے اور اس کے آخر میں آمین کہتے۔

(امام اعظم رحمہ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں آمین آہستہ کہنا ہے)

سیدنا عمر ﷺ سے روایت ہے کہ امام چار چیزوں میں اخفاء کرے۔ یعنی آہستہ سے کہے۔ تعوذ۔ تسمیہ۔ آمین اور سبحانك اللّٰهم......الخ

پھر حضور ﷺ سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھتے۔

پھر آپ ﷺ جب اس قراءت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے (جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہتے)

اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لمن حَمِدَہ فرماتے۔

رکوع میں دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر خوب جماتے اور انگلیوں کو کھول کر رکھتے (علماء فرماتے ہیں کہ نماز میں انگلیوں کی تین حالتیں ہیں، ایک رکوع کی حالت میں کھول کر رکھنا چاہیے دوسرے سجدے کی حالت میں انگلیوں کو ملا کر رکھنا چاہیے۔ تیسرے تمام حالتوں میں انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑ نا خواہ قیام کی حالت ہو یا تشہد کی ہو)۔

حضور ﷺ رکوع میں بازوؤں کو پہلو سے دور رکھتے اور اپنی پشت کو سیدھا رکھتے اور سر کو اس کے برابر نہ نیچا کرتے اور نہ اٹھاتے اور تین بار سبحان ربی العظیم کہتے (یہ کم از کم ہے بسا اوقات آپ ﷺ اس سے زیادہ بھی کہتے تھے اور زیادہ مرتبہ کہنا طاق عدد میں افضل ہے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ میں اس وقت تک نہ جاتے جب تک کہ سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور حضور ﷺ سجدے اسی انداز سے کرتے۔ آپ ﷺ جب سجدے میں جاتے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھتے۔ اس کے بعد ہاتھوں کو رکھتے۔ پھر پہلے بینی (ناک) زمین پر رکھتے۔ پھر پیشانی مبارک رکھتے۔ سجدے میں بازوؤں اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھتے اتنا کہ بکری کا بچہ اس کے درمیان سے گزر سکتا تھا۔

سجدے میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو جب تک بالکل سیدھے نہ بیٹھ جاتے۔ دوسرا سجدہ نہ فرماتے۔ جب قیام طویل ہوتا تو رکوع وسجدہ اور جلسہ بھی طویل ہوتا اور جب قیام مختصر ہوتا تو یہ سب مختصر ہوتے۔ [مدارج النبوۃ]

آپ ﷺ ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے۔ [صحیح مسلم]

حضرت وائل ﷺ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ سے (قیام کے لیے)

کھڑے ہوتے تو رانوں اور گھٹنوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے اور اسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کھڑا ہو جائے اور حضرت عمر ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوتے وقت زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا ہے۔ (لیکن بحکم ضرورت زیادتی مشقت، کبرسنی اور کمزوری کے وقت زمین پر ٹیک لگانا جائز ہے) [مدارج النبوۃ]

اور جب حضور ﷺ تشہد میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور جب آخری رکعت کے بعد تشہد کے لیے بیٹھتے تو قعدہ اولیٰ کی طرح بیٹھتے اور جب تشہد پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ (اس کی صورت یہ ہے کہ چھنگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو ہتھیلی کے اندر جمع کرے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اور جب لا الہ کہے تو انگلی اٹھائے اور الا اللہ کہنے پر نیچے کرے)۔ [مدارج النبوۃ]

حضرت عبداللہ ابن مسعود ﷺ اور حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں تعلیم فرمائی کہ ہم ان الفاظ میں التحیات پڑھیں۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ء اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ [رواہ مسلم، معارف الحدیث]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی ﷺ سے مروی ہے کہ مجھے کعب بن عجرہ ﷺ ملے تو انہوں نے کہا کیا میں تمہیں ایک تحفہ جسے میں نے حضور ﷺ سے سنا پیش کر دوں میں نے کہا ہاں ضرور تو انہوں نے کہا حضور ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے ہمیں آپ ﷺ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو بتادیا لیکن ہم درود کس طرح بھیجیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ان الفاظ میں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ [بخاری و مسلم، معارف الحدیث]

ایک دوسرے صحابی حضرت ابومسعود انصاری ﷺ سے بھی قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے، جس میں ہے کہ جب حضور ﷺ سے درود کے متعلق دریافت کیا گیا کہ حضور ﷺ جب ہم نماز میں آپ ﷺ پر درود پڑھیں تو کس طرح پڑھیں تو آپ ﷺ نے مذکورہ درود شریف کی تلقین فرمائی۔ [مدارج النبوۃ]

طبرانی ابن ماجہ اور دار قطنی حضرت سہل ابن سعد ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز ہی نہیں جو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے۔ [مدارج النبوۃ]

درود شریف کے بعد اور سلام سے پہلے دُعا: مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کا ارشاد ہے کہ نمازی تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور اس کے بعد دُعا کرے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے تشہد کی تلقین والی حدیث کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے۔ یعنی نمازی جب تشہد پڑھ چکے تو جو دُعا اسے اچھی معلوم ہو اس کا انتخاب کرلے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے وہی دُعا مانگے۔

[معارف الحدیث]

درود شریف کے بعد نماز میں دُعا آنحضرت ﷺ سے تعلیماً بھی ثابت ہے اور عملاً بھی۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہوجائے تو اسے چاہیے کہ چار چیزوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگے۔ [مسلم]

حضور نبی کریم ﷺ درود شریف کے بعد یہ دُعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے قبر کے عذاب کی پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور موت وحیات کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور گناہ سے اور (بلاوجہ) تاوان بھگتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دُعا کی تعلیم اس طرح ہم کو دیتے تھے جس طرح قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ [مسلم، بخاری، مدارج النبوۃ]

نبی کریم ﷺ تشہد کے بعد (نماز کے آخر میں) داہنے اور بائیں سلام پھیرتے اور اپنی چشم مبارک نماز میں کھلی رکھتے تھے۔ بند نہ کرتے تھے۔ [صحیح المسلم، مدارج النبوۃ]

سجدہ سہو:

۱۔ نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔ [بہشتی زیور]

۲۔ اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جائے تو سجدہ کرنے سے نماز درست نہیں ہوگی پھر سے پڑھے۔ [رواہ المختار]

۳۔ سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کر داہنی طرف ایک سلام پھیر کے دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دُعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔ [فتاویٰ ہندیہ، شرح البدایہ]

اگر بھولے سے سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدہ سہو کر لیا۔ تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہوگئی۔ [شرح البدایہ، بہشتی زیور]

نماز کے بعد کے معمولات

حضور اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ جب سلام پھیرتے تو تین بار **استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ** کہتے اور پھر **اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ** (یعنی اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ سے ہی سلامتی ہے، اے بزرگی اور عزت والے تو برکت والا ہے) پڑھتے۔

صرف اتنا کہہ کی حد تک قبلہ رخ رہتے اور مقتدیوں کی طرف تیزی سے منتقل ہو جاتے اور اپنے دائیں یا بائیں جانب (رخ انور) پھیر لیتے اور ابن مسعود ؓ نے بتایا کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ کوئی بار بائیں رخ ہوجاتے دیکھا اور حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کثرت سے دائیں رخ پر دیکھا۔ [زاد المعاد]

نمازوں کے بعد کی خاص دعائیں: حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھتے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِىَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ [بخاری و مسلم، مشکوٰۃ]

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو تیرے عذاب سے مالداری نہیں بچا سکتی۔

امام نووی رحمہ اللہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى فرماتے ہیں کہ نماز میں سلام پھیرنے کے بعد تمام انواع ذکر پر روایت کردہ استغفار کو مقدم رکھنا چاہیے۔ اس کے بعد اللّٰھم انت السلام، الخ پڑھنا چاہیے پھر اس کے بعد مذکورہ بالا دُعا پڑھنا چاہیے۔ [مدارج النبوۃ]

حضور نبی کریم ﷺ دُعا کے بعد شروع میں اور کبھی دُعا کے درمیان میں اکثر ان الفاظ کا اضافہ فرماتے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ: اے ہمارے رب دنیا میں ہمیں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

حضرت ثوبان ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار استغفر اللّٰہ کہتے پھر مذکورہ بالا دُعا پڑھتے۔ [مسلم، معارف الحدیث]

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوجاتے تو اپنا داہنا ہاتھ سر پر پھیرتے اور فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمِ ط اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ [بزار، طبرانی، ابن سنی، حصن حصین]

ترجمہ: میں نے اللہ کے نام کے ساتھ نماز ختم کی، جس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) جو رحمٰن و رحیم ہے اے اللہ تو مجھ سے فکر اور رنج کو دور فرما۔

حضور اکرم ﷺ کا ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھنا بھی آیا ہے اور یہ حدیث حد درجہ صحیح ہے اور ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنا بھی آیا ہے۔ اس میں فضل عظیم ہے۔ [مدارج النبوۃ]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دُعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور فقر و فاقہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

[جامع ترمذی]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شام یا صبح ہوتی تو رسول اللہ ﷺ یہ دُعا ضرور فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ فِیْ اَهْلِیْ وَمَالِیْ

ترجمہ: اے میرے اللہ میں اپنے دین و دنیا اور اپنے اہل و مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا طلب گار ہوں۔ [معارف الحدیث]

حضور ﷺ کی نماز کی کیفیت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اس درجہ نوافل پڑھا کرتے تھے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ کسی نے عرض کیا کہ جب آپ ﷺ پر اگلے پچھلے سب گناہوں کی معافی کی بشارت نازل ہو چکی ہے تو پھر آپ ﷺ اس درجہ مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا

کہ جب حق تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر اتنا انعام فرمایا تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

[شمائل ترمذی]

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ [خصائل نبوی]

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا حضور ﷺ خواب استراحت سے بیدار ہوئے مسواک کی اور وضو کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو گئے تو میں بھی نماز کے لیے حضور ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع فرمائی تو کوئی رحمت والی آیت ایسی نہ گزری جس میں حضور ﷺ نے توقف کر کے خدا کے حضور رحمت کی درخواست نہ کی ہو اور ایسی کوئی عذاب والی آیت نہ گزری جس میں حضور ﷺ نے توقف کر کے خدا کے حضور اس کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو۔ (نفلی نمازوں میں اس طرح رک رک کر دُعا کرنا جائز ہے، بشرطیکہ عربی میں ہو۔ لیکن فرض نمازوں میں ایسا کرنا درست نہیں، پھر آپ ﷺ نے قیام کے برابر طویل رکوع فرمایا اور پڑھا۔

سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْعَظْمَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ٥

پھر رکوع سے سر مبارک اٹھا کر اتنا ہی قیام فرمایا اور اس میں بھی یہی کلمات پڑھے۔ اس کے بعد سجدہ کیا اور اس میں بھی یہی کلمات پڑھے۔ پھر دونوں سجدوں کے درمیان جلوس فرمایا اور اس میں بھی اسی کے مانند کلمات ادا فرمائے۔ اس کے بعد بقیہ رکعتوں میں سورہ آل عمران سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ تلاوت فرمائی۔ [شمائل ترمذی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ایک رات تہجد میں ایک ہی آیت کا تکرار فرماتے رہے وہ آیت یہ تھی۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(المائدہ)

ترجمہ: اگر آپ ان کو عذاب دیں تو بے شک وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ انہیں معاف فرما دیں تو آپ ہی زبردست حکمت والے ہیں۔ [خصائل نبوی]

حضور ﷺ کی خاص نمازیں: حدیث: حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ حضور اقدس ﷺ کی کوئی عجیب ترین بات سنائیں انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی کون سی بات ایسی تھی جو عجیب ترین نہ تھی اس کے بعد فرمانے لگیں۔

ایک رات کا قصہ ہے کہ سونے کے لیے مکان پر تشریف لائے اور میرے پاس لحاف میں لیٹ گئے۔ لیٹتے ہی تھوڑی سی دیر میں فرمایا کہ چھوڑ و تا کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں یہ فرما کر کھڑے ہو گئے۔ وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی اور رونا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ سینہ مبارک تک آنسو بہہ کر آنے لگے اس کے بعد رکوع کیا اس میں بھی روتے رہے۔ پھر سجدے سے اٹھے اور روتے رہے غرض صبح تک یہی کیفیت رہی حتی کہ بلال رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے لیے بلانے کو آ گئے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس قدر کیوں روئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو آپ ﷺ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اس کے بعد ارشاد فرمایا میں ایسا کیوں نہ کرتا حالانکہ آج مجھ پر یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تک سورۂ آل عمران کے آخری دو رکوع کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ [خصائل نبوی، مدارج النبوۃ]

نماز تہجد و وتر: حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اقدس ﷺ کی رات کی نماز یعنی تہجد و وتر کے متعلق دریافت کیا کہ حضور ﷺ کا کیا معمول تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ عشاء کی نماز کے بعد رات کے اول حصہ میں استراحت فرماتے تھے اس کے بعد تہجد پڑھتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آخری شب ہو جاتی تھی تب وتر پڑھتے اس کے بعد اپنے بستر پر تشریف لے آتے۔ اگر رغبت ہوتی تو اپنے اہل کے پاس تشریف لے جاتے۔ پھر صبح کی اذان کے بعد فوراً اٹھ کر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر نماز کے لیے مسجد تشریف لے جاتے۔ [شمائل ترمذی]

شعبان کی پندرھویں شب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس اس وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور بتایا آج کی رات شعبان کی پندرہویں رات ہے اس رات کو حق تبارک وتعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر مخلوق کو جہنم سے آزاد کریں گے۔ البتہ مشرک اور کینہ پرور اور قطع رحمی کرنے والے اور ٹخنہ سے نیچے لنگی پہننے والے نیز والدین کی نافرمانی کرنے والے، ہمیشہ شراب نوشی کرنے والے پر حق تبارک وتعالیٰ نظر عنایت نہ فرمائے گا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے کپڑے اتارے اور فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تم آج رات

عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو (اجازت حاصل کرنے کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ رات بھر عبادت کرنے کا معمول نہ تھا بلکہ کچھ حصہ ازواج مطہرات کی دلجوئی اور دل جمعی کے لیے بھی مخصوص تھا یہ اس رات نہ ہوسکا) میں نے عرض کیا ہاں ہاں میرے والدین آپ ﷺ پر قربان۔ چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز شروع فرمادی۔ پھر ایک لمبا سجدہ کیا۔ حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں خدانخواستہ آپ ﷺ کی روح قبض نہیں ہوگئی۔ میں کھڑی ہوکر ٹٹولنے لگی اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے تلووں پر رکھا۔ آپ ﷺ میں کچھ حرکت ہوئی جس سے میں مسرور و مطمئن ہوگئی۔ میں نے سنا کہ آپ ﷺ سجدے میں یہ پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

ترجمہ: میں پناہ چاہتا ہوں آپ کے عفو و درگزر کے ذریعہ آپ کے عذاب سے اور پناہ چاہتا ہوں آپ کی رضا کے ذریعے آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں آپ ہی سے آپ باعظمت ہیں اور میں آپ کی شایان شان تعریف نہیں کرسکتا۔ آپ ویسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی ثناء فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ صبح کو ان کلمات دعائیہ کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا تم ان کو سیکھ لو اور اوروں کو سکھاؤ۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے یہ کلمات سکھائے ہیں اور کہا ہے کہ میں انہیں سجدے میں بار بار پڑھا کروں۔ [بیہقی، مشکوٰۃ، الترغیب والترہیب]

اوراد مسنونہ صبح وشام

حضرت مسلم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خصوصیت کے ساتھ تلقین فرمائی کہ جب تم مغرب کی نماز ختم کرو تو کسی سے بات کرنے سے پہلے سات دفعہ یہ دُعا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ مجھے دوزخ سے پناہ دے۔

تم نے مغرب کے بعد اگر یہ دُعا کی اور اسی رات میں تم کو موت آگئی تو دوزخ سے تمہارے بچاؤ کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

اور اسی طرح جب تم صبح کی نماز پڑھو تو کسی آدمی سے بات کرنے سے پہلے سات دفعہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور عرض کرو:

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ مجھے دوزخ سے پناہ دے۔

اگر اس دن تمہاری موت ہو گی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے تم کو دوزخ سے بچانے کا حکم ہو جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، زاد المعاد)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین تین بار یہ دُعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

ترجمہ: اللہ کے نام سے ہم نے صبح کی (یا شام کی) جس کے نام کے ساتھ آسمان یا زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

وہ اس دن اور رات ہر بلا سے محفوظ و مامون رہے گا اور تین بار یہ دُعا مانگے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

ترجمہ: میں اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں اس کی ہر مخلوق کے شر سے۔ (ادب المفرد، ابن حبان، حاکم)

نماز فجر کے بعد اور رات میں

(۱) سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ آیت الکرسی ایک مرتبہ

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ آخر آیت فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ تک ایک مرتبہ

(۲) سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی اور اس کے ساتھ والی آیتیں پانچوں نمازوں کے بعد پڑھ لیا کرے تو جنت اس کا ٹھکانہ ہو اور خطیرۃ القدس میں رہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ روزانہ اس پر ستر مرتبہ نظر رحمت سے دیکھیں اور ستر حاجتیں اس کی پوری فرما دیں گے یعنی اس کی مغفرت ہے۔ [ابن سنی]

(۳) تین مرتبہ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیًّا وَّرَسُوْلاً

ترجمہ: میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر اور محمد ﷺ کو نبی اور رسول ماننے پر راضی ہوں۔

فضیلت: اس کے تین مرتبہ پڑھ لینے سے اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن اتنا انعام دیں گے کہ اس کا پڑھنے والا راضی ہو جائے گا۔ [حصن حصین]

(۴) حضرت عبداللہ بن خبیب ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا شام کو اور صبح کو (یعنی دن شروع ہونے اور رات شروع ہونے پر) تم قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین بار پڑھ لیا کرو۔ یہ ہر چیز کے لیے تمہاری کافی ہے۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ یُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ [از صحاح ستہ]

ترجمہ: سو تم اللہ کی پاکی بیان کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت اور تمام آسمانوں میں اور زمین میں اسی کے لیے حمد ہے اور زوال کے بعد بھی اور ظہر کے وقت بھی، وہ جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم اٹھائے جاؤ گے۔

فضیلت: رات کو پڑھے تو دن کے تمام اذکار کی کمی پوری کر دی جاتی ہے اور صبح کو پڑھے تو رات کے اوراد و افکار کی کمی پوری کر دی جاتی ہے۔ [صحاح ستہ]

عبداللہ بن غنام بیاضی ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ صبح ہونے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں عرض کرے۔

اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ نِعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ. [معارف الحدیث]

ترجمہ: اے اللہ اس صبح کے وقت جو بھی کوئی نعمت مجھ پر یا کسی بھی دوسری مخلوق پر ہے وہ صرف تیری ہی طرف سے ہے تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں تیرے ہی لیے حمد ہے اور تیرے ہی لیے شکر ہے۔

تو اس نے اس دن کی ساری نعمتوں کا شکر ادا کردیا اور جس نے شام ہونے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کیا تو اس نے رات کی نعمتوں کا شکر ادا کردیا۔ [معارف الحدیث]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ذکر ودعا کے وہ کلمے تعلیم فرمادیجئے جن کو میں صبح وشام پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو۔

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکَہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَ شِرْکِہٖ

ترجمہ: اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے غائب اور حاضر کے جاننے والے (آپ) ہر شے کے پروردگار اور اس کے مالک ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تم اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ دعا کیا کرو صبح کو اور شام کو اور سونے کے لیے بستر پر لیٹتے وقت۔ [سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، معارف الحدیث]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھ سے فرمایا اے معاذ رضی اللہ عنہ مجھے تجھ سے محبت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی آپ ﷺ سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو (اس محبت ہی کی بنا پر میں تجھ سے کہتا ہوں کہ) ہر نماز کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ دعا ضرور کیا کرو اور کبھی اسے نہ چھوڑو۔

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ

ترجمہ: اے میرے پروردگار۔ میری مدد فرما اور مجھے توفیق دے اپنے ذکر کی۔ اپنے شکر کی اور اپنی اچھی عبادت کی۔ [مسند احمد، سنن ابی داؤد، زاد المعاد، معارف الحدیث]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرما دیجئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یوں عرض کیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً کَثِیْراً وَّ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم

[بخاری و مسلم، مدارج النبوۃ]

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور اس میں شک نہیں کہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا، پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے بے شک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

تسبیحات شام وسحر

تسبیح فاطمہ: مسند امام احمد میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ کلمات اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سکھائے جب وہ ایک غلام طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا سوتے وقت تم ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اور ایک بار کہو۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ [مسلم، بخاری، ترمذی]

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

افراد امت کے لیے مستحب ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ کہا کریں اور سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے ایک بار مذکورہ دُعا کو پڑھ لیا کریں۔ [زادالمعاد]

جس نے نماز فجر و مغرب کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے کوئی بات کرنے سے پہلے دس مرتبہ پڑھا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے سب تعریف ہے اسی کے ہاتھ سے خیر ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے لیے یہ ورد نیکیوں کو قائم کرنے، بدیوں کو مٹانے اور درجات کی بلندی کے لیے عظیم تاثیر رکھتا ہے۔ [مدارج النبوۃ، زادالمعاد]

دیگر تسبیحات:

۱۔ سو مرتبہ صبح کے وقت اور سو مرتبہ شام کے وقت پڑھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

۲۔ صبح اور شام سو سو مرتبہ پڑھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

۳۔ سو مرتبہ روزانہ پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

۴۔ جب سونے کا ارادہ کرے تو یہ پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار

۵۔ جس وقت تہجد کے لیے اٹھے یہ پڑھے:

اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۱۰ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۱۰ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ ۱۰ بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ۱۰ بار

۶۔ ہر نماز کے بعد پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اَللّٰهُ اَکْبَر ۳۴ بار لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۱۰ بار

۷۔ ہر نماز کے بعد پڑھیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ سو بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سو بار اَللّٰهُ اَکْبَرُ سو بار

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ على الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. ایک بار

۹۔ بکثرت بلاتعداد و بلاتعین وقت پڑھیں۔[حصن حصین]

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

تسبیحات کا شمار: چونکہ تسبیحات کے پڑھنے کے لیے بعض مخصوص اعداد بھی وارد ہیں۔ان کے شمار کرنے کے لیے دو طریقے ہیں۔تسبیح سے گننا اور عقد انامل سے گننا یہ دونوں طریقے مسنون ہیں اور عقد انامل (انگلیوں کے حساب کا ایک طریقہ) حضور ﷺ کی قولی و فعلی حدیث سے ثابت ہے اس لیے اس میں زیادہ فضیلت ہے۔ [ازامداد رحمانی]

عقد انامل: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ انگلیوں پر کلمہ طیبہ اور تسبیحات کو گنا کرو کہ قیامت کے دن ان انگلیوں سے بھی محاسبہ ہوگا کہ اپنے اپنے اعمال بتائیں اور ان کو قوت گویائی عطا کی جائے گی اور حضور ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کہ آپ ﷺ کا نمونہ ہر چیز میں ہمارے سامنے ہے۔[شرح شمائل نبوی]

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ ﷺ کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ وہ تکبیر (اللہ اکبر) تقدیس سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ اور تہلیل لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تعداد کا خیال رکھا

کریں اور انہیں انگلیوں پر شمار کیا کریں فرمایا اس لیے کہ قیامت کے دن انگلیوں سے دریافت کیا جائے گا اور وہ بتلائیں گی کہ کتنی تعداد میں تکبیر، تقدیس اور تہلیل کی تھی۔ [حصن حصین، شمائل ترمذی]

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ [شمائل ترمذی، حصن حصین]

اوراد بعد نماز: واضح رہنا چاہیے کہ نماز کے بعد دعائیں اور اذکار جو متعدد حدیثوں میں آئے ہیں جیسے مذکورہ دُعائیں وغیرہ، انہیں نماز کے متصل بعد، فصل کے بغیر پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ متصل بعد کا مطلب یہ ہے کہ نماز اور ان دُعاؤں کے درمیان ایسی کسی چیز میں مشغول نہ ہو جو یادالٰہی کے منافی شمار ہوتی ہے اور اگر خاموش اتنی دیر رہے کہ اسے زیادہ نہ سمجھا جاتا ہو تو مضائقہ نہیں لہٰذا نماز سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ بھی طریق مذکور پر پڑھے اسے نماز کے بعد ہی کہا جائے گا۔

اب رہا یہ کہ سنت موکدہ کا فرض کے بعد پڑھنا کیا فرض اور اذکار و ادعیہ مذکورہ کے درمیان موجب فصل اور وجہ بُعدیت ہے یا نہیں۔ یہ بھی اس جگہ محل نظر ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ فصل نہ ہوگا اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ بعض دُعائیں اور اذکار جو نمازوں کے فوراً بعد پڑھے یہ اس کا متقاضی نہیں ہے کہ ان کو فرض سے ملائے۔ بلکہ ان کا مقام ان سنتوں کے بعد بغیر کسی مشغولیت کے ہے جو فرض کے تابع ہیں اور جو سنتیں فرض کے تابع نہیں ہیں وہاں فرض کے بعد متصل ہی پڑھنا کافی ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ فرض اور سنتوں کے درمیان بعض دُعاؤں اور اذکار سے فصل کرنا اختیاری ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ کسی مختصر دُعا اور ذکر سے فصل کرے اور جو دُعائیں اور اذکار طویل ہیں انہیں سنتوں کے بعد پڑھے۔

حضور ﷺ سے کسی ایسی دُعا و ذکر سے فصل جس کو مسجد میں ہمیشہ کرتے رہے ہوں جیسے آیۃ الکرسی اور تسبیحات کا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ (کبھی کبھی پڑھنا اور امر ہے) یہ گفتگو مداومت اور دوام پر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب امام ظہر، مغرب اور عشاء میں سلام پھیرے تو چونکہ ان فرائض کے بعد سنتیں ہیں، تو بیٹھ کرتاخیر کرنا مکروہ ہے۔ اسے لازم ہے کہ مختصر دعا کے بعد سنت کے لیے کھڑا ہو جائے اور وہ نمازیں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں وہاں اپنی جگہ قبلہ رو دیر تک بیٹھے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [مدارج النبوۃ]

انداز قراءت

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تلاوت میں ترتیل کا تھا۔ تیزی اور سرعت کے ساتھ تلاوت نہ فرماتے بلکہ ایک ایک حرف ادا کر کے واضح طور پر تلاوت فرماتے آپ ایک ایک آیت کی تلاوت وقفہ کر کے کرتے اور مد کے حروف کو کھینچ کر پڑھتے مثلاً رحمٰن اور رحیم کو مد سے پڑھتے اور تلاوت کے آغاز میں آپ شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتے اور پڑھتے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور گاہے گاہے یوں پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ

حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پر ٹھہرتے، پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پر وقف کرتے پھر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پر وقف کرتے۔ [شمائل ترمذی]

حضرت عبداللہ بن قیس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ حضور اقدس ﷺ قرآن مجید آہستہ پڑھتے تھے یا پکار کر۔ انہوں نے فرمایا کہ دونوں طرح معمول تھا۔ میں نے کہا الحمدللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر واحسان ہے جس نے ہر طرح سہولت عطا فرمائی۔

(کہ بمقتضائے وقت جیسا مناسب ہو آواز سے یا آہستہ جس طرح پڑھ سکے) [شمائل ترمذی]

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے ان سے ذکر کیا گیا کہ بعضے لوگ پورا قرآن ایک رات میں ایک دفعہ یا دو دفعہ پڑھ لیتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان لوگوں نے پڑھا بھی اور نہیں بھی پڑھا (یعنی الفاظ کی تلاوت تو کر لی، مگر اس کا حق ادا نہیں کیا) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام رات کھڑی رہتی تھی اور آپ ﷺ نماز میں سورۂ بقرہ، آل عمران اور سورۂ نساء پڑھتے تھے، سو آپ ﷺ کسی آیت پر جس میں خوف کا مضمون ہوتا نہیں گزرتے تھے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتے تھے اور امن کا سوال کرتے تھے۔ یعنی نفل نماز کے اندر ایسی آیتوں کے مضمون کے حق کو ادا کرنے میں اتنی دیر لگ جاتی تھی کہ تمام رات میں ایک منزل پڑھنے پاتے تھے۔ [مسند امام احمد]

۱۔ حضور اکرم ﷺ نوافل میں کبھی اتنا لمبا قیام فرماتے کہ قدم مبارک ورم کر آتے اور سینہ

مبارک میں سے ہانڈی کھولنے کی سی آواز آتی تھی (یہ خوف خدا تبارک وتعالیٰ کی وجہ سے ہوتا تھا)

۲۔ حضور ﷺ کو وہ عبادت زیادہ محبوب تھی جو ہمیشہ ادا ہو سکے۔ [بخاری]

۳۔ جب آپ ﷺ امام ہوتے تو ایسی ہلکی پھلکی نماز پڑھاتے جو مقتدیوں پر بار نہ ہوتی۔ [نسائی]

۴۔ اور جب تنہا نماز پڑھتے تو بہت طویل نماز پڑھتے۔ [نسائی]

اگر نماز نفل میں مشغول ہوتے اس وقت اگر کوئی شخص پاس آ بیٹھتا تو آپ ﷺ نماز مختصر کر دیتے اور اس کی ضرورت پوری کر دینے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہو جاتے۔

اگرچہ آپ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف توجہ تام اور قرب خصوصی حاصل تھا۔ آپ ﷺ نماز شروع کرتے تو طویل کر دیتے۔ پھر کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتے تو اس خیال سے مختصر کر دیتے کہ کہیں ماں پر بار نہ گزرے۔ [زادالمعاد]

آپ ﷺ کھڑے کھڑے، بیٹھ کر، لیٹ کر، وضو اور بغیر وضو (جنابت کے علاوہ) ہر حالت میں قرآن پاک پڑھ لیتے اور اس کی تلاوت سے منع نہ فرماتے اور آپ ﷺ بہترین انداز سے تلاوت فرماتے۔ [زادالمعاد]

حضرت سعد بن ہشام ﷛ حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے یاد نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سارا قرآن کسی ایک رات میں پڑھا ہو، یا ساری رات یعنی عشاء سے لے کر فجر تک نماز پڑھی ہو یا سوائے رمضان کے کسی مہینہ میں پورے مہینہ کے روزے رکھے ہوں۔ یعنی یہ باتیں آپ ﷺ نے کبھی نہیں کیں۔ [مسلم، مشکوٰۃ]

سواری پر نماز نوافل: نبی کریم ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نوافل سواری پر بھی پڑھ لیتے تھے خواہ جس طرف بھی اس کا رخ ہوتا رکوع وسجود اشاروں سے کرتے آپ ﷺ کا سجدہ بہ نسبت رکوع کے قدرے نیچا ہوتا تھا۔ [زادالمعاد]

سجدہ تلاوت: نبی کریم ﷺ تلاوت قرآن کے دوران جب کسی سجدہ کے مقام سے گزرتے (یعنی آیت سجدہ پڑھتے) تو تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے۔ [زادالمعاد]

سجدہ تلاوت واجب ہے: سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ ہے کہ **اللہ اکبر** کہہ کر سجدہ کرے اور **اللہ اکبر** کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے سجدہ میں کم از کم تین بار **سبحان ربی الاعلیٰ** کہہ کر پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھاتے۔

ہدایت: جو چیزیں نماز کے لیے مشروط ہیں وہی سجدۂ تلاوت کے لیے بھی مشروط ہیں۔یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ رخ ہونا۔ [بہشتی زیور]

سجدۂ شکر: آنحضرت ﷺ وصحابۂ کرام ﷺ کی سنت ہے کہ جیسا کہ حضرت ابوبکر ﷺ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو خوشی کی کوئی خبر ملتی یا کوئی خوشی کا کوئی واقعہ پیش آتا تو آپ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑتے تھے۔

[ابوداؤ دوترمذی، ماخوذ از مشکوۃ المصابیح ۱۳۱]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کو جب اپنے پروردگار کی طرف سے بشارت ملی کہ جس نے آپ ﷺ پر درود بھیجا میں اس پر رحم کروں گا اور جس نے آپ ﷺ پر سلام بھیجا میں اس پر سلام بھیجوں گا تو آپ ﷺ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ [زادالمعاد]

علامہ شامی رحمہ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔"جس شخص کو کوئی نعمت حاصل ہو یا تبارک وتعالیٰ اسے مال یا اولاد عطا فرمائے یا اس سے کوئی مصیبت دور ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر ادا کرے اور اس میں اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی حمد، تسبیح اور تکبیر پڑھے پھر اسی طرح سر اٹھالے جس طرح سجدۂ تلاوت میں اٹھایا جاتا ہے۔اس سلسلے میں بہت سی احادیث موجود ہیں اور حضرت ابوبکر ﷺ، حضرت ﷺ اور حضرت علی ﷺ سے بھی سجدۂ شکر بجالانا ثابت ہے۔یہ سجدۂ شکر سنت غیر مقصودہ ہے۔ [شامی: ص ۳۵۴رج ۱]

قراءت مختلف نمازوں میں: رسول اللہ ﷺ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملا کر پڑھتے اور صبح کی نماز میں قراءت کو ساٹھ آیتوں سے سوتک دراز کرتے کبھی سورۂ ق پڑھتے اور کبھی سورۂ روم میں پڑھتے اور کبھی قراءت میں تخفیف کرتے اور سفر میں معوذتین پڑھتے اور جمعہ کے دن فجر میں سورۂ "الٓمٓ تنزیل السجدہ" پہلی رکعت میں اور "هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ" دوسری رکعت میں پڑھتے اور نماز جمعہ میں سورۂ منافقون اور کبھی "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" یا سورۂ غاشیہ پڑھتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز میں باعتبار مصلحت وحکمت جو بھی وقت کا اقتضا ہوتا طویل یا قلیل سورتوں میں جو چاہتے پڑھتے۔جیسا کہ حضرت عمر ﷺ کی حدیث میں ہے اور جو یہ مشہور ومعمول ہے اور جس پر اکثر فقہاء کا عمل ہے کہ فجر وظہر میں طوال مفصل پڑھتے اور عصر وعشاء

میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھتے تو حضور ﷺ کا معمول اکثر اصول میں اسی طرح پر تھا۔ اس باب میں اخبار و آثار بکثرت ہیں۔ احناف کے نزدیک اس امر میں حضور اقدس ﷺ کی مداومت ثابت نہیں ہیں۔

احناف کے نزدیک کسی وقت کے ساتھ کسی سورت کو متعین کر لینا مکروہ ہے اور شیخ ابن الہمام نقل کرتے ہیں کہ یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ اس کو لازم سمجھے اور ان کے سوا کو مکروہ جانے۔ رسول اللہ ﷺ کی قراءت سے تبرک کی بناء پر تو کراہت نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کبھی کبھی ان کے علاوہ بھی پڑھا کرے، تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ جائز نہیں ہے۔ [مدارج النبوۃ]

فجر کی سنت میں قراءت: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی سنت کی دو رکعتوں میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھیں۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ یہ دونوں سورتیں کیسی اچھی ہیں کہ صبح کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

بعض احادیث میں دوسری سورتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔ [خصائل نبوی]

حضور ﷺ نماز فجر میں: ۱۔ سورۂ ق اور اس جیسی دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے اور بعد میں آپ ﷺ کی نماز ہلکی ہوتی تھی۔ [مسلم، معارف الحدیث]

۲۔ کبھی سورۂ وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ [التکویر، مسلم]

۳۔ کبھی سورۂ مومنون [مسلم]

۴۔ اور سورۂ اِذَا زُلْزِلَتِ [سنن ابی داؤد]

۵۔ عن ابن عباس ؓ سورۂ بقرہ کی آیات، قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا، الخ اور سورۂ آل عمران کی یہ آیات

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ. الخ

(مذکورہ بالا سورتوں کا پڑھنا بھی احادیث میں وارد ہے) [صحیح مسلم]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں الم تنزیل (یعنی سورۂ السجدہ) اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ (سورۃ الدھر) پڑھا کرتے تھے۔ [صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث]

ظہر وعصر: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھتے تھے اور عصر کی نماز میں بھی قریب قریب اتنی ہی بڑی سورت پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے کچھ طویل۔ [مسلم، معارف الحدیث]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی ایک سورت پڑھتے تھے اور آخری کی دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے۔
اور کبھی کبھی (سری نماز میں بھی ہماری تعلیم کی غرض سے) ایک آدھ آیت آپ اتنی آواز سے پڑھتے تھے کہ ہم سن لیتے تھے۔ آپ ﷺ پہلی رکعت میں طویل قراءت فرماتے تھے اور دوسری رکعت میں اتنی طویل نہیں فرماتے تھے اور اسی طرح عصر میں اور اسی طرح فجر میں آپ ﷺ کا معمول تھا۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

سنت ظہر: حضرت علی رضی اللہ عنہ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ بھی ان چار رکعتوں کو پڑھتے تھے اور ان میں طویل قراءت فرماتے تھے۔

ف: امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ان چار رکعتوں میں بھی یہ ہے کہ سورۂ بقرہ پڑھے ورنہ کوئی ایسی ہی سورت جو سو آیت سے زیادہ ہو تا کہ رسول اللہ ﷺ کا اتباع طویل قرأت میں ہو جائے۔

نماز عشاء: حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو عشاء کی نماز میں سورۂ وَالتِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ پڑھتے سنا اور میں نے آپ ﷺ سے زیادہ اچھی آواز والا کسی کو نہیں سنا۔
حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا کہ عشاء کی نماز میں۔ سورۃ وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا۔ سورۃ وَالضُّحٰی۔ سورۃ وَالَّیْلِ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھا کرو۔ [صحیح بخاری، مسلم، معارف الحدیث]

جمعہ اور عیدین کی نماز میں قراءت: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور هَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ پڑھا کرتے تھے اور اگر عید و جمعہ دونوں ایک دن جمع ہو جاتے تو آپ ﷺ دونوں نمازوں میں یہی دو سورتیں پڑھتے۔ [صحیح مسلم]

دوسری حدیث میں وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھنا بھی منقول ہے۔

سورۃ کاتعین: حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں تحریر فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض نمازوں میں کچھ مصالح اور فوائد کے پیش نظر بعض خاص سورتیں پڑھنا پسند فرمائیں لیکن قطعی طور پر نہ ان کاتعین کیا اور نہ دوسروں کو تاکید فرمائی کہ وہ ایسا ہی کریں۔ پس اس بارے میں اگر کوئی آپ ﷺ کی اتباع کرے اور ان نمازوں میں وہی سورتیں اکثر و بیشتر پڑھے تو اچھا ہے اور جوایسا نہ کرے تو اس کے لیے بھی کوئی مضائقہ اور حرج نہیں ہے۔

[معارف الحدیث]

نبی کریم ﷺ جمعہ اور عیدین کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں سورت متعین کر کے نہیں پڑھا کرتے تھے فرض نمازوں میں چھوٹی بڑی سورتوں میں کوئی ایسی سورت نہیں ہے جو آپ ﷺ نے نہ پڑھی ہو۔

اور نوافل میں ایک ایک رکعت میں دو سورتیں بھی آپ ﷺ پڑھ لیتے تھے لیکن فرض میں نہیں۔ معمولاً آپ ﷺ کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے بڑی ہوا کرتی تھی۔ قراءت ختم کرنے کے بعد ذرا دم لیتے پھر تکبیر کہتے اور رکوع میں چلے جاتے۔ [زادالمعاد]

حضرت سلمان بن یسار رحمۃ اللہ تعالیٰ تابعی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے زمانے کے امام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں نے کسی شخص کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو بہ نسبت فلاں امام کے۔''

حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ان صاحب کے پیچھے میں نے بھی نماز پڑھی ہے ان کا معمول یہ تھا کہ ظہر کی دو رکعتیں لمبی پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتیں ہلکی پڑھتے تھے اور عصر ہلکی ہی پڑھتے تھے اور مغرب میں قصار مفصل اور عشاء میں اوساط مفصل پڑھتے تھے اور فجر کی نماز میں طوال مفصل پڑھا کرتے تھے۔ [سنن نسائی]

تشریح: مفصل قرآن مجید کی آخری منزل کی سورتوں کو کہا جاتا ہے۔ یعنی سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک، پھر اس کے بھی تین حصے کیے گئے ہیں۔ حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک کی سورتوں کو ''طوال مفصل'' کہا جاتا ہے اور بروج سے لے کر سورہ لم یکن تک کی سورتوں کو ''اوساط مفصل'' اور لم

لیکن سے لے کر آخر تک کی سورتوں کو "قصارِ مفصل" کہا جاتا ہے۔ [معارف الحدیث]

اگر نماز کی پہلی رکعت میں سے کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے اور دوسری رکعت میں اس سورت کا باقی حصہ پڑھے تو بلا کراہت درست ہے اور اسی طرح اگر اول رکعت میں کسی سورت کا درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ پڑھے پھر دوسری رکعت میں کسی دوسری رکعت کا درمیانی یا ابتدائی حصہ پڑھے، یا کوئی پوری چھوٹی سورت پڑھے تو بلا کراہت درست ہے۔ [صغیری]

مگر اس کی عادت ڈالنا خلاف اولیٰ ہے، بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورت پڑھے۔ [بہشتی زیور]

سنت مؤکدہ

ام المومنین حضرت ام حبیبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات دن میں بارہ رکعتیں (علاوہ فرض نمازوں کے) پڑھے اس کے لیے جنت میں ایک گھر تیار کیا جائے گا۔ (ان بارہ رکعتوں کی تفصیل یہ ہے) چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث۔ شمائل ترمذی]

سنت فجر: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فجر کی دو رکعت سنت دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ [معارف الحدیث۔ صحیح مسلم]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اس کو چاہیے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

سنت ظہر: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں جب آپ ﷺ نے نہیں پڑھی ہوتیں تھیں تو آپ ﷺ ان کو ظہر سے فارغ ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔ [جامع ترمذی]

سنت مغرب و عشاء: دو رکعت سنت مغرب کے فرض کے بعد اور دو رکعت سنت عشاء کے فرض کے بعد آپ ﷺ نے کبھی ترک نہیں فرمایا۔ یہ سنت فرض سے فارغ ہوتے ہیں مختصر دُعا کے فوراً بعد متصل پڑھی جاتی ہیں۔

وتر (نماز واجب)

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک اور نماز تمہیں مزید عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے، جن کو تم دنیا کی عزیز ترین دولت سمجھتے ہو، وہ نماز وتر ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو تمہارے لیے نماز عشاء کے بعد سے طلوع صبح صادق تک مقرر کیا ہے۔ (یعنی وہ اس وسیع وقت کے ہر حصہ میں پڑھی جاسکتی ہے)۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس کو اندیشہ ہو کہ آخری رات میں وہ نہ اٹھ سکے گا (یعنی سوتا رہ جائے گا) تو اس کو چاہیے کہ رات کے شروع ہی میں یعنی عشاء کے ساتھ ہی وتر پڑھ لے اور جس کو اس کی پوری امید ہو کہ وہ تہجد کے لیے آخر شب میں اٹھ جائے گا تو اس کو چاہیے کہ وہ آخر شب ہی میں یعنی تہجد کے بعد وتر پڑھے۔ اس لیے کہ اس وقت کی نماز میں ملائکہ رحمت حاضر ہوتے ہیں اور وہ وقت بڑی فضیلت کا ہے۔ [معارف الحدیث، صحیح مسلم]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وتر سے سوتا رہ جائے (یعنی نیند کی وجہ سے اس کی نماز وتر قضا ہو جائے) یا بھول جائے تو جب یاد آئے یا جب وہ جاگے تو اسی وقت پڑھ لے۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، ابن ماجہ، معارف الحدیث]

حضور ﷺ کا معمول اکثر اوقات یہ تھا کہ آپ ﷺ وتر کو اخیر شب میں طلوع صبح صادق سے پہلے ادا فرماتے اور بعض اوقات اول شب یا درمیان شب میں ادا فرماتے اور اس کے بعد تہجد کے لیے اٹھتے تو وتر کا اعادہ نہ فرماتے۔

ترمذی میں حدیث ہے کہ فرمایا لَا وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔
"شیخ ابن الہمام شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ جس نے اول شب میں وتر کو پڑھ لیا اب اگر وہ تہجد کے لیے اٹھے تو وتر کا اعادہ نہ کرے۔" [مدارج النبوۃ]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں یعنی کبھی ابتدائی رات میں، کبھی درمیان میں اور کبھی آخری رات میں اور آپ ﷺ

کے وتر کی انتہارات کا آخری چھٹا حصہ تھا۔ [بخاری و مسلم، مشکوٰۃ]

حضرت عبداللہ بن ابی قیس ؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ وتر پڑھتے تھے، چار رکعتوں کے اور تین رکعتوں کے (یعنی سات رکعت) اور چھ اور تین (یعنی نو رکعت) اور آٹھ اور تین (یعنی گیارہ رکعت) اور دس اور تین (یعنی تیرہ رکعات) اور آپ ﷺ نے کبھی سات رکعت سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ وتر نہیں پڑھے۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

فائدہ: بعض صحابہ کرام ؓ تہجد اور وتر کے مجموعے کو بھی وتر ہی کہا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ کا طریقہ بھی یہی تھا۔ انہوں نے اس حدیث میں عبداللہ بن ابی قیس ؓ کے سوال کا جواب بھی اسی اصول پر دیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی تین رکعتوں سے پہلے تہجد کبھی صرف چار رکعت پڑھتے تھے، کبھی چھ رکعت، کبھی آٹھ رکعت اور کبھی دس رکعت، لیکن چار رکعت سے کم اور دس رکعت سے زیادہ تہجد پڑھنے کا آپ ﷺ کا معمول نہ تھا اور تہجد کی ان رکعتوں کے بعد آپ ﷺ وتر کی تین رکعت پڑھتے تھے۔ [معارف الحدیث]

حضرت ابن عباس ؓ سے ایک طویل روایت میں ہے کہ ایک رات انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور ﷺ نے دو دو رکعت پڑھی۔ معن رحمۃ اللہ علیہ جو اس روایت کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ چھ مرتبہ حضور ﷺ نے دو دو رکعت پڑھی گویا بارہ رکعت ہو گئی۔ (ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تہجد کی بارہ رکعتیں ہیں) پھر وتر پڑھ کر لیٹ گئے۔ صبح کی نماز کے لیے جب بلال ؓ بلانے آئے تو دو رکعت سنت مختصر قراءت سے پڑھ کر صبح کی نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ [شمائل ترمذی]

عبدالعزیز بن جریج تابعی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے دریافت کیا کہ:

رسول اللہ ﷺ وتر میں کون کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں آپ ﷺ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور کبھی معوذتین بھی پڑھ لیتے تھے۔ یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد]

اور جب وتر کا سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ پڑھتے اور تیسری مرتبہ آواز کو بلند فرماتے اور حروف کھینچ کر پڑھتے۔ [مدارج النبوۃ]

نماز وتر کی آخری تیسری رکعت میں بعد قراءت حنفیہ کے معمول میں یہ دعائے قنوت ہے۔

دُعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَ نَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ [بہشتی زیور]

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور جھپٹتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

جس کو دُعائے قنوت یاد نہ ہو وہ یہ پڑھ لیا کرے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

یا تین دفعہ یہ کہہ لے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ یا تین دفعہ یَارَبِّ کہہ لے تو نماز ہو جائے گی۔ [بہشتی زیور]

حضرت حسن بن علی ؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے چند کلمے تعلیم فرمائے ہیں جن کو میں قنوت وتر میں پڑھتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَ تَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَ بَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ

اِنَّهٗ لَا يُذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

ترجمہ: اے اللہ راہ دکھا مجھ کو ان لوگوں میں جن کو تو نے راہ دکھائی اور عافیت دے مجھ کو ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور کارسازی کر میری ان لوگوں میں جن کے آپ کارساز ہیں اور برکت دے اس چیز میں جو آپ نے مجھ کو عطا فرمائی اور بچا مجھ کو اس چیز کے شر سے جس کو آپ نے مقدر فرمایا، کیونکہ فیصلہ کرنے والے آپ ہی ہیں آپ کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور بے شک آپ کا دوست ذلیل نہیں ہو سکتا برکت والے ہیں آپ، اے ہمارے پروردگار اور بلند و بالا ہیں۔

[ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی]

بعض روایات میں اِنَّهٗ لَا يُذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ کے بعد وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ بھی وارد ہے۔

بعض روایات میں تَعَالَيْتَ کے بعد اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ بھی روایت کیا گیا ہے اور اس کے بعد وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ کا بھی اضافہ ہے۔ بعض علماء نے وتر میں پڑھنے کے لیے اسی قنوت کو اختیار فرمایا ہے۔

حنفیہ میں جو قنوت رائج ہے اس کو امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ علامہ شامی نے بعض اکابر احناف سے نقل کیا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ دُعا قنوت اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ......الخ کے ساتھ۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ والی قنوت بھی پڑھی جائے۔ [معارف الحدیث]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے وتر کے آخر میں یہ دُعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

ترجمہ: اے اللہ آپ کی رضا کے واسطے سے آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی معافی کے واسطے سے آپ کی سزا سے میں پناہ چاہتا ہوں اور آپ کی بھیجی ہوئی مصیبتوں اور عذابوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں میں آپ کی ایسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی خود آپ نے اپنی تعریف فرمائی۔

[سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، نسائی، ابن ماجہ]

وتر کے بعد نفل: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں اور پڑھتے تھے۔ [جامع ترمذی]

یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔
[معارف الحدیث]

اور حضور ﷺ وتر کے بعد دو رکعت نماز ہلکی ادا فرماتے اور اس میں **اذا زُلــزلــت الارض اور قل یا ایھا الکفرون** پڑھتے۔ [ابن ماجہ، مدارج النبوۃ]

وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا بعض علماء حدیثوں کی بنا پر افضل سمجھتے ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ مجھ کو کسی نے آپ ﷺ کے حوالے سے یہ بتایا تھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں مسئلہ وہی ہے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ہوتا ہے۔ لیکن میں اس معاملہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میرے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کا معاملہ جداگانہ ہے یعنی مجھے بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب بھی پورا ملتا ہے۔

چنانچہ اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ اصول اور قاعدہ یہی ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلے میں آدھا ہوگا۔ واللہ اعلم۔ [معارف الحدیث]

قیام لیل یا تہجد

فضیلت واہمیت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہمارا مالک اور رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے میں اس کو بخش دوں۔ [صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث]

نماز تہجد: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب راتوں کو تہجد کی

ہے۔ [معارف الحدیث]

حضرت عائشہ ﷺ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد (اس سے مراد آخر شب ہے) گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ یہ تہجد اور وتر کی نماز تھی پھر جب صبح ہو جاتی تھی دو رکعت خفیف پڑھتے تھے یہ صبح کی سنتیں ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کی رکعتیں طویل ہوتی تھیں۔ پھر ذرا راحت لینے کے لیے اپنے داہنے کروٹ پر لیٹ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ موذن آ کر نماز کی اطلاع دیتے تھے۔ [معارف الحدیث]

حضرت عریب بن حمید ﷺ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ ﷺ سے پوچھا کہ یہ بتلایئے کہ رسول اللہ ﷺ غسل جنابت اول شب میں فرماتے تھے یا آخر شب میں۔ فرمایا کبھی اول شب میں آپ ﷺ نے غسل فرمایا ہے اور کبھی آخر شب میں۔ میں نے کہا اللہ اکبر، اللہ تبارک وتعالیٰ مستحق حمد ہے۔ جس نے عمل میں وسعت فرمائی۔

پھر میں نے پوچھا یہ بتلایئے کہ رسول اللہ ﷺ اول شب میں وتر پڑھتے تھے یا آخر شب میں، انہوں نے فرمایا کبھی اول شب میں آپ نے وتر پڑھے ہیں کبھی آخر شب میں۔ میں نے کہا اللہ اکبر، اللہ تبارک وتعالیٰ مستحق ہے جس نے عمل میں وسعت فرمائی۔

پھر میں نے کہا بتلایئے کہ رسول اللہ ﷺ تہجد میں قرآن مجید جہر سے پڑھتے تھے یا آہستہ پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کبھی جہر سے پڑھتے تھے اور کبھی آہستہ میں نے کہا اللہ اکبر، اللہ تبارک وتعالیٰ مستحق حمد ہے۔ جس نے عمل میں وسعت عطا فرمائی۔ [شمائل]

نبی کریم ﷺ سے تہجد کی مختلف رکعات نقل کی گئی ہیں جو مختلف اوقات کے اعتبار سے ہیں کہ وقت میں گنجائش زیادہ ہوئی تو زیادہ پڑھ لیں، ورنہ کم پڑھ لیں۔ کوئی خاص تعین تہجد کی رکعات میں ایسا نہیں ہے جس سے کم وبیش جائز نہ ہوں۔ بسا اوقات نبی کریم ﷺ باوجود وسیع وقت ہونے کے بھی رکعات کم پڑھتے تھے البتہ ان میں قرآن پاک کی تلاوت زیادہ مقدار میں فرماتے تھے۔ [فضائل نبوی]

حضرت عائشہ ﷺ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ (زمانہ ضعف میں) نوافل میں قرآن شریف (چونکہ زیادہ پڑھتے تھے اس لیے) بیٹھ کر تلاوت فرماتے تھے اور جب رکوع کرنے میں

تقریباً تیس چالیس آیتیں رہ جاتی تھیں تو کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے اور رکوع میں تشریف لے جاتے اور کھڑے ہونے کی حالت میں رکوع فرماتے پھر سجدہ کرتے اور اسی طرح دوسری رکعت ادا فرماتے۔ [شمائل ترمذی]

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھتے تو رکوع وسجود میں بھی کھڑے ہونے کی حالت میں ادا فرماتے اور جب قرآن مجید بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع وسجود بھی بیٹھنے کی حالت میں ادا فرماتے۔ [شمائل]

تحقیق یہ ہے کہ رمضان المبارک میں حضور اکرم ﷺ کی نماز تہجد آپ ﷺ کی عادت مبارک ہی کے مطابق تھی اور وہ گیارہ رکعتیں تھی مع وتر (نماز تراویح اس کے علاوہ) [مدارج النبوۃ]

حضرت عائشہ ﷺ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا تہجد بوجہ سو رہنے یا کسی درد یا مرض کے سبب ناغہ ہو جاتا تو آپ ﷺ دن میں (بطور اس کی قضا کے) بارہ رکعت پڑھ لیتے تھے۔ [شمائل ترمذی]

نماز اشراق وچاشت اور دیگر نوافل: حضرت علی ﷺ نے فرمایا کہ صبح کے وقت جب آفتاب آسمان پر اتنا اونچا چڑھ جاتا جتنا اور پر عصر کی نماز کے وقت ہوتا ہے، اس وقت حضور اکرم ﷺ دو رکعت نماز اشراق پڑھتے تھے اور جب مشرق کی طرف اس قدر اونچا ہو جاتا، جس قدر ظہر کی نماز کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے۔ تو اس وقت چار رکعت چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔
[شمائل ترمذی]

اشراق: ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر سورج نکلنے تک (وہیں) بیٹھا رہا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا۔ پھر دو رکعتیں اشراق کی پڑھیں۔ (پھر مسجد سے واپس آیا) تو اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کی مانند اجر ملے گا، پورے حج اور عمرہ کا پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا۔ [حصن حصین]

نماز چاشت: اکثر علماء فرماتے ہیں کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اسے کبھی پڑھ لیا جائے اور کبھی چھوڑ دیا جائے۔ حضور اکرم ﷺ کی عادت کریمہ اکثر نوافل وتطوعات میں ایسی ہی تھی۔ (یعنی کبھی پڑھتے اور کبھی چھوڑ دیتے) اکثر صحابہ وتابعین ﷺ کا اسی طرح عمل تھا۔

نماز چاشت کی تعداد اکثر علماء مختلف بیان کرتے ہیں۔ کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ

آٹھ رکعت۔ حضور ﷺ سے اسی قدر نقل کی گئی ہیں اس نماز کی قراءت میں مشائخ کے اوراد میں سورۃ الشمس سورۃ الضحٰی سورۃ اللیل اور سورۂ الم نشرح مرقوم ہے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دُعا پڑھے۔ سومرتبہ پڑھنا بھی ماثور ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ [مدارج النبوۃ]

ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور میری توبہ قبول فرما بے شک آپ بہت توبہ قبول کرنے والے بخشنے والے ہیں۔

عصر سے قبل نوافل: حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہو اس بندہ پر جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔ [جامع ترمذی]

بعد مغرب نماز اوابین: حضرت عمار بن یاسر ﷺ کے صاحبزادے محمد بن عمار ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد عمار بن یاسر ﷺ کو دیکھا وہ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور بیان فرماتے تھے کہ میں نے اپنے حبیب ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو بندہ مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ وہ کثرت میں سمندر کے کف (جھاگ) کے برابر ہوں۔ [معجم طبرانی]

عشاء کی رکعتیں: عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے۔ پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت موکدہ پڑھے، پھر اگر جی چاہے تو دو رکعت نفل بھی پڑھ لے۔ اس حساب سے عشاء کی چھ رکعت سنت ہوئیں۔ [بہشتی زیور]

نماز سے متعلق بعض ہدایتیں

۱۔ حضرت عمر ﷺ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنا وِرد اور معمول رات کو پورا نہ کرے اس کو چاہیے کہ صبح کے بعد سے دوپہر تک کسی وقت پورا کر لے یہ ایسا ہی ہے گویا رات ہی کو پورا کر لیا۔ [مسلم، شمائل ترمذی]

۲۔ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورت شروع کرے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا مندوب ہے۔ اگر کوئی رکوع پڑھے تو بسم اللہ نہ پڑھنا چاہیے۔ [بہشتی زیور]

۳۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب امام سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہے تو تم مقتدی بھی آمین کہو جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ [صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث]

۴۔ فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہیے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونا چاہئیں۔ ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔

۵۔ دُعا کے لیے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے۔ [بہشتی زیور]

۶۔ داہنی طرف سلام پھیرنے میں آواز بلند اور بائیں طرف نسبتاً آہستہ ہونی چاہیے۔

[امام احمد، مدارج النبوۃ]

۷۔ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رکوع و سجود میں اطمینان (اعتدال) واجب ہے اور یہ وجوب دونوں سجدوں کے درمیان میں بھی شامل ہے۔ [مدارج النبوۃ]

نماز میں نگاہ کا مقام:

۸۔ نماز کے قیام کی صورت میں نگاہ سجدے کی جگہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر نگاہ رکھے، سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے۔ [بہشتی زیور]

۹۔ جب نبی کریم ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے تو سر جھکا لیتے۔ (امام احمد سے اس کو نقل کیا ہے) اور تشہد میں آپ ﷺ کی نگاہ اشارے کی انگلی سے نہ بڑھتی۔ (یعنی انگشت شہادت پر رہتی)۔ [زاد المعاد]

۱۰۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ اے انس! اپنی نگاہوں کو وہاں رکھو جہاں تم سجدہ کرتے ہو۔ ساری نماز میں۔ (یعنی حالت قیام میں)۔

[بیہقی، مشکوۃ]

۱۱۔ فرض نماز کے بعد سنتوں کو فرض کی جگہ کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ داہنے یا بائیں، یا آگے یا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو اور اگر گھر پر جا کر سنتیں پڑھے تو یہ افضل ہے۔ [مدارج النبوۃ]

گھر سے نوافل کا پڑھنا:

۱۲۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ نوافل مسجد میں پڑھنا افضل ہے یا گھر میں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے۔ جس کی وجہ سے مسجد کے آنے میں کسی قسم کی دقت یا رکاوٹ نہیں ہوتی (لیکن اس کے باوجود) فرائض کے علاوہ مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا بہ نسبت مسجد کے زیادہ پسند ہے۔ [شمائل ترمذی]

۱۳۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں کچھ نمازیں (نوافل وغیرہ) پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (کہ جس طرح قبروں پر نماز نہیں پڑھی جاتی تو گھروں میں بھی نماز نہ پڑھو)۔ [مشکوٰۃ]

عورت کی نماز:

۱۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز گھر کے اندر (دالان میں) بہتر ہے صحن کی نماز سے اور عورت کی نماز کوٹھڑی میں بہتر ہے کھلے ہوئے مکان سے۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

۱۵۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور ان کے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں اور جب وہ دس برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

نمازی کے آگے سے نکلنا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کے سامنے سے گزرنا جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو کس قدر گناہ رکھتا ہے تو وہ اپنا سو برس کھڑا رہنا، نمازی کے سامنے سے گزرنے سے زیادہ بہتر خیال کرے گا۔ [مشکوٰۃ، ابن ماجہ]

مرد و عورت کے طریقہ نماز میں فرق: عورتوں کی نماز کا طریقہ بھی وہی ہے جو مردوں کا ہے۔ صرف چند چیزوں میں فرق ہے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئیں اگر کوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک ہاتھ اٹھانا چاہئیں۔

۲۔ بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کی نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں اور عورتوں کو سینے پر۔

۳۔ مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہیے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔

۴۔ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر سرین اور پشت برابر ہو جاویں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہیے بلکہ صرف اسی قدر کہ جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵۔ مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیے ہوئے بلکہ ملا کر رکھنا چاہیے۔

۶۔ مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے جدا رکھنا چاہئیں اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

۷۔ مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہئیں اور عورتوں کو ملا کر رکھنا چاہیے۔

۸۔ مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنی چاہئیں اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

۹۔ مردوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیے اور عورتوں کو نہیں۔

۱۰۔ مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیے اور اپنے داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر دائیں طرف نکال دینا چاہیے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آ جائے اور دائیں پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

۱۱۔ عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قراءت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہیے۔ [بہشتی گوہر]

صلوٰۃ التسبیح اور دیگر نمازیں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا:

اے عباس، اے میرے چچا! کیا میں آپ کی خدمت میں ایک گراں قدر عطیہ اور ایک قیمتی تحفہ پیش کروں؟ کیا میں آپ کو ایک خاص بات بتاؤں؟ کیا میں آپ کے دس کام اور آپ کی دس خدمتیں کروں؟ (یعنی آپ کو ایک ایسا عمل بتاؤں جس سے آپ کو دس عظیم الشان منفعتیں حاصل ہوں۔ وہ ایسا عمل ہے کہ جب آپ اس کو کریں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے سارے گناہ معاف فرما دے گا)۔

(۱) اگلے بھی اور (۲) پچھلے بھی (۳) پرانے بھی اور (۴) نئے بھی (۵) بھول چوک سے ہونے والے بھی اور (۶) دانستہ ہونے والے بھی (۷) صغیرہ بھی اور (۸) کبیرہ بھی (۹) ڈھکے چھپے اور (۱۰) اعلانیہ ہونے والے بھی (وہ عمل صلوٰۃ التسبیح ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے) کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھیں، پھر جب آپ پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جائیں تو قیام کی حالت میں پندرہ (۱۵) دفعہ کہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر

پھر اس کے بعد رکوع کریں اور رکوع میں بھی رکوع کی تسبیحات کے بعد یہی کلمہ دس مرتبہ پڑھیں پھر رکوع سے اٹھ کر قومہ میں بھی ربنا لك الحمد کے بعد یہی کلمہ دس دفعہ کہیں۔ پھر سجدہ میں چلے جائیں اور اس میں سجدہ کی تسبیحات کے بعد یہ کلمہ دس دفعہ کہیں پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں۔ پھر دوسرے سجدے میں بھی یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں قیام سے پہلے دس مرتبہ پڑھیں۔ پہلی اور دوسری رکعت میں بغیر تکبیر کہے قیام کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ چاروں رکعتیں اسی طرح پڑھیں اور اس ترتیب سے ہر رکعت میں کلمہ پچھتر مرتبہ کہیں۔

(میرے چچا) اگر آپ سے ہو سکے تو روزانہ یہ نماز پڑھا کریں۔ اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو جمعہ کے دن پڑھ لیا کریں اور اگر آپ یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم زندگی میں ایک دفعہ ہی پڑھ لیں۔ (سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

نمازِ استخارہ

مسئلہ نمبر۱: جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے صلاح لے لے اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بے استخارہ کیے نہ کرے تو ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی اپنے کیے پر پشیمانی نہ ہوگی۔ [ردالمحتار جلد۱، صفحہ۷۱۸]

مسئلہ نمبر۲: استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے اس کے بعد خوب دل لگا کر یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ ج فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ (هٰذَا الْاَمْرَ) .... خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ

ترجمہ: اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے خیر مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے بڑے فضل کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کیونکہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے، اے اللہ اگر تیرے علم میں میرے لیے یہ کام میری دنیا اور آخرت میں بہتر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر فرما پھر میرے لیے اس میں برکت فرما اور اگر تیرے علم میں میرے لیے یہ کام دنیا و آخرت میں شر (اور برا ہے) تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے دور فرما اور میرے لیے خیر مقدر فرما، جہاں کہیں بھی ہو اس پر مجھے راضی فرما۔

اور جب هٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے (جو لفظ بریکٹ میں ہیں) تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا

دھیان کرے جس کا استخارہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد پاک صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے۔ جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہیے۔ [الدرالمختار ج نمبر ا، ص ۷۱۸]

مسئلہ نمبر ۳: اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے۔ اسی طرح سات دن تک کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی۔ [الدرالمختار ج نمبر ا، صفحہ ۷۱۸]

مسئلہ نمبر ۴: اگر حج فرض کے لیے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلانے دن جاؤں کہ نہ جاؤں۔ [صحیح بخاری، الدرالمختار ج نمبر ا، معارف الحدیث]

صلوٰۃ الحاجات: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ سے متعلق یا کسی آدمی سے متعلق (یعنی خواہ حاجت ایسی ہو جس کا تعلق براہ راست اللہ تبارک وتعالیٰ ہی سے ہو، کسی بندے کے واسطہ ہی نہ ہو، یا ایسا معاملہ ہو کہ بظاہر اس کا تعلق کسی بندے سے ہو۔ بہرصورت) اس کو چاہیے کہ وہ وضو کرے اور خوب اچھا وضو کرے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی کچھ حمد وثنا کرے اور اس کے نبی (علیہ السلام) پر درود پڑھے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْباً اِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمّاً اِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضاً اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآاَرْحَمَ الرَّا حِمِيْنَ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو حلیم و کریم ہے اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا رب ہے اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت کی واجب کرنے والی چیزوں کا اور ان چیزوں کا سوال کرتا ہوں جو تیری مغفرت کر ضروری کردیں اور بھلائی میں اپنا حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں اے ارحم الراحمین میرا کوئی گناہ بخشے بغیر اور کوئی رنج دور کیے بغیر اور کوئی

حاجت جو تجھے پسند ہو پوری کیے بغیر نہ چھوڑ۔ [معارف الحدیث رواہ الترمذی و ابن ماجہ]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مستقل معمول تھا اور دستور تھا کہ جب کوئی فکر آپ ﷺ کو لاحق ہوتی اور کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ ﷺ نماز میں مشغول ہو جاتے۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

نماز کسوف: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سورج گہن میں آ گیا تو رسول اللہ ﷺ ایسے خوف زدہ اور گھبرائے ہوئے اٹھے جیسے کہ آپ ﷺ کو ڈر ہو کہ اب قیامت آ جائے گی۔ پھر آپ ﷺ مسجد آئے اور آپ ﷺ نے نہایت طویل قیام اور ایسے ہی طویل رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھائی کہ کسی نے کبھی آپ کو ایسی طویل نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت قاہرہ کی یہ نشانیاں ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ ظاہر کرتا ہے یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ بندوں کے دلوں میں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف پیدا کرنے کے لیے ظاہر ہوتی ہیں۔ جب تم ایسی کوئی چیز دیکھو تو خوف و فکر کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کو یاد کرو اور اس سے دعا اور استغفار کرو۔
[صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث]

نماز استسقاء: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے لوگوں کو ساتھ لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس نماز میں دو رکعتیں پڑھیں اور قراءت بالجہر کی اور قبلہ رو ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور جس وقت آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف اپنا رخ کیا اس وقت اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا۔ [صحیح بخاری و مسلم۔ معارف الحدیث]

تسبیحات

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام کلموں میں افضل چار کلمے ہیں:

۱. سُبْحَانَ اللّٰهِ ۲. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

۳. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ٤. اَللّٰهُ اَكْبَرُ [صحیح مسلم]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے پھلکے، میزان اعمال میں بڑے بھاری ہیں اور خداوند مہربان کو بہت پیارے ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ [صحیح بخاری، معارف الحدیث]

ام المومنین حضرت جویریہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن نماز فجر پڑھنے کے بعد ان کے پاس سے باہر نکلے وہ اس وقت اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھیں۔ پھر آپ ﷺ دیر تک جب چاشت کا وقت آ چکا تھا واپس تشریف لائے۔ حضرت جویریہ ؓ اسی طرح بیٹھی اپنے وظیفہ میں مشغول تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا'' میں جب سے تمہارے پاس سے گیا ہوں کیا تم اس وقت سے برابر اسی حال میں اسی طرح پڑھ رہی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا، تمہارے پاس جانے کے بعد میں نے چار کلمے تین دفعہ کہے، اگر وہ تمہارے اس پورے وظیفہ کے ساتھ تولے جائیں جو تم نے آج صبح سے پڑھا ہے تو ان کا وزن بڑھ جائے گا وہ کلمے یہ ہیں:

۱. سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ ۲. وَزِ نَةَ عَرْشِهٖ

۳. وَرِ ضیٰ نَفْسِهٖ ٤. وَ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ

ترجمہ: اللہ کی تسبیح اور اس کی حمد اس کی ساری مخلوقات کی تعداد کے برابر اور اس کے عرش عظیم کے وزن کے برابر اور اس کی ذات پاک رضا کے مطابق اور اس کے کلموں کی مقدار کے مطابق۔

[صحیح مسلم، معارف الحدیث]

افضل الذکر: حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سب سے افضل ذکر'' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ '' ہے۔ [جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سو دفعہ کہا۔

لَآ اِلٰهَ اَلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک ساجھی نہیں، فرمانروائی اسی کی ہے اور اسی کے لیے ہر قسم کی ستائش ہے اور ہر چیز پر اس کو قدرت ہے۔

تو وہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کے لیے سونیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو غلط کاریاں محو کردی جائیں گی اور یہ عمل اس کے لیے اس دن شام تک شیطان کے حملے سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا اور کسی آدمی کا عمل اس کے عمل سے افضل نہ ہوگا۔ سوائے اس آدمی کے جس نے اس سے بھی زیادہ عمل کیا ہو۔ [صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا میں تم کو وہ کلمہ بتاؤں جو عرش کے نیچے سے اترا ہے اور خزانہ جنت میں سے ہے وہ ہے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

جب بندہ دل سے یہ کلمہ پڑھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بندہ (اپنی انانیت سے دستبردار ہو کر) میرا تابعدار اور بالکل فرمانبردار ہو گیا۔ [دعوات الکبیر للبیہقی، معارف الحدیث]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں سب سے کم درجہ کی بیماری فکر و غم ہے۔

[مشکوٰۃ بحوالہ دعوات الکبریٰ للبیہقی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور آخر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ پڑھے تو اس کے لیے اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

اور صحیح مسلم کی دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ تسبیحات پڑھتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اگر چہ وہ اتنے زیادہ ہوں جیسے سمندر کی موجوں کے جھاگ۔ [مسلم]

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو رات کی بیداری مشکل نظر آئے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے اس کی طبیعت میں بخل اور تنگی ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی ہمت نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ کثرت کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھا کرے۔ کیونکہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سونے کا ایک پہاڑ فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ [ترغیب وترہیب وفضائل]

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا:

تم تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ تقدیس سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ اور تہلیل لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو اپنے اوپر لازم کرلو اور کبھی ان سے غفلت نہ کرو ورنہ تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے فراموش (محروم) کردی جاؤ گی۔ [حصن حصین]

اسم اعظم

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسم اعظم ان دو آیتوں میں موجود ہے۔

(۱) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور دوسری آل عمران کی ابتدائی آیت۔

(۲) الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ [جامع ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، سنن دارمی]

مختلف احادیث میں حسب ذیل کلمات کے متعلق بتایا گیا ہے کہ یہ اسم اعظم ہیں:

۱. يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۲. يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

۳. لَآ اِلٰهَ اِلَّا وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۴. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

۵. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۶. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ [حصن حصین]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک بندہ وہاں نماز پڑھ رہا تھا اس نے اپنی دُعا میں عرض کیا۔ ''اے اللہ! میں تجھ سے اپنی حاجت مانگتا ہوں بوسیلہ اس کے کہ ساری حمد وستائش تیرے ہی لیے سزاوار ہے، کوئی معبود نہیں تیرے سوا، تو نہایت مہربان اور بڑا محسن ہے۔ زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا ہے، میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اے حَيُّ وَ قَيُّوْمُ!

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس بندے نے اللہ کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دُعا کی ہے کہ اگر اس وسیلہ سے اللہ

تبارک وتعالیٰ سے دُعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے وسیلہ سے مانگا جائے تو عطا فرماتا ہے۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث]

ذکر اللہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا معاملہ بندہ کے ساتھ اس کے یقین کے مطابق ہے اور میں اس کے بالکل ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اگر وہ اپنے دل میں اس طرح یاد کرے کہ کسی اور کو خبر نہ ہو تو میں بھی اس کو اسی طرح یاد کروں گا اور اگر وہ دوسرے لوگوں کے سامنے مجھے یاد کرے تو میں ان سے بہتر بندوں کی جماعت میں اس کا ذکر کروں گا۔ (یعنی ملائکہ کی جماعت میں اور ان کے سامنے)۔ [صحیح مسلم، صحیح بخاری، معارف الحدیث]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں عرض کیا کہ: اے میرے رب، مجھ کو کوئی کلمہ تعلیم فرما جس کے ذریعہ سے میں تیرا ذکر کروں (یا کہا کہ جس کے ذریعہ سے میں تجھے پکاروں) تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے میرے رب یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں، میں تو وہ کلمہ چاہتا ہوں جو آپ خصوصیت سے مجھے ہی بتائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا سب کائنات جس سے آسمانوں کی آبادی ہے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھیں تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وزن ان سب سے زیادہ ہوگا۔ [شرح السنۃ للبغوی، معارف الحدیث]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے مقرب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے) ذکر کرنے والی ہیں۔ [حیوۃ المسلمین، ترمذی، ابن ماجہ]

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے اللہ کے پیغمبر نیکی کے ابواب (یعنی ثواب کے کام) بہت ہیں اور یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کہ میں ان سب کو بجالاؤں۔ لہٰذا آپ ﷺ مجھے کوئی چیز بتا دیجئے جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں اور اسی پر کاربند ہو جاؤں (اور بس وہی میرے لیے کافی ہو جائے)

اسی کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ جو کچھ آپ ﷺ بتائیں وہ بہت زیادہ بھی نہ ہو کیوں کہ خطرہ ہے کہ میں اس کو یاد بھی نہ رکھ سکوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا (بس اس کا اہتمام کرو اور اس کی عادت ڈالو کہ) تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کہیں بیٹھا اور اس نشست میں اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد نہیں کیا تو یہ نشست اس کے لیے بڑی حسرت وخسران کا باعث ہوگی اور اسی طرح جو شخص کہیں لیٹا اور اس میں اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد نہیں کیا تو یہ لیٹنا اس کے لیے بڑی حسرت وخسران کا باعث ہوگا۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آخری بات جس پر میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کون سا عمل اللہ تبارک وتعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (وہ عمل یہ ہے) کہ تمہیں اس حالت میں موت آئے کہ تمہاری زبان اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ [حصن حصین]

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم دنیا میں کچھ لوگ نرم و گداز بستروں پر لیٹ کر بھی (سونے کی بجائے) اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جنت کے اعلیٰ درجات میں داخل فرمائے گا۔ (یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب تک اسباب تعیش نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوگا)۔ [حصن حصین، ابن حبان]

ہر نیک عمل ذکر اللہ میں داخل ہے: امام تفسیر وحدیث حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ صرف تسبیح وتہلیل اور زبانی ذکر پر منحصر نہیں بلکہ ہر عمل جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت میں کیا جائے وہ بھی ذکر اللہ میں داخل ہے۔ بشرطیکہ نیت اطاعت کی ہو۔

اسی طرح دنیا کے تمام کاروبار داخل ہیں۔ اگر ان میں شرعی حدود کی پابندی کا دھیان رہے کہ جہاں تک جائز ہے کیا جائے اور جس حد پر پہنچ کر ممنوع ہے اس کو چھوڑ دیا جائے تو یہ سارے اعمال جو بظاہر دنیوی کام ہیں وہ بھی ذکر اللہ میں شامل ہوں گے۔ [اذکار نووی، ص ۵]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر حال میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا

ذکر کیا کرتے تھے اور فرمایا کہ بعض اوقات میں چار پائی پر لیٹے ہوئے اپنا وظیفہ پورا کر لیتی ہوں۔
[کتاب الاذکار للنووی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے ان کو آسمان والے ایسا چمکدار دیکھتے ہیں جیسے زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں۔

قرآن مجید کی عظمت وفضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اجاڑ گھر۔
[ترمذی ودارمی]

اس میں تاکید ہے کہ کسی مسلمان دل کو قرآن سے خالی نہ ہونا چاہیے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کے لیے بھی کان لگا دے اس کے لیے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے کہ جو بڑھتی چلی جاتی ہے۔ (اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتلائی) خدا تبارک وتعالیٰ سے امید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی، بے انتہا بڑھتی چلی جاوے گی اور جو شخص جس آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کے لیے قیامت کے دن ایک نور ہوگی جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے۔ [مسند احمد]

اللہ اکبر قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آئے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے۔ وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جائے گا۔ [حیوۃ المسلمین]

تلاوت: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ قرآن پڑھنے والے سے قیامت کے روز کہا جائے گا۔ جس ٹھہراؤ اور خوش الحانی کے ساتھ تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پڑھا کرتے تھے اسی طرح قرآن پڑھو اور ہر آیت کے صلے میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ۔ تمہارا ٹھکانہ تمہاری تلاوت کی آخری آیت پر ہے۔ [ترمذی]

یعنی جب تک پڑھتے رہو گے درجات بلند سے بلند ہوتے جائیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔
[صحیح بخاری، معارف الحدیث]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن نے مشغول کر رکھا میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال اور دُعا کرنے سے، میں اس کو اس سے افضل عطا کروں گا جو سائلوں کو اور دُعا کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں اور دوسرے کلاموں کے مقابلے میں اللہ کے کلام کو ویسی ہی عظمت وفضیلت حاصل ہے۔ جیسی اپنی مخلوق کے مقابلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو۔ [جامع ترمذی، سنن دارمی، شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث]

حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قرآن والو! قرآن کو اپنا تکیہ اور سہارا نہ بنالو، بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو دلچسپی سے اور مزہ لے لے کر پڑھا کرو اور اس میں تدبر کرو، امید رکھو کہ تم اس سے فلاح پاؤ گے اور اس کا عاجل معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور معاوضہ (اپنے وقت پر) ملنے والا ہے۔ [شعب الایمان للبیہقی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن میں مہارت حاصل کر لی ہوا اور اس کی وجہ سے وہ اس کو حفظ یا ناظرہ بہتر طریقے پر اور بے تکلف رواں پڑھتا ہو وہ معزز اور وفادار فرماں بردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو بندہ قرآن پاک اچھا یاد اور رواں نہ ہونے کی وجہ سے زحمت اور مشقت کے ساتھ اس طرح پڑھتا ہو کہ اس میں اٹکتا ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے۔ (ایک تلاوت کا اور دوسرے زحمت ومشقت کا)۔

[صحیح مسلم وصحیح بخاری، معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اس نے ایک نیکی کمالی اور یہ ایک نیکی اللہ تبارک وتعالیٰ کے قانون کرم کے مطابق دس نیکیوں کے برابر ہے (مزید وضاحت کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا) میں یہ نہیں کہتا (یعنی میرا مطلب یہ نہیں ہے) کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (اس طرح الم پڑھنے والا بندہ تیس نیکیوں کے برابر ثواب حاصل کرنے کا مستحق ہوگا)۔ [جامع ترمذی، سنن دارمی، معارف الحدیث]

ختم قرآن کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے: صحیح احادیث میں ہے کہ ختم قرآن کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے۔

امام تفسیر حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام ﷺ کی عادت تھی کہ ختم قرآن کے وقت جمع ہو کر دُعا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ختم قرآن کے وقت حق تبارک و تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے اور اسنادِ صحیح کے ساتھ حسن ﷺ سے منقول ہے کہ جب وہ قرآن مجید کی تلاوت ختم کرتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کر کے دُعا کرتے تھے۔ [از کار نووی ص ۴۹]

ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی دن رات میں بیس آیتیں بھی پڑھ لے تو وہ غافل لوگوں میں نہ لکھا جائے گا۔ [از کار نووی ص ۵۴]

سورۂ فاتحہ: حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب ﷺ سے فرمایا کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورت سکھاؤں جس کے مرتبہ کی کوئی سورت نہ تو توریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن ہی میں ہے۔ ابی ﷺ نے عرض کیا کہ ہاں حضور ﷺ! مجھے وہ سورت بتادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز میں قرأت کس طرح کرتے ہو؟ حضرت کعب ﷺ نے آپ ﷺ کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی (کہ نماز میں یہ سورت پڑھتا ہوں اور اس طرح پڑھتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ توریت، انجیل، زبور میں سے کسی میں اور خود قرآن میں بھی اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی یہی وہ سبع من المثانی والقرآن العظیم ہے جو مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

ایک بار جب حضرت جبرائیل ﷺ حضور اقدس ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ یکا یک انہوں نے اوپر سے ایک آواز سنی اور سر اٹھا کر فرمایا، یہ ایک فرشتہ زمین پر اترا ہے، جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا۔ پھر اس فرشتہ نے سلام کیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ مبارک ہو۔ لیجئے یہ دو نور آپ ﷺ کو دیئے گئے ہیں۔ ایک سورہ فاتحہ اور دوسرے سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔ ان میں سے جو بھی آپ ﷺ پڑھیں گے اس کا ثواب آپ ﷺ کو ملے گا۔ [حصن حصین]

سورت بقرہ و آل عمران: حضرت ابو امامہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ قرآن پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا شفیع بن کر آئے گا۔ (خاص کر) ''زہراوین'' یعنی اس کی دو اہم نورانی سورتیں، البقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کو اپنے سایہ میں لیے اس طرح آئیں

گی جیسے کہ وہ ابر کے ٹکڑے ہیں یا سائبان ہیں یا صف باندھے پرندوں کے پرے ہیں۔ یہ دونوں سورتیں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے مدافعت کریں گی آپ ﷺ نے فرمایا پڑھا کرو سورۂ بقرہ کیونکہ اس کو حاصل کرنا بڑی برکت والی بات ہے اور اس کو چھوڑنا بڑی حسرت اور ندامت کی بات ہے اور اہل بطالت اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں کو مقبرے نہ بنالو (یعنی جس طرح قبرستانوں میں ذکر تلاوت نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے قبرستانوں کی فضا ذکر و تلاوت کے انوار و آثار سے خالی رہتی ہے۔ تم اس طرح اپنے گھروں کو نہ بنا لو بلکہ گھروں کو ذکر و تلاوت سے منور رکھا کرو) اور جس گھر میں (خاص کر) سورۂ بقرہ پڑھی جائے اس گھر میں شیطان نہیں آسکتا۔ [معارف الحدیث، جامع ترمذی]

سورۂ کہف: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے اس کے لیے نور ہو جائے گا۔ دو جمعوں کے درمیان۔ [دعوات الکبیر للبیہقی، معارف الحدیث]

سورۂ یٰسین: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے اللہ کی رضا کے لیے سورۂ یٰسین پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے لہٰذا یہ مبارک سورہ مرنے والوں کے پاس پڑھا کرو۔ [شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث]

سورۂ واقعہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا کرے اسے کبھی فقر و فاقہ کی نوبت نہ آئے گی۔ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی صاحبزادیوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے اور وہ ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھتی تھیں۔ [شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث]

سورۂ الملک: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کی ایک سورت نے جو صرف تیس آیتوں کی ہے اس کے ایک بندے کے حق میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا اور وہ سورہ ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ

[مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث]

الٓمّٓ تنزیل: حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک الٓمّٓ تَنْزِیْل اور تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ نہ پڑھ لیتے۔ (یعنی رات کو سونے سے پہلے یہ دونوں پڑھنے کا حضور ﷺ کا معمول تھا)۔ [مسند احمد، جامع ترمذی، سنن دارمی]

سورۃ التکاثر: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں قرآن پاک کی پڑھ لیا کرے؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا کس میں یہ طاقت ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھے۔ (یعنی یہ بات ہماری استطاعت سے باہر ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم میں کوئی اتنا نہیں کر سکتا کہ سورہ "الھاکم التکاثر" پڑھ لیا کرے۔ [شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث]

سورۂ اخلاص: حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی اس سے بھی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ایک رات میں تہائی قرآن کیسے پڑھا جا سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (تو جس نے رات میں وہی پڑھی اس نے گویا تہائی قرآن پڑھ لیا) [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص بستر پر سونے کا ارادہ کرے، پھر وہ سونے سے پہلے سو دفعہ قل ھو اللّٰہُ احد پڑھے تو جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائے گا۔ "اے میرے بندے اپنے داہنے ہاتھ پر جنت میں چلا جا" جامع ترمذی، معارف الحدیث]

معوذتین: حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں (وہ ایسی بے مثال ہیں کہ) اُن کی مثل نہ کبھی دیکھی گئیں نہ سنی گئیں۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ [معارف الحدیث، صحیح مسلم]

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ ہر رات کو جب آرام فرمانے کے لیے اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے (جس طرح دُعا

کے وقت دونوں ہاتھ ملائے جاتے ہیں) پھر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے۔ پھر ہاتھوں پر پھونکتے اور۔ پھر جہاں تک ہوسکتا اپنے جسم مبارک پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرتے، سر مبارک اور چہرۂ مبارک اور جسد اطہر کے سامنے کے حصے سے شروع فرماتے۔ (اس کے بعد باقی جسم پر جہاں تک آپ ﷺ کے ہاتھ جا سکتے وہاں تک پھیرتے) یہ آپ ﷺ تین دفعہ کرتے۔ [صحیح بخاری، معارف الحدیث]

آیۃ الکرسی: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان کی کنیت ابومنذر سے مخاطب کرتے ہوئے) ان سے فرمایا اے ابومنذر! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ نے (مکرر) فرمایا اے ابومنذر! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تو آپ ﷺ نے میرا سینہ ٹھونکا (گویا اس جواب پر شاباش دی) اور فرمایا، اے ابومنذر: تجھے یہ علم موافق آئے اور مبارک ہو۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں: ایضع بن عبدالکلاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ قرآن کی کون سی سورت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اس نے عرض کیا۔ اور آیتوں میں قرآن کی کون سی آیت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آیت الکرسی اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اس نے عرض کیا: اور قرآن کی کون سی آیت ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ کی خاص طور سے خواہش ہے کہ اس کا فائدہ اور اس کی برکات آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی امت کو پہنچیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورہ تک۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ آیتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے ان خاص الخاص خزانوں میں سے ہیں جو اس عرش عظیم کے تحت ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیات رحمت اس امت کو عطا فرمائی ہیں۔ یہ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی اور ہر چیز کو اپنے اندر لیے ہوئے ہیں۔

[مسند دارمی، معارف الحدیث]

سورۂ آلِ عمران کی آخری آیتیں: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی رات کو آلِ عمران کی آخری آیات پڑھے گا اس کے لیے پوری رات کی نماز کا ثواب لکھا جائے گا۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَاد تک۔

سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں: رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح اس تعوذ کو سورۂ حشر کی ان تین آیتوں کے ساتھ پڑھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو شام تک اس کے واسطے دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور اگر شام پڑھے تو صبح تک اس کے لیے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں اور اگر مر جاتا ہے تو شہید مرتا ہے۔ [ترمذی، دارمی، ابن سعد، حصن حصین]

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (تین مرتبہ پڑھ کر پھر پڑھے) ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ غیب کا اور پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے وہ رحمٰن و رحیم ہے وہ اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلامتی والا ہے، امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، عزیز ہے، جبار ہے، خوب بڑائی والا ہے، اللہ اس شرک سے پاک ہے جو وہ کرتے ہیں وہ اللہ پیدا کرنے والا ہے ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے، اس کے اچھے اچھے نام ہیں، جو بھی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

سورۂ طلاق کی آیت: حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ کو ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل کریں تو وہی ان کو کافی ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَل لَّہٗ مَخْرَجاً وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے ہر مشکل اور مصیبت سے نجات

کا راستہ نکال دیتا ہے اور اس جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ یعنی جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے خیال وگمان تک نہیں تھا۔ [مسند احمد، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ]

دُعا

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا دَعَانِیْ [حدیث قدسی]

ترجمہ: میں اپنے بندے کے لیے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے متعلق خیال کرے اور جب وہ پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ [بخاری، الادب المفرد]

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دُعا مانگنا بعینہٖ عبادت کرنا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے بطورِ دلیل قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھ سے دعا مانگا کرو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

[مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، حصن حصین، ابن ماجہ، النسائی]

دُعا کا طریقہ: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کر مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رخ سامنے ہو ہاتھ الٹے کر کے نہ مانگا کرو اور جب دُعا کر چکو تو اٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو یاد فرماتے اور اس کے لیے دُعا کرنا چاہتے تو پہلے اپنے لیے مانگتے۔ پھر اس شخص کے لیے دُعا فرماتے۔

[جامع ترمذی، معارف الحدیث]

فضالہ بن عبید راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا اس نے نماز میں دُعا کی جس میں نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی نے دُعا میں جلد بازی کی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کر کے آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دُعا کرنے سے پہلے)

اس کو چاہیے کہ اللہ کی حمد وثنا کرے پھر اس کے رسول ﷺ پر درود بھیجے۔ اس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، معارف الحدیث]

دُعا میں ہاتھ اٹھانا: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ سنا ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا فرماتے تھے اور دُعا میں یہ فرما رہے تھے اے اللہ میں بھی بشر ہوں تو مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔ میں نے اگر کسی مومن کو ستایا ہو یا برا کہا ہو تو اس کے بارے میں مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔

[الادب المفرد]

آمین: ابوزہیر نمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلے۔ ہمارا گزر اللہ کے ایک نیک بندہ پر ہوا جو بڑے الحاح سے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر اس کی دُعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا۔ گڑگڑانا سننے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا: اگر اس نے دُعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرالیا۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ حضور ﷺ صحیح خاتمہ کا اور مہر ٹھیک لگانے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر دعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ تبارک وتعالیٰ سے طے کرالیا)۔ [ابوداؤد، معارف الحدیث]

عافیت کی دعا: حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں جس شخص کے لیے دُعا کا دروازہ کھول دیا گیا (یعنی دعا مانگنے کی توفیق دے دی گئی) اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو دُعا مانگی جاتی ہے ان میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس سے (دنیا وآخرت میں) عافیت کی دعا مانگی جائے۔

دُعا دافع بلا: ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قضاء وقدر سے بچنے کی کوئی تدبیر فائدہ نہیں دیتی (ہاں) اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگنا اس (آفت ومصیبت) میں بھی نفع پہنچاتا ہے جو نازل ہو چکی ہے اور اس (مصیبت) میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور بے شک بلا نازل ہونے کو ہوتی ہے کہ اتنے میں دُعا اس سے جا ملتی ہے۔ پس قیامت تک ان دونوں میں کشمکش ہوتی رہتی ہے (اور انسان دُعا کی بدولت اس بلا سے بچ جاتا ہے)۔

دُعا یقین کے ساتھ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا جب اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگواور دُعا کروتو یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا اور جان لو اور یادرکھو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی دُعا قبول نہیں کرے گا جس کا دل (دُعا کے وقت) اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

دُعا میں عجلت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: تمہاری دُعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں کہ جب تک جلد بازی سے کام نہ لیا جائے (جلد بازی یہ ہے کہ) کہ بندہ کہنے لگے کہ میں نے دُعا کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی۔
[صحیح بخاری وصحیح مسلم]

دُعا میں قطعیت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رحمت کی دُعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! تو اگر چاہے تو مجھے بخش دے اور تو چاہے تو رحمت فرما اور تو چاہے تو مجھے روزی دے۔ بلکہ اپنی طرف سے عزم اور قطعیت کے ساتھ اللہ کے حضور میں مانگے اور یقین کرے کہ بے شک وہ کرے گا وہی، جو وہ چاہے گا کوئی ایسا نہیں جو زور ڈال کر اس سے کرا سکے۔ [صحیح بخاری، معارف الحدیث]

موت کی دُعا سے ممانعت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم لوگ موت کی دُعا اور تمنا مت کرو، اگر کوئی آدمی ایسی دعا کے لیے مضطر ہی ہو اور کسی وجہ سے زندگی اس کے لیے دوبھر ہو تو اللہ کے حضور میں یوں عرض کرے۔"اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو دنیا سے مجھے اٹھا لے۔"
[سنن نسائی، معارف الحدیث]

سجدہ میں دُعا: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے"سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت ہی قربت حاصل کر لیتا ہے پس تم اس حالت میں خوب خوب دُعا مانگا کرو۔

دُعا کی قبولیت پر شکر: ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون سی چیز تم میں سے کسی شخص کو اس سے عاجز کرتی ہے (روکتی ہے) کہ جب وہ اپنی دعا کے قبول ہونے کا مشاہدہ کرے مثلاً کسی مرض سے شفا نصیب ہو جائے یا سفر سے (بخیر وعافیت) واپس آجائے تو کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِعِزَّتِهٖ وَ جَلَالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ [حصن حصین، حاکم، ابن سنی]

مقبول دُعائیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندۂ مومن کی کوئی دُعا ایسی نہ ہوگی جس کے بارے میں خدا یہ بیان نہ فرمادے کہ یہ میں نے دنیا میں قبول کی اور یہ تمہاری آخرت کے لیے ذخیرہ کر کے رکھی۔ اس وقت بندۂ مومن سوچے گا کہ کاش میری کوئی دُعا بھی دنیا میں قبول نہ ہوتی اس لیے بندے کو ہر حال میں دُعا مانگتے رہنا چاہیے۔ [حاکم]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''دو چیزیں اللہ کے دربار سے رد نہیں کی جاتیں ایک اذان کے وقت کی دُعا۔ دوسری جہاد (صف بندی) کے وقت کی دُعا'' [ابوداؤد]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ صحابہ کرام ﷺ نے دریافت کیا۔ یارسول اللہ ﷺ اس وقفہ میں کیا دعا مانگا کریں۔ فرمایا یہ دُعا مانگا کرو

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین دُعائیں ہیں جو خاص طور سے قبول ہوتی ہیں۔ ان کی قبولیت میں شک ہی نہیں۔

۱۔ اولاد کے حق میں ماں باپ کی دُعا۔
۲۔ مسافر اور پردیسی کی دُعا اور
۳۔ مظلوم کی دُعا [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ آدمیوں کی دُعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں۔

۱۔ مظلوم کی دُعا جب تک وہ بدلہ نہ لیوے۔
۲۔ حج کرنے والے کی دُعا جب تک وہ لوٹ کر اپنے گھر واپس نہ آئے۔
۳۔ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی دُعا جب تک وہ شہید ہو کے دنیا سے لاپتہ نہ ہو جائے۔
۴۔ بیمار کی دُعا جب تک وہ شفایاب نہ ہو جائے اور
۵۔ ایک بھائی کی دوسری بھائی کے لیے غائبانہ دُعا۔

یہ سب بیان فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور ان دُعاؤں میں سب سے

جلدی قبول ہونے والی دُعا کسی بھائی کے لیے غائبانہ دُعا ہے۔ [دعوت کبیر للبیہقی، معارف الحدیث]

بھائی کی دُعائے غائبانہ: حضور ﷺ فرماتے تھے کہ مرد مسلمان کی وہ دُعا جو وہ اپنے بھائی کے لیے غائبانہ کرتا ہے ضرور قبول ہوتی ہے اس پر ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے، جب وہ اپنے بھائی کے لیے دُعائے خیر کرتا ہے تو فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور یہ کہتا ہے:

وَلَكَ مِثْلُ ذَالِكَ [الادب المفرد]

اپنے سے چھوٹوں سے دُعا کرانا: حضرت عمر بن الخطاب ﷺ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے عمرہ کرنے کے لیے مکہ معظمہ جانے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت عطا فرمادی اور ارشاد فرمایا بھیا ہمیں بھی اپنی دُعاؤں میں شامل کرنا اور ہم کو بھول نہ جانا۔ حضرت عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مخاطب فرما کر یہ بھیا جو کلمہ کہا اگر مجھے اس کے عوض ساری دنیا دے دی جائے تو میں راضی نہ ہوں گا۔ [سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، معارف الحدیث]

حضور ﷺ کی بعض دُعائیں

صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل ﷺ نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد ﷺ کیا آپ ﷺ کو تکلیف ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں ہے۔ حضرت جبرائیل ﷺ نے یہ دم پڑھا:

بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ

یعنی اللہ کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں۔ ہر مرض سے جو آپ کو تکلیف دے ہر ذات کے یا نظر حاسد کے شر سے آپ کو شفا دے گا اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ پر دم کرتا ہوں۔ [زادالمعاد]

متفرق دعائیں: حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو کسی بات کا صدمہ ہوتا تو آپ ﷺ آسمان کی جانب سر مبارک اٹھاتے اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" پڑھتے اور جب دُعا میں خوب سعی فرماتے تو يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

اے حی و قیوم! بس تیری ہی رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ [زادالمعاد]

اور دوسروں سے فرماتے: اَلْزِمُوْ ا بِيَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

يا ذو الجلال والاکرام سے چمٹے رہو۔

یعنی اس کلمہ کے ذریعہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے استغاثہ اور فریاد کرتے رہو۔ [جامع ترمذی]

حضرت علی ﷺ کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں جب کفار سے لڑتا ہوا آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ سرداردو جہاں ﷺ سجدہ میں سر رکھے ہوئے یا حی یا قیوم پڑھ رہے ہیں۔ پھر میں چلا گیا اور لڑائی میں شریک ہو گیا۔ پھر میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ بدستور اسی طرح سجدہ میں سر رکھے ہوئے یا حی یا قیوم پڑھ رہے ہیں یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح کی خوشخبری سنادی۔ [نسائی۔ حاکم۔ حصن حصین]

☆ جب آپ ﷺ دعا ختم کرتے تو دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل لیا کرتے۔

☆ دعا و استغفار کے الفاظ تین تین مرتبہ دہراتے۔

☆ آپ ﷺ دُعا میں سجع بندی و قافیہ بندی سے کام نہ لیتے اور نہ اس کو اچھا جانتے۔

☆ آپ ﷺ جب کسی مجلس سے کھڑے ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، دل سے اقرار کرتا ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود سوائے تیرے، میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

جب آنحضرت ﷺ کو کوئی خوشی پیش آتی تھی تو اس طرح کہتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

ترجمہ: شکر ہے اللہ کا جس کے انعام سے اچھی چیزیں کمال کو پہنچتی ہیں۔

☆ اور جب ناگواری کی حالت پیش آتی تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ

ترجمہ: شکر ہے اللہ کا ہر حال میں۔ [حاکم]

☆ جب آپ ﷺ راستہ میں کسی کا ہاتھ پکڑتے اور پھر جدا ہوتے تو فرماتے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

☆ کسی کا قرض ادا فرماتے تو یہ دُعا دیتے:

بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ ۔ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْاَدَاءُ

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے گھربار اور تیرے مال میں برکت دے، قرض کا بدلہ تعریف اور (بروقت) ادائیگی ہے۔

☆ جب کوئی شخص نیا لباس پہن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ ﷺ اس کی تعریف کرتے "حَسَنَۃٌ حَسَنَۃٌ" یعنی "بہت خوب بہت خوب" اور پھر فرماتے۔ اَبْلِ وَاَخْلِقْ یعنی پرانا کرو اور بوسیدہ کرو۔

☆ جب آپ ﷺ کے پاس کوئی ہدیۃً پھل لاتا اور وہ پھل فصل کے شروع کا ہی ہوتا تو اس کو آپ ﷺ آنکھوں سے لگالیتے پھر دونوں ہونٹوں سے لگاتے اور فرماتے:

اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ

ترجمہ: اے اللہ جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا شروع دکھایا پس اس کا آخر بھی دکھا۔

پھر بچوں کو دے دیتے تھے جو بچے اس وقت آپ ﷺ کے پاس ہوتے تھے۔ [ابن سنی]

☆ جب آپ ﷺ لشکر کو رخصت فرماتے تو یہ دُعا فرمادیتے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ [ابوداؤد]

ترجمہ: میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہارے دین کو اور تمہاری قابل حفاظت چیزوں کو اور تمہارے اعمال کے انجاموں کو۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ جب نیا لباس زیب تن فرماتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد کرتے یعنی پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ پاک کے لیے ہیں جس نے ہمیں یہ لباس پہنایا۔

یا اور کوئی کلمہ شکر کا کہتے اور شکرانہ کی نماز دو رکعت نفل پڑھتے اور پرانا کپڑا کسی محتاج کو دے دیتے۔ [ابن عساکر]

☆ جب کسی کے یہاں کھانا تناول فرماتے تو میزبان کے لیے حضور ﷺ دُعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

☆ جب آپ ﷺ کسی مجلس میں بیٹھتے اور بات چیت فرماتے تو جس وقت وہاں سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو دس سے لے کر پندرہ مرتبہ تک استغفار فرماتے۔ [ابن سنی]

ایک روایت میں یہ استغفار آیا ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ج

ترجمہ: میں بخشش چاہتا ہوں اللہ پاک سے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے عالم کو قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

جب آپ ﷺ کو کوئی دشواری پیش آتی تھی تو آپ ﷺ نماز نفل پڑھتے تھے۔ اس عمل سے ظاہری و باطنی دنیوی و اخروی نفع ہوتا ہے اور پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ [ابوداؤد]

جب رسول اکرم ﷺ کسی کی عیادت فرماتے تو اس سے آپ ﷺ یہ فرماتے:

لَابَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی

ترجمہ: کچھ ڈر نہیں کفارۂ گناہ ہے ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ۔ [ترمذی، معارف الحدیث]

حضور ﷺ کی تعلیم کردہ بعض دعائیں

دُعائے سحر گاہی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہر رات کو جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں جو مجھ کو پکارے گا اس کی سنوں گا جو مجھ سے مانگے گا عطا کروں گا۔ جو مجھ سے مغفرت و عفو طلب کرے گا اس کو بخش دوں گا۔ [الادب المفرد]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیر آسان ہے

اور ہرگز کوئی شخص سختی (اور مبالغہ) کے ساتھ دین پر غالب ہونے کا ارادہ نہ کرے گا، مگر دین ہی اس کو ہرا دے گا، پس سیدھے چلو، قریب رہو اور خوش خبری حاصل کرو اور صبح وشام کے وقت اور کسی قدر رات کے آخری حصہ سے (کام میں) سہارا لو۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا جس میں اس سے بہت سی قابل مواخذہ فضول اور لایعنی باتیں سرزد ہوئیں۔ مگر اس نے اس مجلس سے اٹھتے وقت کہا:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود برحق ہے۔ تیری سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے گناہوں کی تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی ان سب لغزشوں کو معاف کر دے گا جو مجلس میں اس سے سرزد ہوئیں۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سونے کے لیے بستر پر لیٹتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں اس طرح توبہ واستغفار کرے اور تین دفعہ عرض کرے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

ترجمہ: میں مغفرت اور بخشش چاہتا ہوں اس اللہ تبارک وتعالیٰ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ حی وقیوم ہے ہمیشہ رہنے والا اور سب کا کارساز ہے اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

تو اس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگر چہ وہ درختوں کے پتوں اور مشہور ریگستان عالج کے ذروں اور دنیا کے دنوں کی طرح بے شمار ہوں۔ [معارف الحدیث]

بے خوابی کے لیے دُعا: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ مجھے رات کو نیند نہیں آتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب

تم بستر پر لیٹو تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے یہ دُعا کرلیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ عَزَّ جَارُكَ وَ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

ترجمہ: اے اللہ اے پروردگار ساتوں آسمانوں کے اور اس چیز کے جس پر ان کا سایہ ہے اور پروردگار زمینوں کے اور اس چیز کے جس کو کہ زمین اٹھائے ہوئے ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور اس چیز کے جس کو انہوں نے گمراہ کیا میرا نگہبان رہنا اور اپنی تمام تر مخلوق کی برائی سے (اور) اس سے کہ ظلم کرے ان میں سے کوئی مجھ پر یا کہ زیادتی کرے مجھ پر، محفوظ ہے پناہ دیا ہوا تیرا اور آپ کی تعریف بڑی ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (ترمذی)

فکر اور پریشانی کے وقت کی دُعا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کو پریشانی اور فکر زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِيْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمِكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاءُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ اِسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَجَلَاءَ هَمِّيْ وَ غَمِّيْ

ترجمہ: اے اللہ بندہ ہوں تیرا، بیٹا ہوں تیرے ایک بندے کا اور ایک تیری بندی کا اور بالکل تیرے قبضہ میں ہوں اور ہمہ تن تیرے دست وقدرت میں ہوں، نافذ ہے میرے بارے میں تیرا حکم اور عین عدل ہے، میرے بارے میں تیرا ہر فیصلہ میں تجھ سے تیرے ہر اس اسم پاک کے واسطہ سے جس سے تو نے اپنی مقدس ذات کو موسوم کیا ہے، یا اپنی کسی کتاب میں اس کو نازل فرمایا ہے، یا اپنے خاص مخفی خزانہ غیب ہی میں محفوظ رکھا ہے، استدعا کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار بنادے اور میرے فکروں اور غموں کو اس کی برکت سے دور فرمادے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی فکروں اور پریشانیوں کو دور فرما کر ضرور بالضرور اس کو کشادگی عطا فرمادے گا۔ [زرین، معارف الحدیث]

رنج وغم اور ادائے قرض کے لیے: حضرت ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے وہاں ایک انصاری ابو امامہ ؓ بیٹھے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو امامہ ؓ تو بے وقت مسجد میں کیوں بیٹھا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ طرح طرح کے رنج وغم ہیں اور لوگوں کے قرض میرے پیچھے چمٹے ہوئے ہیں فرمایا میں تجھے ایسے چند کلمات بتا دیتا ہوں کہ ان کے پڑھنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ تیرا رنج وغم دور کردے گا اور قرض ادا کردے گا تو صبح وشام یوں کہا کر:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسْلِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

ترجمہ: یا اللہ میں پناہ پکڑتا ہوں تیری، فکر سے اور غم سے اور پناہ پکڑتا ہوں تیری، کم ہمتی اور سستی سے اور پناہ پکڑتا ہوں تیری بزدلی اور بخل سے اور پناہ پکڑتا ہوں تیری قرض کے گھیر لینے سے اور لوگوں کو دبا لینے سے۔

حضور ابو امامہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں چند ہی روز ان کلمات کو پڑھنے پایا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرا رنج وغم دور فرمادیا اور قرض بھی ادا کرادیا۔ [حصن حصین]

حضرت ابو درداء ؓ کو کسی نے آکر خبر دی کہ آپ کا مکان جل گیا ہے حضرت ابو درداء ؓ نے (بڑی بے فکری سے) فرمایا کہ ہرگز نہیں جلا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہرگز ایسا نہیں کریں گے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص یہ کلمات شروع دن میں پڑھ لے تو شام تک اس کو کوئی مصیبت نہ پہنچے گی، اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک اس پر کوئی مصیبت نہ آئے گی اور بعض روایات میں ہے کہ اس کے نفس میں اہل وعیال میں اور مال میں کوئی آفت نہ آئے گی اور میں یہ کلمات صبح کو پڑھ چکا ہوں تو پھر میرا مکان کیسے جل سکتا ہے۔ پھر لوگوں سے کہا چل کر دیکھو، سب کے ساتھ چل کر مکان پر پہنچے، تو دیکھتے ہیں کہ محلے میں آگ لگی ہے اور ابو الدرداء ؓ کے مکان کے چاروں طرف مکانات جل گئے اور ان کا مکان بیچ میں محفوظ رہا وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ مَاشَاءَاللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْلَمْ یَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَاِلَّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْماً

ترجمہ: اے اللہ آپ میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے آپ پر بھروسہ کیا اور آپ رب ہیں عرش عظیم کے جو اللہ پاک نے چاہا (وہ) ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا، گناہوں سے پھرنے اور عبادت کرنے کی طاقت اللہ ہی کی طرف سے جو بلند (اور) عظیم ہے۔ میں جانتا ہوں بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے گھیر لیا ہے۔ ہر چیز کو اپنے علم کے ذریعہ۔

مصیبت اور غم کے موقع پر: مسند میں نبی ﷺ سے مروی ہے کوئی شخص اگر مبتلائے مصیبت ہو جائے تو یوں دعا کرے،

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْراً مِّنْهَا

ترجمہ: بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدلہ عنایت فرما۔

صحیحین میں حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ بے چینی کے موقع پر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) عظیم (اور) بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) رب ہے عرش عظیم کا، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) رب ہے ساتوں آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا اور رب ہے بزرگی والے عرش کا۔ [زادالمعاد]

جب کوئی شخص کسی کام کے کرنے سے عاجز ہو جائے یا زیادہ قوت وطاقت چاہے تو اس کو چاہیے کہ سوتے وقت۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار پڑھا کرے۔ [بخاری ومسلم، ترمذی، ابوداؤد، حصن حصین]

کسی کو مصیبت میں دیکھنے کے وقت کی دُعا: امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی کی نظر کسی مبتلائے مصیبت اور دکھی پر پڑے اور وہ یہ کہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

ترجمہ: (حمد اس کے لیے ہے جس نے مجھے عافیت دی اور محفوظ رکھا اس بلا اور مصیبت سے جس میں تجھ کو مبتلا کیا گیا اور اپنی بہت سی مخلوق پر اس نے مجھے فضیلت بخشی) تو وہ اس بلا اور مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ خواہ وہ کوئی بھی مصیبت ہو۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (بنت عمیس) سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں جنہیں تکلیف اور کرب کے وقت یا کرب کی حالت میں کہہ لیا کرو؟ وہ یہ ہیں:

اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا

(یعنی اللہ میرا پروردگار ہے۔ میں اس کا کسی کو شریک نہیں بناتا)

ایک روایت میں ہے کہ اسے سات بار کہا جائے۔ [زاد المعاد]

سخت خطرے کے وقت کی دُعا: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس نازک وقت کے لیے کوئی خاص دُعا ہے جو ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں عرض کریں، حالت یہ ہے کہ ہمارے دل مارے دہشت کے اچھل اچھل کر گلوں میں آ رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرو:

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا

ترجمہ: اے اللہ! ہماری پردہ داری فرما اور ہماری گھبراہٹ کو بے خوفی اور اطمینان سے بدل دے۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آندھی بھیج کر دشمنوں کے منہ پھیر دیئے اوراس آندھی سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کوشکست دی۔ [معارف الحدیث]

خواب میں ڈرنا: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی (ڈراؤنا خواب دیکھ کر) سوتے میں ڈر جائے تو اس طرح دُعا کرے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعَذَابِهٖ وَ مِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ.

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلمات تامات کے ذریعہ خود اس کے غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانی وساوس واثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے ستائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر شیاطین اس بندے کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ [معارف الحدیث]

جامع دُعاء: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی دُعائیں فرمائیں، جوہمیں یاد نہ رہیں تو ہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ نے بہت سی دُعائیں تعلیم فرمائی تھیں ان کو ہم یاد نہ رکھ سکے اور چاہتے یہ ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سے وہ سب دُعائیں مانگیں تو کیا کریں؟

آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ایسی دُعا بتادیتا ہوں جس میں وہ ساری دُعائیں آجائیں گی اللہ کے حضور میں یوں عرض کرو کہ:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ مِنْ شَرِّ مَااسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھ سے وہ سب خیر مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی اور ہم ان سب چیزوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے تیری پناہ چاہی بس تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جائے اور تیرے ہی کرم پر موقوف ہے۔ مقاصد اور مرادوں تک پہنچنا اور کسی

مقصد کے لیے سعی و حرکت اور اس کو حاصل کرنے کی قوت وطاقت بس اللہ ہی سے مل سکتی ہے۔

[جامع ترمذی، معارف الحدیث]

قنوت نازلہ: کسی عام مصیبت مثلاً قحط، وبا، دشمنوں کے حملے وغیرہ کے وقت یہ قنوت نازلہ فجر کی نماز میں آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھے اگر امام پڑھے تو مقتدی ہر فقرے پر آہستہ سے آمین کہیں۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْ مَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْ مَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْ مَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ

ترجمہ: اے اللہ مجھ کو راہ دکھا ان لوگوں میں جن کو تو نے راہ دکھائی اور مجھ کو عافیت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور میری کارسازی کر ان لوگوں میں جن کے آپ کارساز ہیں اور برکت دے اس چیز میں جو آپ نے مجھ کو عطا فرمائی اور بچا مجھ کو اس چیز سے جس کو آپ نے مقدر فرمایا ہے کیونکہ فیصلہ کرنے والے آپ ہی ہیں اور بے شک آپ کا دوست ذلیل نہیں ہوسکتا اور آپ کا دشمن عزت نہیں پا سکتا۔ آپ برکت والے ہیں اور بلند و بالا ہیں ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ کے سامنے توبہ کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نبی کریم ﷺ پر رحمت کاملہ نازل فرمائے۔ [زادالمعاد]

بازار کی ظلماتی فضاؤں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کا غیر معمولی ثواب:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ بازار گیا اور اس نے بازار کی غفلت اور شور و شر سے بھرپور فضا میں دل کے اخلاص سے کہا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَ هُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کو بادشاہی ہے اور اسی

کے لیے تمام تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی بھی موت نہیں بہتری اسی کے ہاتھ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے ہزار ہا نیکیاں لکھی جائیں گی اور ہزار ہا گناہ محو کر دیے جائیں گے اور ہزار ہا درجے اس کے بلند کر دیے جائیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے ایک شاندار محل تیار ہوگا۔ [معارف الحدیث، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ]

آیات شفا: امام طریقت ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان کا بچہ بیمار ہو گیا۔ اس کی بیماری اتنی سخت ہوگئی کہ وہ قریب المرگ ہو گیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور حضور ﷺ کی خدمت میں بچہ کا حال عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم آیات شفاء سے کیوں دور رہتے ہو کیوں ان سے تمسک نہیں کرتے اور شفا نہیں مانگتے۔ میں بیدار ہو گیا اور اس پر غور کرنے لگا۔ تو میں نے ان آیات شفاء کو کتاب الٰہی میں چھ جگہ پایا، وہ یہ ہیں:

(۱) وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّوْمِنِيْنَ [التوبہ۹/۱۴]

ترجمہ: اور اللہ تبارک وتعالیٰ شفا دیتا ہے مومنین کے سینوں کو۔

(۲) وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ [یونس۱۰/۵۷]

ترجمہ: سینوں میں جو تکلیف ہے ان سے شفا ہے۔

(۳) يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ [النحل۶۹]

ترجمہ: ان کے پیٹ سے نکلتی ہے پینے کی چیز جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، لوگوں کے لیے ان میں شفا ہے۔

(۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ [الشعراء۲۶/۸۰]

ترجمہ: اور قرآن میں ہم ایسی چیز نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

(۵) وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ [الشعراء۲۶/۸۰]

ترجمہ: اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ شفا دیتا ہے۔

(۶) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ [حٰم السجدۃ ۴۴]

ترجمہ: فرمادیجئے آپ ﷺ مومنین کے لیے یہ ہدایت اور شفا ہے۔
میں نے ان آیات کو لکھا اور پانی میں گھول کر بچے کو پلا دیا اور وہ بچہ اسی وقت شفا پا گیا گویا کہ اس کے پاؤں سے گرہ کھول دی گئی ہو۔ [مدارج النبوۃ]

صلوٰۃ وسلام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے، اے لوگو جو ایمان لائے ہو رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھو چنانچہ ارشاد فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ سے فاصلے پر درود پڑھتا ہے، وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ یعنی بذریعہ ملائکہ۔
[بیہقی شعب الایمان، سنن نسائی، مسند داری، سنن ابی داؤد، زاد السعید]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجے کسی کتاب میں تو ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے، جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔ [طبرانی، زاد السعید]

جمعہ کے خطبہ میں جب حضور اکرم ﷺ کا نام مبارک آوے یا خطیب یہ آیت پڑھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

تو اپنے دل میں زبان کو حرکت دیئے بغیر ﷺ کہہ لے۔ [در المختار]

در مختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہل ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چلا چلا کر درود شریف پڑھتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔ جب اسم مبارک لکھے صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی ﷺ پورا لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے صرف صلعم پر اکتفا نہ کرے۔

آپ ﷺ کے اسم گرامی سے پہلے سید نا بڑھا دینا مستحب اور افضل ہے۔ [درمختار]

اگر ایک مجلس میں کئی بار آپ ﷺ کا نام مبارک ذکر کیا جائے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ ہر بار میں ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے۔ مگر فتویٰ اسی

پر ہے کہ ایک بار درود پڑھنا واجب ہے اور پھر مستحب ہے۔

نماز میں بجز تشہد اخیر کے دوسری ارکان میں درود پڑھنا مکروہ ہے۔ [درمختار]

بے وضو درود شریف پڑھنا جائز اور باوضو پڑھنا نور علیٰ نور۔ [زادالسعید]

حدیث شریف میں ہے کہ جمعہ کے دن تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ اس درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ [ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی، زادالسعید]

ابوحفص ابن شاہین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ہزار بار درود پڑھے تو جب تک وہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے نہ مرے گا۔ [سعایہ، زادالسعید]

درود شریف دُعا کی قبولیت کی شرط: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا دُعا آسمان اور زمین کے درمیان ہی رکی رہتی ہے اوپر نہیں جا سکتی جب تک نبی پاک پر درود نہ بھیجا جائے۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

یہی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [معجم اوسط طبرانی]

احادیث میں درود وسلام کی ترغیبات اور فضائل و برکات: ابو بردہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرا جو امتی خلوص دل سے مجھ پر صلوٰۃ بھیجے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر دس صلوٰتیں بھیجتا ہے اور اس کے صلہ میں اس کے درجے بلند کرتا ہے اور اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ محو فرما دیتا ہے۔ [سنن نسائی، معارف الحدیث]

حضرت کعب بن عجرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا۔ میرے پاس آ جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے (آپ ﷺ کو جو کچھ ارشاد فرمانا تھا فرمایا، جب آپ ﷺ منبر پر جانے لگے) جب منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا آمین۔ پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا آمین۔ اسی طرح جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ پھر جو کچھ فرمانا تھا فرمایا۔ جب اس سے فارغ ہو کر آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے تو ہم لوگوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ آج ہم نے آپ ﷺ سے ایک ایسی چیز سنی جو ہم پہلے نہیں سنتے تھے (یعنی منبر کے ہر درجہ پر قدم رکھتے وقت آج آپ ﷺ آمین کہتے تھے یہ نئی بات تھی) آپ ﷺ

نے بتایا کہ جب میں منبر پر چڑھنے لگا تو جبرئیل امین آ گئے انہوں نے کہا کہ:

(۱) تباہ و برباد ہو وہ بے توفیق جو رمضان المبارک پائے اور اس میں بھی اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو۔ تو میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں نے منبر کے دوسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا:

(۲) تباہ و برباد ہو وہ بے توفیق اور بے نصیب جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر آئے اور وہ اس وقت بھی آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے۔ تو میں نے اس پر بھی کہا آمین پھر جب میں نے منبر کے تیسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا:

(۳) تباہ و برباد ہو وہ بد بخت آدمی جس کے ماں باپ یا ان دو میں سے ایک اس کے سامنے بوڑھے ہو جائیں اور وہ (ان کی خدمت کر کے اور ان کو راضی اور خوش کر کے) جنت کا مستحق نہ ہو جائے۔ اس پر بھی میں نے کہا۔ آمین۔ [جامع ترمذی، مستدرک حاکم، معارف الحدیث]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر درود بھیجتے ہوں گے۔ [بیہقی، ترمذی]

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درود بھیجنا گناہوں کے دھونے اور اس سے پاک کرنے میں آگ کو سرد پانی سے بجھانے سے زیادہ موثر و کارآمد ہے اور حضور ﷺ پر سلام پیش کرنا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے غرضیکہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا منبع انوار و برکات اور مفتاح تمام ابواب خیرات وسعادت ہے اور اہل سلوک اس باب میں بہت زیادہ شغف رکھنے کی بناء پر فتح عظیم کے مستوجب اور مواہب ربانیہ کے مستحق ہوئے ہیں۔

بعض مشائخ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ جب ایسا شیخ کامل اور مرشد کامل موجود نہ ہو جو اس کی تربیت کر سکے تو اسے چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کو لازم کر لے۔ یہ ایسا طریقہ ہے جس سے طالب واصل بحق ہوتا ہے اور یہی درود وسلام اور حضور ﷺ کی طرف توجہ کرنا، احسن طریقے سے آداب نبوی ﷺ اور اخلاق جمیلہ محمدیہ سے اس کی تربیت کر دیں گے اور کمالات کے بلند تر مقامات اور قرب الٰہی کے منازل پر اسے فائز کریں گے اور سید الکائنات افضل الانبیاء والمرسلین ﷺ کے قرب سے سرفراز فرمائیں گے۔ [مدارج النبوۃ]

بعض مشائخ وصیت کرتے ہیں کہ سورۂ اخلاص **قل ھو اللّٰہ احد** پڑھے اور سید عالم ﷺ

بر کثرت سے درود بھیجے اور فرماتے ہیں کہ قل ھو اللہ احد کی قرات خدائے واحد کی معرفت کراتی ہے اور سید عالم ﷺ پر درود کی کثرت حضور ﷺ کی محبت و معیت سے سرفراز کرتی ہے اور جو کوئی سید عالم ﷺ پر بکثرت درود بھیجے گا یقیناً اسے خواب و بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔ [منقول از شیخ احمد بن موسیٰ المشرع عن شیخ امام علی متقی، دعوت کبیر، جامع ترمذی، مدارج النبوۃ]

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن اس حال میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے خوشی و مسرت نمایاں تھی اور آپ ﷺ کا چہرۂ انور پر مسرت تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج آپ ﷺ کے رخ انور میں خوشی و مسرت کی لہر تاباں ہے کیا سبب ہے۔ فرمایا جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا۔ اے محمد ﷺ کیا آپ ﷺ کو یہ امر مسرور نہیں کرتا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو بندہ بھی آپ ﷺ کی امت کا آپ ﷺ پر ایک مرتبہ بھی درود بھیجتا ہے میں اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہوں۔
[سنن نسائی، مسند دارمی]

ترمذی شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ پر درود بھیجوں فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا وظائف کا چوتھائی، فرمایا جتنا چاہو اور اگر زیادہ بھیجو تو تمہارے لیے اور زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا نصف! فرمایا جتنا چاہو اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے اور زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا دو تہائی۔ فرمایا جتنا چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے اور زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا پھر تو میں اپنی تمام دُعا کے بدلے میں آپ ﷺ پر درود ہی بھیجوں گا۔ فرمایا:

تب تو تم نے اپنی ہمت پوری کر لی اور گناہوں کو معاف کرالیا۔ [جامع ترمذی، مدارج النبوۃ]

درود شریف کے برکات: سب سے زیادہ لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پر نور آپ ﷺ کی دولت زیارت میسر ہوتی ہے۔ بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ العزیز نے کتاب ''ترغیب السادات'' میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ھو اللہ احد اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے۔ ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ تین جمعے نہ گزرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ [زاد السعید]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ

دیگر: نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد پچیس بار قل ھو اللّٰہ احد اور سلام کے بعد یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے اسے دولت زیارت نصیب ہو۔[زاد السعید]

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَ مَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَ لِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرُوْسِ مَمْلَكَتِكَ وَاِمَامِ حَضْرَتِكَ وَطِرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيْقِ شَرِيْعَتِكَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِيْدِكَ اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُوْرِ ضِيَائِكَ صَلٰوةً تَدُوْمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقٰى بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَ تُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ: اے اللہ رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر جو دریا ہیں تیرے نور کے اور کان ہیں تیرے بھیدوں کے اور زبان تیری وحدانیت کی حجت کے اور دولہا تیرے ملک کے اور پیشوا تیری درگاہ کے اور نقش و آرائش تیرے ملک کے اور خزانے تیری رحمت کے اور راستہ تیرے دین کے، لذت پانے والے تیری توحید کے ساتھ آنکھ موجودات کی اور واسطہ پیدا ہونے ہر موجود کے آنکھ تیرے، خواص بندگان مخلوقات کی سب کے پہلے پہل ظاہر ہوئے نور سے تیری تجلی ذات کی، ایسا درود کے ہمیشہ رہے ساتھ ہمیشہ رہنے آپ کے اور باقی ہے آپ کی بقا کے ساتھ اس کی انتہا نہ ہو سوائے آپ کے علم کے (اور) ایسا درود جو خوش کرے آپ کو اور خوش کرے ان کو اور راضی ہو جائے تو اس درود سے ہم لوگوں سے اے پروردگار تمام عالم کے۔

دیگر: شیخ نے لکھا ہے کہ سوتے وقت یہ درود شریف بھی چند بار پڑھنا زیارت کے لیے موثر ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَمِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ [زادالسعید]

ترجمہ: اے اللہ (مقام) حل وحرام کے رب اور بیت الحرام کے رب اور رکن ومقام کے رب ہمارے سردار اور ہمارے آقا جناب محمد ﷺ کی روح (مبارک) کو سلام پہنچا دیجئے ہماری جانب سے۔

مناہج الحسنات میں ابن فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰ ضریر (نابینا) تھے، انہوں نے اپنا گزرا ہوا قصہ مجھ سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی۔ اس حالت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں۔ ہنوز تین سو بار پر نوبت نہ پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی وہ درود یہ ہے اسے صلوٰۃ تنجینا کہتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِىْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ: اے اللہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد ﷺ پر درود بھیج ایسا درود کہ اس کے ذریعے تو ہمیں تمام خوفوں اور تمام آفتوں سے نجات دے اور اس کے ذریعہ ہماری تمام حاجات پوری کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام برائیوں سے پاک کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں اپنے نزدیک بلند درجوں پر بلند کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام نیکیوں کا منتہائے مقصود بہم پہنچائے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اس درود شریف کے برکات بے شمار ہیں اور ہر طرح کی وباؤں اور بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے اور قلب کو عجیب وغریب اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ بزرگوں کے مجربات میں ہے۔

[زادالسعید]

بزار وطبرانی نے صغیر اور اوسط میں رویفع سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو اس درود کو پڑھے

اس کے لیے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری شفاعت واجب اور ضروری ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ

ترجمہ: اے اللہ سیدنا محمد ﷺ و آل محمد ﷺ پر درود نازل فرما اور آپ ﷺ کو ایسے ٹھکانے پر پہنچا جو تیرے نزدیک مقرب ہو۔

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ ہمارے گھرانے والوں پر درود پڑھتے وقت ثواب کا پورا پیمانہ ملے تو یہ درود پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ترجمہ: اے اللہ درود نازل فرما نبی اکرم سیدنا محمد ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ کی اولاد اور آپ کے گھر والوں پر جیسا تو نے سیدنا ابراہیم ﷺ پر درود نازل فرمایا بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

بخاری نے القول البدیع میں بروایت ابن ابی عاصم ﷺ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو کوئی سات جمعے تک ہر جمعہ کو سات بار اس درود شریف کو پڑھے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔ (حاشیہ دلائل، زاد السعید)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلَهٗ جَزَاءً وَّ لِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّ اَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِىْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ مَاجَا زَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلِهٖ عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

ترجمہ: اے اللہ اپنے (برگزیدہ) بندے اور اپنے رسول نبی امی سیدنا محمد ﷺ پر اور سیدنا محمد ﷺ

کی اولاد پر ایسا درود نازل فرما جو تیری رضا کا ذریعہ ہو اور حضور کے لیے پورا بدلہ ہو اور آپ کے حق میں ادائیگی ہو اور آپ کو وسیلہ و فضیلہ اور مقام محمود جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے، عطا فرما، اور حضور ﷺ کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرما جو آپ کی شان عالی کے لائق ہو اور آپ کو ان سب سے افضل بدلہ عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کی اس کی امت کی طرف سے عطا فرمایا اور حضور ﷺ کے تمام برادران انبیاء و صالحین پر اے ارحم الراحمین درود نازل فرما۔ [از کتاب السعید]

حضرت عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے میرے ہاتھ کی انگلیوں پر گن کر درود شریف کے یہ کلمات تعلیم فرمائے اور بتایا کہ رب العزت جل جلالہ کی طرف سے یہ اسی طرح اترے ہیں وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ο اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ο اَللّٰھُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ο اَللّٰھُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ο اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا سَلَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ο

ترجمہ: اے اللہ سیدنا محمد ﷺ اور آل سیدنا محمد ﷺ پر درود نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت ابراہیم ﷺ کی اولاد پر درود نازل فرمایا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیدنا محمد ﷺ اور سیدنا محمد ﷺ کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم ﷺ اور سیدنا ابراہیم ﷺ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیدنا محمد ﷺ اور سیدنا محمد ﷺ کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت ابراہیم ﷺ کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرمائی۔ بیشک

تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سلام بھیج سیدنا محمد ﷺ اور سیدنا محمد ﷺ کی اولاد پر جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر سلام بھیجا۔ بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ [معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اس طرح کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ن النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ ن النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[مسند احمد صحیح ابن حبان، معارف الحدیث]

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ حضرت ﷺ! ہم آپ ﷺ پر صلوٰۃ (درود) کس طرح پڑھا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ترجمہ: اے اللہ اپنی خاص نوازش اور عنایت و رحمت فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی پاک بیبیوں پر اور آپ ﷺ کی نسل پر جیسے کہ آپ نے نوازش اور عنایت و رحمت فرمائی آل ابراہیم علیہ السلام پر اور خاص برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی پاک بیبیوں پر اور آپ ﷺ کی نسل پر جیسے کہ آپ نے برکتیں نازل فرمائیں آل ابراہیم علیہ السلام پر اے اللہ! تو ساری حمد و ستائش کا سزاوار ہے اور تیرے ہی لیے ساری عظمت و بڑائی ہے۔ [رواہ البخاری و مسلم، معارف الحدیث]

حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ پر درود کس طرح بھیجا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود

بھیجا کرو اور خوب اہتمام اور دل لگا کے دُعا کیا کرو اور یوں عرض کیا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

ترجمہ: اے اللہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اپنی خاص عنایت و رحمت اور برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم ؑ اور آل ابراہیم ؑ پر برکتیں نازل فرمائیں، تو ہر حمد و ستائش کا سزاوار ہے اور عظمت و بزرگی تیری صفت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر اس طرح درود بھیجا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

ترجمہ: اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر جس طرح تو نے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیم ؑ اور آل سیدنا ابراہیم ؑ پر اور برکت نازل فرما سیدنا محمد ﷺ اور آل سیدنا محمد ﷺ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت ابراہیم ؑ کی اولاد پر اور رحمت بھیج سیدنا محمد ﷺ اور آل سیدنا محمد ﷺ پر جس طرح تو نے رحمت بھیجی سیدنا ابراہیم ؑ اور سیدنا ابراہیم ؑ کی اولاد پر۔

تو میں قیامت کے دن اس کے لیے شہادت دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

[تہذیب الآثار طبری، معارف الحدیث]

استغفار

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ خدا کی قسم میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حضور میں توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ [صحیح بخاری، معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی ایک نشست میں شمار کر لیتے تھے کہ آپ ﷺ سو سو دفعہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے تھے۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ

[معارف الحدیث، مسند احمد۔ جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، ابن ماجہ]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر آدمی خطا کار ہے (کوئی ایسا نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا یا لغزش سرزد نہ ہو) اور خطا کاروں میں بہت اچھے ہیں جو خطا وقصور کے بعد مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں۔

[معارف الحدیث، جامع ترمذی، ابن ماجہ، سنن دارمی]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو بندہ (گناہ کر کے) استغفار کرے (یعنی سچے دل سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے معافی مانگے) پھر وہ اگر دن میں ستر دفعہ بھی پھر وہی گناہ کرے تو (اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک) وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

حضرت زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس بندے نے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں توبہ و استغفار کیا تو وہ بندہ ضرور بخش دیا جائے گا۔ اگر چہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو۔ وہ یہ ہے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ.

[معارف الحدیث، جامع ترمذی، ابوداؤد]

استغفار کی برکات: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ استغفار کو لازم پکڑ لے (یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے لیے تنگی اور مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دے گا اور اس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرماوے گا اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا اس کو خیال و گمان بھی نہ ہوگا۔ [مسند احمد، سنن ابی داؤد]

بار بار گناہ اور بار بار استغفار کرنے والے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کسی بندہ نے گناہ کیا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ سے

عرض کیا، اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا، مجھے معاف فرما دے!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا اور اس کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا اور پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا۔ میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا تو اس کو بخش دے اور معاف فرما دے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پھر فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ وقصور معاف بھی کر سکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا۔ اے میرے مالک ومولیٰ مجھ سے اور گناہ ہو گیا تو مجھے معاف فرما دے اور میرے گناہ بخش دے! تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کہ کیا میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک ومولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کر سکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اب جو اس کا جی چاہے کرے۔ [صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث]

مرنے والوں کے لیے سب سے بہتر تحفہ استغفار (دعائے مغفرت):

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لیے چیخ وپکار کر رہا ہو۔ وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں باپ یا بھائی، بہن یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دُعائے رحمت ومغفرت کا تحفہ پہنچے۔ جب کسی طرف سے اس کو دُعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا ومافیہا سے زیادہ عزیز ومحبوب ہوتا ہے اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دُعاؤں کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے، جس کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے اور مردوں کے لیے زندوں کا خاص ہدیہ ان کے لیے دُعائے مغفرت ہے۔ [شعب الایمان البیہقی، معارف الحدیث]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی مردِ صالح کا درجہ ایک دم بلند کر دیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے میرے پروردگار! میرے درجے اور مرتبے میں یہ ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے فلاں اولاد کے دُعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔ [مسند احمد، معارف الحدیث]

حضرت ابودرداء ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ عام مومنین و مومنات کے لیے ہر روز (۲۵ یا ۲۷ دفعہ) اللہ تبارک و تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دُعا کرے گا، وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا۔ جن کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کی برکت سے دنیاوالوں کو رزق ملتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ

ترجمہ: ''اے اللہ تمام مومنین اور مومنات اور تمام مسلمین اور مسلمات کی بخشش فرما جوان میں سے زندہ ہوں (ان کی بھی) اور جوان میں سے وفات پا گئے ہیں (ان کی بھی)'' [حصن حصین]

سیدالاستغفار: حضرت شداد بن اوس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سیدالاستغفار (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَاَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

ترجمہ: ''اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے میں نے جو گناہ کیے ان کے شر سے تیرے پناہ چاہتا ہوں میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیوں کہ تیرے علاوہ کوئی گناہ کو نہیں بخش سکتا۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس بندے نے اخلاص اور دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا) اور اسی طرح دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آ گئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا اور اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے اسی رات میں وہ چل بسا تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا۔ [صحیح بخاری، معارف الحدیث]

تشریح: اس استغفار کی اس غیر معمولی فضیلت کا راز بظاہر یہی ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ میں عبدیت کی روح بھری ہوئی ہے۔

صلوٰۃ استغفار: حضرت علی مرتضیٰ ؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر ؓ نے بیان فرمایا (جو بلا شبہ صادق وصدیق ہیں) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے، جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اٹھ کر وضو کرے پھر نماز پڑھے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتا ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ۔ [معارف الحدیث، جامع ترمذی]

استعاذہ

پناہ مانگنے کی بعض دُعائیں: دنیا و آخرت کا کوئی شر، کوئی فساد، کوئی فتنہ، کوئی بلا اور آفت اس عالم وجود میں ایسی نہیں ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ نہ مانگی ہو اور امت کو اس کی تلقین نہ فرمائی ہو۔ ذیل میں بعض دُعائیں درج کی جاتی ہیں۔ بعض گزشتہ مضامین کے ذیل میں آچکی ہیں۔

حضرت شکل بن حمید ؓ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے کوئی تعوذ تعلیم فرما دیجئے جس کے ذریعہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے پناہ وحفاظت طلب کیا کروں آپ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں تھام کر فرمایا کہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ

ترجمہ: ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے اور اپنی نگاہ کے شر سے اور اپنی زبان کے شر سے اور اپنے قلب کے شر سے اور اپنے مادۂ شہوت کے شر سے۔''

[سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، نسائی، معارف الحدیث]

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاثَمِ ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ فِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ۔ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ كَمَا يُنَقَّى الثَّوَابُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

ترجمہ: ''اے میرے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں سستی اور کاہلی سے اور انتہائی بڑھاپے سے (جو آدمی کو بالکل ہی ناکارہ کردے) اور قرض کے بوجھ سے اور ہر گناہ سے۔ اے میرے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کے فتنہ سے اور فتنۂ قبر سے اور عذابِ قبر سے اور دولت و ثروت کے فتنہ اور شر سے اور مفلسی اور محتاجی کے فتنہ اور شر سے اور فتنۂ دجال کے شر سے اے میرے اللہ میرے گناہوں کے اثرات دھو دے اولے اور برف کے پانی سے اور میرے دل کو گندے اعمال و اخلاق کی گندگیوں سے اس طرح پاک اور صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے نیز میرے اور گناہوں کے درمیان اتنی دوری پیدا کر دے جتنی دوری تو نے مشرق و مغرب کے درمیان کر دی ہے۔'' [صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دُعاؤں میں سے ایک دُعا یہ بھی تھی:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ [رواہ مسلم، معارف الحدیث]

جمعۃ المبارک

حضرت طارق بن شہاب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم اور واجب ہے۔ اس وجوب سے چار قسم

کے آدمی مستثنیٰ ہیں۔ (۱) غلام جو بیچارہ کسی کا مملوک ہو۔ (۲) عورت (۳) نابالغ لڑکا (۴) بیمار۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لوگوں کو چاہیے کہ نماز جمعہ ہرگز ترک نہ کریں ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے اس گناہ کی سزا میں دلوں پر مہر لگا دے گا (ہدایت سے محروم ہو کر) پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔ [مسلم]

نماز جمعہ کا اہتمام اور اس کے آداب: حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ہو سکے صفائی و پاکیزگی کا اہتمام کرے اور جو تیل خوشبو اس کے گھر ہو وہ لگائے۔ (ایک حدیث میں ہے کہ مسواک ضرور کرنا چاہیے) پھر وہ گھر سے نماز کے لیے جائے اور مسجد میں پہنچ کر اس کی احتیاط کرے کہ جو دو (۲) آدمی پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوں ان کے بیچ میں نہ بیٹھے۔ (یعنی جگہ تنگ نہ کرے) پھر جو نماز یعنی سنن و نوافل کی جتنی رکعتیں اس کے لیے مقدر ہیں وہ پڑھے۔ پھر جب امام خطبہ دے تو توجہ اور خاموشی کے ساتھ اس کو سنے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے اس کی ساری خطائیں ضرور معاف کر دی جائیں گی۔ [ابن ماجہ، معارف الحدیث، صحیح بخاری]

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا تو اس کے لیے دونوں جمعوں کے درمیان ایک نور چمکتا رہے گا۔ [نسائی]

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے کوئی دُعا مانگے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے۔ عصر سے لے کر مغرب تک ہے۔ [از بہشتی گوہر، بخاری]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اس روز درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود میرے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ [ابن ماجہ]

موت بروز جمعہ: روز جمعہ اور شب جمعہ میں موت آنے کی فضیلت میں احادیث و آثار مروی ہیں کہ مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔

مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ

کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے دن یا اس کی رات میں مرے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ [مدارج النبوۃ]

جمعہ کے لیے اچھے کپڑوں کا اہتمام: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو وسعت ہو تو وہ روزمرہ کے کام کاج کے وقت پہنے جانے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لیے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کے رکھ لے۔ [سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث]

جمعہ کے دن خط بنوانا اور ناخن ترشوانا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نماز کے لیے جانے سے پہلے اپنے ناخن اور اپنی لبیں تراشا کرتے تھے۔ [مسند بزاز و معجم اوسط طبرانی، معارف الحدیث]

آپ کا جمعہ کا لباس: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک خاص جوڑا تھا جو آپ ﷺ جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے اور جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لاتے تھے تو ہم اس کو تہہ کر کے رکھ دیتے تھے اور پھر وہ اگلے جمعہ ہی کو نکلتا تھا۔ (حدیث ضعیف ہے) [طبرانی معجم صغیر و اوسط]

صاحب سفر السعادۃ، فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا لباس عادۃً چادر، رومال اور سیاہ کپڑا تھا۔ لیکن مشکوٰۃ میں مسلم سے بروایت حضرت عمر بن حرث رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس حال میں خطبہ فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا اور آپ ﷺ اس کا شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے ہوتے تھے۔ [مدارج النبوۃ]

جمعہ کے دن اول وقت مسجد جانے کی فضیلت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد دوم نمبر پر آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گائے کی قربانی پیش کرتا ہے، پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی

ہے۔ پھر جب امام خطبہ کے لیے منبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر کو لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ [معارف الحدیث، صحیح بخاری و مسلم]

نماز جمعہ کے بعد سنتیں: حضرت علی ؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ وہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ [جامع ترمذی]

نماز جمعہ وخطبہ کے بارے میں رسول اللہ کا معمول: حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو خطبے دیا کرتے تھے اور دونوں کے درمیان (تھوڑی دیر کے لیے) بیٹھتے تھے۔ [بخاری و مشکوٰۃ]

اس اثناء میں آپ ﷺ کلام نہ فرماتے تھے۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

آپ ﷺ ان خطبوں میں قرآن مجید کی آیات بھی پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصیحت بھی فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کی نماز بھی درمیانہ ہوتی تھی اور اسی طرح آپ ﷺ کا خطبہ بھی۔ (یعنی زیادہ طویل نہ ہوتا تھا)۔ [معارف الحدیث، صحیح مسلم]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں الم تنزیل (یعنی سورہ السجدہ) اور دوسری رکعت میں هل اتىٰ على الانسان (یعنی سورۂ الدھر) پڑھا کرتے تھے (ان سورتوں کو مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے اور کبھی ترک کردے)

[صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث، بہشتی گوہر]

حضور ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم ربك الاعلىٰ اور هل اتاك حديث الغاشيه پڑھتے تھے۔ [بہشتی گوہر]

اور ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سورۂ ق خطبہ میں اکثر پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورۂ والعصر اور کبھی لَا يَسْتَوِىٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ط اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ اور کبھی وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ [بہشتی گوہر]

آپ ﷺ مختصر سا خطبہ دیتے اور نماز طویل کرتے۔ ذکر الٰہی کثرت سے کرتے اور جامع کلام فرماتے اور آپ ﷺ فرمایا کرتے، آدمی کو طویل نماز اور مختصر خطبہ اس کی فقاہت (سمجھ) کی علامت ہے۔ [مسلم، مشکوٰۃ]

اور آپ ﷺ اپنے خطبات میں صحابہ ؓ کو قواعد اسلام اور شریعت سکھاتے۔ [زاد المعاد]

خطبہ میں آپ ﷺ دُعا یا ذکر اللہ کے موقع پر شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے۔ جب بارش کم ہوتی تو خطبہ میں آپ ﷺ بارش کے لیے دُعا کرتے۔ [زادالمعاد]

جمعہ کے خطبہ میں آپ ﷺ تاخیر کرتے۔ یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ جب سب جمع ہو جاتے تو آپ ﷺ تنہا بغیر کسی طرح اظہار نخوت کے تشریف لاتے۔ نہ آپ ﷺ کے آگے آگے کوئی صدا دے رہا ہوتا اور نہ پیچھے کوئی چلتا۔ آپ ﷺ طیلسان (سبز چادر۔ خاص قسم کی) زیب تن کیے ہوئے۔ جب آپ ﷺ مسجد میں تشریف لاتے تو پیش قدمی کر کے خود صحابہ ﷺ کو سلام کرتے۔ جب منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف چہرہ کر لیتے۔ پھر آپ ﷺ بیٹھ جاتے اور حضرت بلال ﷺ اذان شروع کر دیتے۔

جب حضرت بلال ﷺ اذان سے فارغ ہوتے تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو جاتے۔ اذان و خطبہ کے درمیان بغیر وقفہ اور بغیر کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوئے خطبہ شروع کر دیتے۔ پھر ذرا دیر خطبہ دینے کے بعد کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو جاتے اور دوبارہ خطبہ دیتے۔

جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہو جاتے تو حضرت بلال ﷺ اقامت کہتے اور آپ لوگوں کو خطبہ کے دوران قریب ہو جانے اور خاموش رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے: ''اگر ایک آدمی اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ خاموش ہو جاؤ تو اس نے بھی لغو حرکت کی۔''

نبی کریم ﷺ نے زمین پر کھڑے ہو کر یا منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا ہے جب تک منبر نہ بنا تھا تو آپ ﷺ کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو منبر کے پاس تھا جہاں آپ ﷺ خطبہ پڑھتے تھے۔ تکیہ لگا لیتے تھے۔ بعد منبر بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا لینا منقول نہیں ہے۔ [زادالمعاد]

جب آپ ﷺ خطبہ فرماتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ آواز بلند ہو جاتی اور جلال بڑھ جاتا جیسے کوئی کسی لشکر سے ڈرا رہا ہو کہ صبح یا شام آنے والا ہی ہے اور فرماتے تھے مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا اور شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ذرا فرق سے دکھاتے اور فرماتے کہ اس کے بعد سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور بہترین تحفہ محمد ﷺ کی سنت ہے، سب سے بدترین کام بدعت (دین میں نئی ایجاد) ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

آپ ﷺ جو بھی خطبہ دیتے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعریف سے اس کا آغاز فرماتے۔

[زادالمعاد]

خطبہ جمعہ

پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء پڑھ کر آپ ﷺ فرماتے:

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ط اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَعَلَيَّ

ترجمہ: ”بہرحال حمد وصلوٰۃ کے بعد پس سب کلاموں سے بہتر خدا کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب چیزوں سے بری نئی باتیں ہیں، ہر بدعت دوزخ میں ہے، میں ہر مومن کا اس کی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں جو شخص کچھ مال چھوڑے تو اس کے اعزہ کا ہے اور اگر کچھ قرض چھوڑے یا کچھ اہل وعیال تو وہ میرے ذمہ ہیں۔“

کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ قَبْلَ اَنْ تَشْغَلُوْا وَصِلُوا الَّذِىْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهٗ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُوْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ مَكْتُوْبَةً فِىْ مَقَامِىْ هٰذَا فِىْ شَهْرِىْ هٰذَا فِىْ عَامِىْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ وَّجَدَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

فَمَنْ تَرَكَهَا فِىْ حَيَاتِىْ اَوْبَعْدِىْ جُحُوْدًا بِهَا اَوْ اِسْتِخْفَافًا بِهَا وَلَهٗ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ وَلَا بَارَكَ لَهٗ فِىْ اَمْرِهٖ اَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَهٗ وَلَا زَكٰوةَ لَهٗ وَلَا حَجَّ لَهٗ اَلَا فَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰى يَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ اِمْرَاءَةٌ رَجُلًا اَلَا وَلَا يَؤُمَّنَّ اَعْرَابِىٌّ مُهَاجِرًا اَلَا وَلَا يَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ يَقْهَرَهٗ سُلْطَانٌ يَخَافُ سَيْفَهٗ وَسَوْطَهٗ (ابن ماجہ)

ترجمہ: ''اے لوگو توبہ کرو موت آنے سے پہلے اور جلدی کرو نیک کام کرنے میں اور پورا کرو عہد کو جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے اس کے ذکر کی کثرت سے اور صدقہ دینے سے ظاہر و باطن میں اس کا ثواب پاؤ گے اور اللہ کے نزدیک تعریف کیے جاؤ گے اور رزق پاؤ گے اور جان لو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے اوپر جمعہ کی نماز فرض کی ہے میرے اس مقام میں اس شہر میں اسی سال میں قیامت تک بشرط امکان جو شخص اس کو ترک کرے میری زندگی میں یا میرے بعد اس کی فرضیت کا انکار کر کے یا سہل انکاری سے بشرطیکہ اس کا کوئی بادشاہ ظالم ہو یا عادل تو اللہ اس کی پریشانیوں کو دور نہ کرے نہ اس کے کسی کام میں برکت دے۔ سنو! نہ اس کی نماز قبول ہوگی نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ کوئی نیکی یہاں تک کہ توبہ کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لے گا۔ سنو! نہ امامت کرے کوئی عورت کسی مرد کی نہ کوئی اعرابی یعنی جاہل کسی مہاجر یعنی عالم کی نہ کوئی فاسق کسی صالح کی مگر یہ کہ کوئی بادشاہ جبراً ایسا کرائے جس کی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو۔''

[ابن ماجہ]

اور کبھی یہ خطبہ پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـَٔاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ ان کو اللہ نے سچی باتوں کی بشارت اور ان سے ڈرانے کے لیے قیامت کے قریب بھیجا ہے جو کوئی اللہ اور رسول کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہیں۔ [ابوداؤد، بہشتی گوہر]

خطبۂ جمعہ کے مسائل

خطبہ جمعہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں:

(۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔
(۲) دو خطبے پڑھنا۔
(۳) دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھے رہنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔
(۴) ہر طرح کی ناپاکی سے پاک ہونا۔
(۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔
(۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہنا۔
(۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں۔
(۸) خطبہ میں آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا۔

۱۔ اللہ کا شکر اور اس کی تعریف
۲۔ خداوند عالم کی وحدت اور
۳۔ نبی علیہ السلام کی رسالت کی شہادت
۴۔ نبی کریم ﷺ پر درود۔
۵۔ وعظ و نصیحت۔
۶۔ قرآن مجید کی آیتوں یا کسی سورۃ کا پڑھنا۔
۷۔ دوسرے خطبہ میں پھر ان چیزوں کا اعادہ کرنا۔
۸۔ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔
۹۔ خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔
۱۰۔ خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہونا اور منبر کے ہوتے ہوئے بھی کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں۔
۱۱۔ دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ

اور کسی زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے، یہ خلاف سنت اور مکروہ تحریمی ہے۔

۱۲۔ دوسرے خطبہ میں نبی کریم ﷺ کی آل و اصحاب کرام اور ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و حضرت عباس ﷺ کے لیے دُعا کرنا مستحب ہے۔ [بہشتی گوہر]

مسجد و متعلقات مسجد

سُنَنِ ہدیٰ: حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے مسلمانو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لیے "سنن ھُدیٰ" مقرر فرمائی ہیں (یعنی ایسے اعمال کا حکم دیا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقام قرب و رضا تک پہنچانے والے ہیں) اور یہ پانچوں نمازیں جماعت سے مسجد میں ادا کرنا انہی "سنن ہدیٰ" میں سے ہے اور اگر تم اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ یہ ایک جماعت سے الگ اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے، (یہ اس زمانے کے کسی خاص شخص کی طرف اشارہ تھا) تو تم اپنے نبی ﷺ کا طریقہ چھوڑ دو گے اور جب تم اپنے پیغمبر (نبی) کا طریقہ چھوڑ دو گے تو یقین جانو کہ تم راہ ہدایت سے ہٹ جاؤ گے اور گمراہی کے غار میں جا گرو گے۔ [صحیح مسلم و معارف الحدیث]

مسجد کی فضیلت: ابوامامہ ﷺ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا: فرمایئے سب سے بہتر جگہ کون سی ہے؟ آپ ﷺ یہ کہہ کر خاموش ہو رہے کہ میں ذرا جبرئیل کے آنے تک خاموش رہتا ہوں۔ اس کے بعد جبرائیل ﷺ آگئے۔ آپ ﷺ نے ان سے یہ سوال کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ جس سے آپ ﷺ پوچھ رہے ہیں اس کو بھی سائل سے زیادہ اس کا علم نہیں۔ لیکن دیکھئے میں اپنے پروردگار سے جا کر پوچھتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے عرض کیا:

اے محمد ﷺ آج مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اتنا قرب نصیب ہوا کہ اس سے قبل کبھی نصیب نہیں ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا، اے جبرئیل آخر کتنا قرب نصیب ہو گیا؟ عرض کیا کہ میرے اور اس کے درمیان نور کے ستر ہزار حجاب قائم تھے (ان حجابات کے اندر سے ارشاد فرمایا) سب سے بدتر مقامات بازار ہیں اور سب سے بہتر مسجد یں ہیں۔ [ابن حبان، ترجمان السنہ]

شاندار مساجد: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حکم نہیں دیا گیا ہے۔ مسجدوں کو بلند اور شاندار بنانے کا۔ یہ حدیث بیان فرمانے کے بعد حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ نے (بطور پیش گوئی) فرمایا:

یقیناً تم لوگ اپنی مسجدوں کی آرائش و زیبائش اسی طرح کرنے لگو گے جس طرح یہودو نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں میں کی ہے۔ [سنن ابی داؤد]

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ ہی کی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

اَرَاكُمْ سَتُشَرِّفُوْنَ مَسَاجِدَ كُمْ بَعْدِيْ كَمَا شَرَّفَتِ الْيَهُوْدُ كَنَائِسَهُمْ وَكَمَا شَرَّفَتِ النَّصَارىٰ بِيَعَهَا

(میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ بھی ایک وقت، جب میں تم میں نہ ہوں گا، اپنی مسجدوں کو اسی طرح شاندار بناؤ گے جس طرح یہود نے اپنے کنیسے بنائے ہیں اور نصاریٰ نے اپنے گرجے) [کنز العمال، بحوالہ ابن ماجہ، معارف الحدیث]

آدابِ مسجد

مسجد بنانا: حضرت عثمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہو (اور کوئی غرض نہ ہو) اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے اسی کی مثل (اس کا) گھر جنت میں بنادے گا۔ [بخاری، مسلم]

(ف): اس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بنائے بلکہ بنی ہوئی مسجد کی مرمت کردے تو اس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عثمان ؓ نے مسجد نبوی کی مرمت کر کے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ [حیوۃ المسلمین]

مسجد میں صفائی: حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کردی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کرکٹ، فرش پر کنکر

تھر) اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنادے گا۔ [ابن ماجہ، حیوۃ المسلمین]

مسجد جانے کا ثواب: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جماعت کے لیے مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گنا کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کے لیے نیکی لکھتا ہے۔ جاتے میں بھی اور لوٹتے میں بھی۔ [احمد وطبرانی وابن حبان، حیوۃ المسلمین]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف چلے اللہ تبارک وتعالیٰ سے قیامت کے روز نور کے ساتھ ملے گا۔ [طبرانی، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، حیوۃ المسلمین]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نماز اپنے گھر میں ایک ہی نماز کے برابر اور قبیلہ یا محلہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر اور اس مسجد میں جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے سو نمازوں کے برابر اور میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ [ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف]

مسجد میں چھوٹے بچوں کو لانے اور شور وشغب کی ممانعت: واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی مسجدوں سے دور اور الگ رکھواپنے چھوٹے بچوں کو اور دیوانوں کو (ان کو مسجد میں آنے نہ دو) اور اسی طرح مسجدوں سے الگ اور دور رکھو اپنی خرید وفروخت کو اور اپنے باہمی جھگڑوں اور قصوں کو اور اپنے شور وشغب کو اور حدوں کے قائم کرنے کو اور تلواروں کو نیام سے نکالنے کو (یعنی ان میں کوئی بات بھی مسجد کی حدود میں نہ ہو) یہ سب باتیں مسجد کے تقدس اور احترام کے خلاف ہیں۔ [سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث]

مسجد میں قدم رکھنے کا ادب: جب مسجد میں داخل ہوں تو باہر پہلے بایاں پاؤں جوتے سے نکالیں، پھر داہنا پاؤں اور مسجد میں پہلے داہنا قدم رکھیں پھر بایاں قدم۔ اسی طرح مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر نکالیں، پھر داہنا قدم، پھر جوتا پہننے میں پہلے داہنے پاؤں میں پہنیں پھر بائیں پاؤں میں۔ [بہشتی گوہر]

نماز فجر کے لیے جاتے وقت کی دعا: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو انہوں نے دیکھا کہ نماز فجر کے لیے مسجد جاتے وقت یہ دعا پڑھ رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْراً وَّ سَمْعِیْ نُوْراً وَّعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْراً وَّ عَنْ شِمَالِیْ نُوْراً وَّ خَلْفِیْ نُوْراً وَّ مِنْ اَمَامِیْ نُوْراً وَّاجْعَلْ لِیْ نُوْراً وَّ فِیْ عَصَبِیْ نُوْراً وَّ فِیْ لَحْمِیْ نُوْراً وَّ فِیْ دَمِیْ نُوْراً وَفِیْ شَعْرِیْ نُوْراً وَّ فِیْ بَشَرِیْ نُوْراً وَّ فِیْ لِسَانِیْ نُوْراً وَّ اجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْراً وَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْراً وَّ اجْعَلْنِیْ نُوْراً وَّ اجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْراً وَّ مِنْ تَحتِیْ نُوْراً اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا ٥

ترجمہ: ''اے اللہ کردیجئے میرے دل میں نور اور میری بینائی میں نور اور میری سماعت میں نور اور میرے داہنے نور اور میرے بائیں نور اور میرے پیچھے نور اور میرے آگے نور اور کردیجئے میرے لیے ایک خاص نور اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بال میں نور اور میری کھال میں نور اور میری زبان میں نور اور میری جان میں نور اور بڑا دیجئے مجھ کو نور اور کردیجئے مجھ کو سراپا نور اور کردیجئے میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور یا اللہ دیجئے مجھ کو خاص نور'' [بخاری و مسلم، ابوداؤد، نسائی، معارف الحدیث]

مسجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کی دُعا: ابواسید ساعدی ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہونے لگے۔ تو چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ دُعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

ترجمہ: اے اللہ تبارک وتعالیٰ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

بعض روایات میں یہ زیادہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ [ابن ماجہ]

مسجد میں داخل ہوجانے کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِهِ الْکَرِیْمِ وَ سُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ [الترغیب]

اور جب مسجد سے باہر جانے لگے تو دُعا کرے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ [صحیح مسلم،معارف الحدیث]

نماز تحیۃ الوضو: حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کامل طریقہ سے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ خود سے خیالات نہ لائے تو اس کے تمام گناہوں (صغیرہ) کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ [ترمذی]

وضو کے بعد ان دو نفلوں کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ علاوہ اوقات مکروہہ کے جب بھی وضو کریں، یہ دو رکعت نفل پڑھ لیا کریں۔

نماز تحیۃ المسجد: یہ نماز اس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔ اس نماز سے مسجد کی تعظیم مقصود ہے۔ دو رکعت نماز پڑھے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو یعنی ظہر۔ عصر اور عشاء میں پڑھے۔
[بخاری، موطا امام مالک، درمختار، بہشتی گوہر]

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ یہ کلمات کہہ لیے جائیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے۔ [بہشتی گوہر]

مسجد میں تسبیحات پڑھنا: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم بہشت کے باغوں میں جاؤ تو وہاں میوے کھاؤ۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! جنت کے باغ کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد یں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ ان کا میوہ کیا ہے۔ فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ [ترمذی، مشکوۃ]

حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دُعا مانگتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَ سُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے اس اللہ کی جو عظیم ہے اور اس کی ذات کریم کی اور اس کی ازلی سلطنت کی۔" [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

مسجد سے بلا عذر باہر جانا: حضرت عثمان بن عفان ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے اور وہ اس کے بعد بھی بلا کسی خاص ضرورت کے مسجد سے باہر چلا جائے اور نماز میں شرکت کے لیے واپسی کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔ [ابن ماجہ، معارف الحدیث]

بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت: حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس بدبودار درخت (پیاز یا لہسن) سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے، کیونکہ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ [صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث]

اذان واقامت

اذان کا طریقہ: حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے موذن بلال ﷺ سے فرمایا کہ جب تم اذان دو تو آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر دیا کرو (یعنی ہر کلمہ پر سانس توڑ دو اور وقفہ کیا کرو) اور جب اقامت کہا کرو تو رواں کہا کرو اور اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فصل کیا کرو کہ جو شخص کھانے پینے میں مشغول ہے وہ فارغ ہو جائے اور جس کا استنجا کا تقاضا ہے وہ جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہولے اور کھڑے نہ ہوا کرو۔ جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

حضرت سعد قرظ ﷺ جو مسجد قبا میں رسول اللہ ﷺ کے مقرر کیے ہوئے موذن تھے ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال ﷺ کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں دے لیا کریں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ایسا کرنے سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہو جائے گی۔ [معارف الحدیث، سنن ابی ماجہ]

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے بلال ﷺ کو دیکھا ابطح کی طرف سے نکلے اور اذان دی، پھر جب وہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر پہنچے تو اپنی گردن کو

دائیں اور بائیں طرف موڑا اور سینہ کو گھمایا نہیں۔ [صحیح بخاری۔ معارف الحدیث]

اذان اور اقامت کا حق: حضرت زیاد بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ فجر کی نماز کے وقت حضرت محمد ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ تم اذان کہو۔ میں نے اذان کہی، اس کے بعد جب اقامت کہنے کا وقت آیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اقامت وہ کہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

اذان، کا جواب اور دُعا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مؤذن کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اس کے جواب میں) تم میں سے کوئی کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پھر مؤذن کہے اَشْھَدُاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، تو وہ جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں) کہے اَشْھَدُاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، پھر مؤذن کہے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، تو جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں) کہے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، پھر مؤذن کہے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ تو جواب دینے والا کہے لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ. پھر مؤذن کہے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ تو جواب دینے والا بھی کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر مؤذن کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو جواب دینے والا بھی یہی کہے۔ پھر مؤذن کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ○ جواب دینے والا یہی کہے پھر موذن کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو جواب دینے والا بھی کہے لا الہ الا اللہ اور یہ کہنا دل سے ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ [صحیح مسلم]

یعنی مؤذن کے الفاظ کا دہرانا چاہیے۔ لیکن صرف حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو اس کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا جائے اور فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و بررت کہا جائے۔

ان مواقع پر مؤذن کے الفاظ نہ دہرائے جائیں بلکہ ان کی جگہ مذکورہ بالا الفاظ کہے جائیں۔ دونوں کے جمع کرنے کے لیے کوئی روایت نہیں ہے اور نہ محض حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہنا کہیں مروی ہے اور بلکہ سنت یہ ہے کہ اس موقع پر صرف لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ کہا جائے۔ [زاد المعاد]

اقامت میں مذکورہ بالا طریقے پر وہی الفاظ دہرائے جائیں اور قد قامت الصلوۃ کے جواب میں اقامھا اللّٰہ و ادامھا کہا جائے۔

اذان ختم ہونے پر درود شریف پڑھے پھر حسب ذیل مسنونہ دُعا پڑھے، پھر اس کے بعد اپنے لیے دُعا کرے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل کا طلب گار ہو، اس کی دُعا قبول ہوگی۔ [زاد المعاد]

اذان کے بعد کی دُعا: حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کوئی بندہ اذان ختم ہونے پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے یوں دُعا کرے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

ترجمہ: ''اے اللہ! اس دعوت تامہ کاملہ اور اس صلوٰۃ قائمہ دائمہ کے رب یعنی اے وہ اللہ جس کے لیے اور جس کے حکم سے یہ اذان اور نماز ہے اپنے رسول پاک محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت کا خاص درجہ عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا تو نے ان کے لیے وعدہ فرمایا ہے۔ بیشک آپ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتے۔'' [بخاری]

تو وہ بندہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حق دار ہوگیا۔ [معارف الحدیث، صحیح بخاری]

اور فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دین و دنیا کی فلاح مانگو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَفِیْ اَهْلِیْ وَمَالِیْ

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے آپ کی خوشنودی اور درگذر کرنا مانگتا ہوں اور دنیا و آخرت میں اور مال میں اور گھر بار میں عافیت مانگتا ہوں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کی اذان سننے کے وقت یعنی جب وہ اذان کہہ کر فارغ ہو جائے کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا

تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔

سفر میں اذان واقامت وامامت: مالک بن الحویرث ﷺ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ایک چچازاد بھائی ساتھ تھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سفر کرو تو نماز کے لیے اذان اور اقامت کہو اور تم میں جو بڑا ہو وہ امامت کرے اور نماز پڑھائے۔ [صحیح بخاری، معارف الحدیث]

اذان کے متعلق مسائل:

۱۔ مؤذن کو بلند آواز ہونا چاہیے۔

۲۔ اذان مسجد سے باہر (علیحدہ) کسی اونچے مقام پر کہنا چاہیے۔

۳۔ اقامت مسجد کے اندر ہونا چاہیے۔

۴۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (البتہ جمعہ کے دوسری اذان مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا جائز ہے)۔

۵۔ اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔

۶۔ اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا چاہیے اور اقامت کا جلد جلد ادا کرنا سنت ہے۔

۷۔ اذان اور اقامت قبلہ رو کہنا سنت ہے۔

۸۔ اذان میں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں اور بائیں طرف منہ پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا اور کسی چیز کی (مثلاً مولود کے کان میں اذان کہنا) لیکن سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں۔

۹۔ اذان کے الفاظ ترتیب وار کہنا ضروری ہیں۔

۱۰۔ اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً جواب نہ دے اور بعد ختم اذان کے

خیال آوے یا جواب دینے کا ارادہ کرے تو ایسی صورت میں اگر زیادہ وقت نہ گزرا ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

۱۱۔ جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔[بہشتی گوہر]

جماعت

کفارات و درجات: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو نہایت ہی عمدہ صورت میں (خواب میں) دیکھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ یہ مقرب فرشتے کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ کو خوب معلوم ہے۔ پھر بیان فرمایا اور اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان (سینہ پر) رکھا تو اس کی ٹھنڈک (یعنی راحت) میں نے اپنے سینہ پر محسوس کی۔ پس زمین و آسمان کی تمام اشیاء کا (بوجہ اس کے فیض کے) مجھ کو علم ہو گیا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ اب تم کو معلوم ہوا کہ مقرب فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ کفارات کے بارے میں اور وہ کفارات یہ ہیں۔

نماز کے بعد مسجدوں میں ٹھہرنا اور جماعتوں کی نماز کے لیے جانا اور مشکل وقتوں میں (مثلاً سردی کے وقت) کامل وضو کرنا۔ پس جس نے ایسا کیا اس کی زندگی بھی اچھی ہوئی اور موت بھی اچھی ہوئی اور گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو گیا۔ جیسا وہ اس روز گناہوں سے پاک وصاف تھا۔ جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا، اے محمد ﷺ جب تم نماز پڑھ لو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ تَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاكِيْنَ فَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِىْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ

ترجمہ: ''اے اللہ میں آپ سے مانگتا ہوں بھلائی کے کام اور برائیوں سے پرہیز اور مسکینوں کی محبت پس جب آپ اپنے بندوں کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائیں تو آپ مجھے اس حالت میں اپنی طرف اٹھا لیجئے کہ میں فتنہ میں مبتلا نہ ہوا ہوں۔''

اور فرمایا درجات میں ترقی کا باعث یہ چیزیں ہیں خوب باہم سلام کرنا۔ کھانا کھلانا اور شب کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوتے ہیں۔ [مشکوٰۃ]

جماعت کی اہمیت: حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز با جماعت کے لیے موذن کی پکار سنے اور اس کی تابعداری کرنے سے (یعنی جماعت میں شریک ہونے سے) کوئی واقعی عذر اس کے لیے مانع نہ ہو اور اس کے باوجود وہ جماعت میں نہ آئے۔ (بلکہ الگ ہی اپنی نماز پڑھ لے) تو اس کی وہ نماز اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں قبول نہیں ہوگی۔

بعض صحابہ ﷺ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ واقعی عذر کیا ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جان و مال کا خوف یا مرض۔ [سنن ابی داؤد، سنن دارقطنی، معارف الحدیث]

جماعت کی نیت پر ثواب: حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح (یعنی پورے آداب کے ساتھ) وضو کیا پھر وہ جماعت کے ارادے سے مسجد کی طرف گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ چکے اور جماعت ہو چکی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس بندے کو بھی ان لوگوں کے برابر ثواب دے گا جو جماعت میں شریک ہوئے اور جماعت سے نماز پڑھی اور یہ چیز ان لوگوں کے اجر و ثواب میں کمی کا باعث نہ ہوگی۔ [سنن ابی داؤد، نسائی، معارف الحدیث]

صف اول: حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو، پہلے اگلی صف پوری کیا کرو پھر اس کے قریب والی تاکہ جو کمی وکسر رہے اور آخری ہی صف میں رہے۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

نماز باجماعت کی فضیلت و برکت: حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ [صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث]

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تبارک وتعالیٰ کو پسند ہے۔ [ابوداؤد، نسائی، بہشتی گوہر]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدت نشاط تک نفل نماز پڑھو اور جب سست پڑ جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔

تکبیر اُولیٰ: حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چالیس دن تک ہر نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔ اس طرح کہ اس کی تکبیر اُولیٰ بھی فوت نہ ہو تو اس کے لیے دو براٗتیں (نجات) لکھ دی جاتی ہیں۔ ایک آتش دوزخ سے براٗت اور دوسرے نفاق سے براٗت۔ [جامع ترمذی]

جماعت سے عذر: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک رات میں جو بہت سردی اور تیز ہوا والی رات تھی، اذان دی پھر خود ہی اذان کے بعد پکار کر فرمایا: لوگو! اپنے گھروں ہی پر نماز پڑھ لو۔ پھر آپ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب سردی اور بارش والی رات ہوتی تو آپ ﷺ مؤذن کو حکم فرما دیتے کہ وہ یہ بھی اعلان کر دے کہ آپ لوگ اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لیں۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

امامت

امامت کا حق اور فرض: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو اچھے اور بہتر ہوں ان کو اپنا امام بناؤ۔ کیونکہ تمہارے مالک اور رب کے حضور میں وہ تمہارے نمائندے ہوتے ہیں۔ [دارقطنی، بیہقی، معارف الحدیث]

حضرت ابومسعود انصاری ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہو۔ (یعنی جو شخص کتاب اللہ کا علم اور اس سے تعلق سب سے زیادہ رکھتا ہو اور اگر اس میں سب یکساں ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرے جو شریعت وسنت کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرے جو سن (عمر) کے لحاظ سے مقدم ہو اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے حلقہ سیادت وحکومت میں اس کا امام نہ بنے (یعنی اس حلقہ کے امام کے پیچھے مقتدی بن کر نماز پڑھے۔ ہاں اگر وہ خود ہی اصرار کرے تو دوسری بات ہے)۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جماعت کی امامت کرے اس کو چاہیے کہ خدا سے ڈرے اور یقین رکھے کہ وہ مقتدیوں کی نماز کا بھی

ضامن یعنی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں بھی سوال ہوگا اگر اس نے اچھی نماز پڑھائی تو پیچھے نماز پڑھنے والے سب مقتدیوں کے مجموعی ثواب کے برابر اس کو ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ مقتدیوں کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے اور نماز میں جو نقص وقصور ہوگا اس کا بوجھ تنہا امام پر ہوگا۔ [معجم اوسط للطبرانی، معارف الحدیث]

مقتدیوں کی رعایت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بن کر نماز پڑھائے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھائے۔ (یعنی زیادہ طول نہ دے) کیونکہ مقتدیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور کمزور بھی اور بوڑھے بھی (اُن کے لیے طویل نماز باعث زحمت ہو سکتی ہے) اور جب تم میں سے کسی کو اکیلے نماز پڑھنی ہو تو جتنی چاہے طویل پڑھے۔ [معارف الحدیث، صحیح بخاری، صحیح مسلم]

دُعا میں اخفا: بعض علماء فرماتے ہیں کہ ذکر اور دُعا کے تمام اقسام میں افضل اخفا یعنی آہستہ پڑھنا ہے خواہ امام ہو یا منفرد اور حضور ﷺ کا جہر فرمانا تعلیم امت کے لیے تھا۔

اور اگر کسی جگہ امام جہر و اعلان میں مصلحت دیکھے اور تعلیم و اعلام مقصود ہو تو درست ہے بلکہ مستحسن ہے۔ [مدارج النبوۃ]

مقتدی کو ہدایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نماز کو آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم سجدے میں شریک ہو جاؤ اور اس کو کچھ شمار نہ کرو اور جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا اس نے نماز یعنی نماز کی وہ رکعت پالی۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث نمبر ۳]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ مقتدی لوگ اس کی اتباع واقتداء کریں۔ لہٰذا جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموشی سے کان لگا کر سنو۔ [سنن ابی داؤد، نسائی، سنن ابن ماجہ]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! امام پر سبقت نہ کرو (بلکہ اس کی اتباع اور پیروی کرو) جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ

قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ **ولا الضالین** کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم **اللّٰھم ربنا لک الحمد** کہو۔

[صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث]

جماعت میں شرکت: حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو اچانک آپ ﷺ نے لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی۔ تو جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا کیا بات تھی؟ انہوں نے کہا ہم نے نماز کی طرف آنے میں جلدی کی۔ فرمایا (ایسا) مت کرو، جب تم نماز کو آؤ تو اطمینان اختیار کرو پس جتنی پاؤ پڑھ لو اور جتنی تم سے چھوٹ جائے اسے پورا کرو۔ [بخاری]

نماز میں حدث: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ تم میں سے جب کسی کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو وہ اپنی ناک پکڑ لے (تاکہ لوگ سمجھیں کہ نکسیر پھوٹی ہے) اور وضو کو چلا جائے۔ [مشکوٰۃ]

امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھانا: حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا نہیں ڈرتا وہ شخص جو امام سے پہلے (سجدہ سے) اپنا سر اٹھا لیتا ہے۔ اس سے کہ خداوند تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔ [مشکوٰۃ، بخاری و مسلم]

استنجا کی حاجت: حضرت عبداللہ بن ارقم ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے جب جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو استنجا کا تقاضا ہو تو اس کو چاہیے کہ پہلے استنجا سے فارغ ہو۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

صف بندی

صف کی درستی کا اہتمام: حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر کرتے تھے کہ گویا ان کے ذریعہ تیروں کو سیدھا کریں گے، یہاں تک کہ آپ کو خیال ہو گیا کہ اب ہم لوگ سمجھ گئے کہ ہم کو کس طرح برابر کھڑا ہونا چاہیے اس کے بعد ایک دن ایسا ہوا کہ آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھانے کے لیے اپنی جگہ پر کھڑے بھی ہو گئے یہاں تک قریب تھا کہ آپ تکبیر کہہ کر نماز شروع فرما دیں کہ آپ ﷺ کی نگاہ

ایک شخص پر پڑی جس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:
اللہ کے بندو اپنی صفوں کو سیدھا اور بالکل برابر کرو ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے رُخ ایک دوسرے کے مخالف کر دے گا۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (یعنی نماز کے لیے جماعت کھڑی ہونے کے وقت) ہمیں برابر کرنے کے لیے ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے برابر برابر ہو جاؤ اور مختلف (یعنی آگے پیچھے) نہ ہو کہ خدا نہ کرے، اس کی سزا کی پاداش میں تمہارے قلوب باہم مختلف ہو جائیں (اور فرماتے تھے کہ) تم میں سے جو دانشمند اور سمجھدار ہیں، وہ میرے قریب ہوں ان کے بعد وہ لوگ ہوں جن کا درجہ اس صفت میں ان کے قریب ہو اور ان کے بعد وہ لوگ جن کا درجہ ان کے قریب ہو۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

صف کی ترتیب: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا حال بیان کروں پھر بیان کیا کہ آپ ﷺ نے نماز قائم فرمائی۔ پہلے آپ ﷺ نے مردوں کو صف بستہ کیا ان کے پیچھے بچوں کی صف بنائی پھر آپ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہی طریقہ ہے میری امت کی نماز کا۔
[سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

امام کا وسط میں ہونا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لوگو! امام کو اپنے وسط میں لو۔ (یعنی اس طرح صف بناؤ کہ امام وسط میں ہو) اور صفوں میں جو خلا ہوں اس کو پر کرو۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

ایک یا دو مقتدیوں کی جگہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے (یعنی آپ ﷺ نے نماز شروع فرمائی) اتنے میں میں آ گیا اور (نیت) کر کے آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے کی جانب سے مجھے گھما کر اپنی داہنی جانب کھڑا کر لیا۔ پھر اتنے میں جبار صخر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ وہ نیت کر کے آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کے پیچھے کی جانب کر دیا اور پیچھے کھڑا کر لیا۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

مسجد کے متعلق احکام

مسجد جاتے وقت مندرجہ ذیل سنتوں کا خیال رکھیں اور یہ پانچوں وقت خیال رکھنا ہوگا۔

۱۔ ہر نماز کے لیے باوضو ہو کر گھر سے چلنا۔ [بخاری]

۲۔ گھر سے چلتے وقت نماز پڑھنے کی نیت سے چلنا یعنی اصل اور مقدم نیت نماز پڑھنے ہی کی کرنی چاہیے۔ [بخاری]

۳۔ اذان سن کر نماز کے لیے اس طرح دنیوی مشاغل کو ترک کر دینا گویا ان کاموں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ [نشرالطیب، ترمذی]

۴۔ گھر سے باہر آ کر یہ دُعا پڑھتے ہوئے چلے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ [ترمذی]

۵۔ راستہ میں چلتے ہوئے یہ دُعا پڑھنا بھی احادیث میں ہے۔ ستر ہزار فرشتے اس کے پڑھنے والے کے لیے دُعا کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَّخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ وَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَ اَنْ تَغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

ترجمہ: ”اے اللہ اس حق سے کہ جو سوال کرنے والوں کو تیری جناب میں حاصل ہے اور اس حق سے کہ جو تیری عبادت کرنے والوں کو تیری جناب سے ہے عرض کرتا ہوں کہ میں نے کسی تکبر یا تمکنت کے جذبے یا دکھاوے کی غرض سے قدم باہر نہیں نکالا بلکہ تیری ناراضگی کے خوف سے اور تیری رضا کی جستجو میں چلا ہوں اور تجھ ہی سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے آگ کی عذاب سے پناہ دے دے۔ ہمارے گناہ معاف فرما دے تیرے سوا اور کوئی نہیں جو گناہ معاف کر سکے۔“ [ابن ماجہ]

۶۔ نماز پڑھنے کے لیے چلے تو باوقار ہو کر، قدرے چھوٹے قدم رکھتا ہوا چلے، کہ یہ نشان قدم لکھے جاتے ہیں اور ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔ [الترغیب]

۷۔ مسجد میں داخل ہونے لگےتو پہلے بایاں پاؤں جوتے میں سے نکال کر بائیں جوتے پر رکھ لے اور داہنا پاؤں جوتے سے نکال کر اول دایاں پاؤں مسجد میں رکھے۔

۸۔ بلا ضرورت شدیدہ دنیوی باتیں نہ کریں۔ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تلاوت اور ذکر آہستہ کریں۔ قبلہ رو نہ تھوکیں نہ قبلہ رو پاؤں پھیلائیں۔ نہ گاناگائیں نہ باہر گم ہو جانے والی چیزوں کو مسجد میں تلاش کریں، نہ اس کا اعلان کریں، نہ بدن، کپڑے یا اور کسی چیز سے کھیل کریں۔ انگلیوں میں انگلیاں نہ ڈالیں۔ الغرض مسجد کے احترام کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔
[طبرانی، مسند امام احمد]

۹۔ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام رکھیں۔ ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام رکھیں۔ [مسلم]

۱۰۔ جب جماعت کھڑی ہونے لگےتو تکبیر ہونے سے پہلے صفوں کو سیدھا کریں اس کے بعد تکبیر کہی جائے۔

۱۱۔ جہاں تک ممکن ہو اگلی صف میں جا کر بیٹھیں۔ امام کے بالکل پیچھے یا دائیں طرف ورنہ بائیں طرف۔ اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو اسی ترتیب سے دوسری، پھر تیسری صف بنا کر بیٹھیں۔ الغرض جب تک اگلی کسی صف میں جگہ ملتی ہو تو پیچھے نہ بیٹھیں۔ [مسلم، ابوداؤد]

۱۲۔ صفوں کو بالکل سیدھا رکھیں۔ مل کر کھڑے ہوں۔ درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑیں، کندھے اور ٹخنے ایک دوسرے کے بالمقابل ہوں۔ [صحاح ستہ]

۱۳۔ ہر نماز کو اس طرح خشوع خضوع سے ادا کریں۔ گویا یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔
[الترغیب]

۱۴۔ نماز میں دل بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف جھکا ہوا ہو اور اعضاء بدن بھی سکون میں ہوں۔
[ابوداؤد، نسائی]

۱۵ آنکھیں کھول کر نماز ادا کریں آنکھیں بند کرنا خلاف سنت ہے۔ [مدارج النبوۃ]

۱۶۔ فجر کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر ذکر الٰہی میں مشغول ہونا۔ [الترغیب]

۱۷۔ پانچوں وقت میں نماز سے فارغ ہو کر جب تک نمازی اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے اس کے

لیے فرشتے برابر دُعائے مغفرت ودُعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ [الترغیب]

۱۸۔ نمازِ فجر سے فارغ ہوکر اشراق کے وقت تک ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ [ترمذی]

۱۹۔ جب تک نمازی جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں ان کو برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ [بخاری شریف]

سنتوں اور فرضوں کے درمیان کوئی ذکر تسبیح یا درود وغیرہ جاری رکھیں۔ تو مزید ثواب کے مستحق ہوں گے۔ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ اور ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کی پڑھ لیں تو بہت ثواب ہوتا ہے۔

ماہ صیام

رمضان المبارک کا خطبہ

روزے کی فضیلت: حضرت سلمان فارسی ﷺ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک خطبہ دیا۔ اس میں آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس مہینہ کے روزے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا، اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے افطار کرایا تو اس کے لیے گناہوں کی

مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرادے (رسول اللہ ﷺ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔

(اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اور جو آدمی اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف و کمی کردے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اسے دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔ [شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث]

روزہ میں احتساب: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ رمضان کے روزے، ایمان و احتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور ایسے ہی جو لوگ ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح و تہجد) پڑھیں گے ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور اسی طرح جو لوگ شب قدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے پہلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ [صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث]

روزہ کی برکت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ رکھا کرو تندرست رہا کرو گے۔ [طبرانی]

اور روزہ سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت زائل ہوتی ہیں اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

روزہ کی اہمیت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا عشرہ

اخیرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات عبادت اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی ازواج مطہرات اور دوسرے متعلقین) کو بھی جگا دیتے (تا کہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصہ لیں)۔
[صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

روزہ چھوڑنے کا نقصان: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری جیسے کسی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑے گا وہ اگر اس کی بجائے عمر بھر بھی روزے رکھے تو جو چیز فوت ہوگئی وہ پوری ادا نہیں ہوسکتی۔ [مسند احمد، معارف الحدیث]

رؤیت ہلال

رویت ہلال کی تحقیق اور شاہد کی شہادت: آنحضرت ﷺ کی سنت یہ تھی کہ جب تک رویت ہلال کا ثبوت نہ ہو جائے یا کوئی عینی گواہ نہ مل جائے آپ ﷺ روزہ شروع نہ کرتے جیسا کہ آپ ﷺ نے ابن عمر ؓ کی شہادت قبول کر کے روزہ رکھا۔ [زادالمعاد]

اور آپ ﷺ بادل کے دن کا روزہ نہیں رکھتے تھے نہ آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا بلکہ فرمایا جب بادل ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کیے جائیں۔ [زادالمعاد]

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو اور اگر ۲۹ تاریخ کو چاند دکھائی نہ دے تو شعبان کی تیس کی گنتی پوری کرو۔ [صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث]

سحری: حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ سحری میں برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑو۔ اگر کچھ نہیں تو اس وقت پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا جائے کیونکہ سحر میں کھانے پینے والوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائے خیر کرتے ہیں۔ [مسند احمد، معارف الحدیث]

افطار: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ

کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو روزہ کے افطار میں جلدی کرے۔ یعنی غروب آفتاب کے بعد بالکل دیر نہ کرے۔ [معارف الحدیث، جامع ترمذی]

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے افطار کرے اور اگر کھجور نہ پائے تو پھر پانی ہی سے افطار کرے اس لیے کہ پانی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے طہور بنایا ہے۔ [مسند احمد، ابی داؤد، جامع ترمذی، ابن ماجہ]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے اور اگر تر کھجوریں بروقت موجود نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔ [جامع ترمذی]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے:

ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقِ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ

[سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

معاذ بن زہیرہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزے دار کی ایک بھی دُعا افطار کے وقت مسترد نہیں ہوتی۔ [ابن ماجہ، معارف الحدیث]

تراویح

اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح کے مسنون ہونے پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ ائمہ اربعہ میں سے یعنی امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی فقہ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ تراویح کی بیس رکعات سنت موکدہ ہیں۔

[خصائل نبوی]

قرآن مجید کا پڑھنا: رمضان شریف میں قرآن کا ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کسی عذر سے اس کا اندیشہ ہو کہ مقتدی تحمل نہ کر سکیں گے تو پھر الم ترکیف سے اخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں ہر رکعت میں ایک سورت ہو۔ پھر دس رکعت پوری ہونے پر پھر انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ لے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ [بہشتی گوہر]

تراویح پورے مہینہ پڑھنا: تراویح کا رمضان المبارک کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے۔ اگر چہ قرآن مجید ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے۔ مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ لیا جائے تو باقی دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

تراویح میں جماعت: تراویح میں جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ اگر چہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ختم ہو چکا ہو۔

تراویح دو، دو رکعات کر کے پڑھنا: تراویح دو، دو رکعت کر کے پڑھنا چاہیے چار رکعت کے بعد اس قدر توقف کرنا چاہیے جس قدر وقت نماز میں صرف ہوا ہے لیکن مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے وقت کم بھی کیا جا سکتا ہے۔ [بہشتی گوہر]

تراویح کی اہمیت: رمضان المبارک میں تراویح کی نماز بھی سنت مؤکدہ ہے، اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔ (عورتیں اکثر تراویح کی نماز کو چھوڑ دیتی ہیں) ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔

عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت نماز تراویح پڑھے۔ جب بیس رکعت تراویح پڑھ چکے تو اس کے بعد وتر پڑھے۔ [بہشتی زیور]

تراویح کی بیس رکعتوں پر حدیث:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اَنَّ النَّبِی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی فِیْ رَمْضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَّ الْوِتْرَ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ [مجمع الزوائد ص ۱۷۲، ج ۳، بحوالہ الطہر انی]

(اگر چہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ضعیف ہے لیکن چونکہ صحابہ کرام ﷺ اور تابعین کا مسلسل تعامل اس پر رہا ہے اس لیے محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کے اصول کے مطابق یہ حدیث مقبول ہے)

حضرت سائب بن یزید اور یزید بن رومان ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ﷺ کے زمانہ میں بھی صحابہ کرام ﷺ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔

[آثار السنن ص۲۰۴ بحوالہ موطا امام مالک وبیہقی]

تراویح کے درمیان ذکر: تراویح کے درمیان ہر چار رکعت کے بعد جو ذکر مشہور ہے وہ کسی روایت حدیث میں نہیں ملتا۔ البتہ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قہستانی اور منہج العباد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ہر تراویح کے بعد یہ ذکر کیا جائے۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ○ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ ○ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ ○ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْاَلُ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ○ [شامی ص۶۶۱ ج۱]

ترجمہ: میں پاکی بیان کرتا ہوں عالم اجسام اور عالم ارواح والے کی، پاک ہے عزت وعظمت والا اور قدرت اور بڑائی اور غلبہ والا، پاک ہے وہ بادشاہ جو زندہ ہے سوتا نہیں اور مرتا نہیں ہے بڑا پاک ہے نہایت پاک ہے ہمارا فرشتوں اور روح کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے مغفرت چاہتے ہیں اور (اے اللہ) ہم آپ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں۔

رمضان المبارک کی راتوں میں قیام: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کے شب بیداری کو (تراویح میں تلاوت قرآن پڑھنے سننے کے لیے) تمہارے واسطے (اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا کہ مؤکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا

روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ [نسائی، حیوۃ المسلمین]

اعتکاف

احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ کے لیے مسجد میں ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی ہے اور وہاں کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کو ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہوتا۔

رمضان کی بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے لیے آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے۔ [معارف الحدیث]

جس نے رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن کا اعتکاف کیا تو وہ اعتکاف مثل دو حج اور دو عمروں کا ہوگا۔ (یعنی اتنا ثواب ملے گا)۔ [بیہقی، معارف الحدیث]

مستحبات اعتکاف

☆ نیک اور اچھی باتیں کرنا۔
☆ قرآن شریف کی تلاوت کرنا۔
☆ درود شریف کا ورد کرنا۔
☆ علوم دینیہ کا پڑھنا پڑھانا۔
☆ وعظ و نصیحت کرنا۔
☆ نماز پنجگانہ والی مسجد میں اعتکاف کرنا۔ [بہشتی زیور]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرمایا کہ معتکف کے لیے شرعی دستور اور ضابطہ یہ ہے کہ نہ وہ مریض کی عیادت کو جائے اور نہ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے باہر نکلے، نہ عورت سے مقاربت کرے اور اپنی ضرورتوں کے لیے بھی مسجد سے باہر نہ جائے، سوائے ان حوائج کے جو بالکل ناگزیر ہیں (جیسے رفع حاجت، پیشاب، پاخانہ وغیرہ) اور اعتکاف (روزہ کے ساتھ ہونا چاہیے) بغیر روزہ کے نہیں۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

اعتکاف مسنون: حضور اقدس ﷺ سے بالالتزام رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے اور یہی سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ بعض کے اعتکاف کر لینے سے سب کی طرف سے کفایت ہو جاتی ہے۔

اعتکاف اور معتکف کے مسنونہ اعمال:

☆ دس دن کا اعتکاف سنت ہے، اس سے کم کا نفل ہے۔
☆ عورت کے لیے اپنے مکان میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔
☆ حالت اعتکاف میں قرآن کی تلاوت یا دوسری دینی کتب کا مطالعہ کرنا بھی پسندیدہ ہے۔ [بہشتی زیور]

شب قدر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں۔ [صحیح بخاری، معارف الحدیث]

شب قدر کی دُعا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ مجھے بتایئے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ تبارک وتعالیٰ سے کیا عرض کروں اور کیا دُعا مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عرض کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

ترجمہ: اے اللہ آپ معاف کرنے والے ہیں (اور) کریم ہیں عفو کو پسند کرتے ہیں لہٰذا مجھ سے درگزر کر دیجئے۔ [معارف الحدیث]

رمضان کی آخری رات: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں آپ ﷺ کی امت کے لیے مغفرت و بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔ وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کر دے تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے۔

[مسند احمد، معارف الحدیث]

صدقہ فطر: حضرت عبد بن عمرو بن عاص ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکۃ المکرمہ کے گلی کوچوں میں منادی کردے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا، دومُد (تقریبا دو سیر) گیہوں کے یا اس کے سوا ایک صاع (ساڑھے تین سیر سے کچھ زیادہ) غلہ کا اور صدقہ نماز عید کو جانے سے قبل دے دینا چاہیے۔ [ترمذی]

خوشی منانا: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم سال میں دو دن خوشی منایا کرتے تھے، اب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سے بہتر تم کو دو دن عطا فرمائے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور ارشاد فرمایا کہ یہ ایام کھانے پینے اور باہم خوشی کا لطف اٹھانے اور خدا کو یاد کرنے کے ہیں۔ [شرح معانی الآثار]

رمضان المبارک کے علاوہ دوسرے ایام کے روزے

حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ روزے بہت رکھنے کی تھی۔ کبھی کبھی آپ ﷺ مسلسل کئی کئی دن روزے رکھتے۔

حضور ﷺ کا معمول (روزے کے معاملہ میں) بھی عجیب نرالا تھا کہ مصالح وقتیہ کے تحت میں خاص خاص ایام کے روزے رکھتے اور بسا اوقات افطار فرماتے۔ [شرح شمائل ترمذی]

حضرت عبداللہ بن شقیق ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ سے حضور اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کبھی متواتر روزے رکھتے تھے اور ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرمائیں گے اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہمارا خیال ہوتا کہ اس ماہ میں روزہ ہی نہ رکھیں گے۔ لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی ماہ تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے۔ ایسے ہی کسی ماہ کو کامل افطار میں گزار دیا ہو یہ بھی نہیں کیا۔ [ابوداؤد، شمائل ترمذی]

ہر ماہ تین روزے: حضرت معاذ ﷺ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ﷺ سے پوچھا کہ حضور اقدس ﷺ ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا رکھتے تھے میں نے مکرر

پوچھا کہ مہینہ کے کن ایام میں روزہ رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کا اہتمام نہ تھا۔ جن ایام میں موقع ہوتا رکھ لیتے۔ [شمائل ترمذی]

دوشنبہ، پنج شنبہ کے روزے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کے دن حق تعالیٰ شانہ کی عالی بارگاہ میں اعمال پیش ہوتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔ [شمائل ترمذی]

مسلسل روزے رکھنے کی ممانعت: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے (میرے کثرت عبادات، نماز، روزہ کے متعلق علم ہونے پر) مجھ سے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ کبھی روزہ رکھا کرو اور کبھی افطار۔ اسی طرح رات کو نماز بھی پڑھا کرو اور سویا بھی کرو۔ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے (کہ رات بھر جاگنے سے ضعیف ہو جاتی ہیں) تمہاری بیوی کا بھی حق ہے۔ اولاد کا بھی حق ہے۔ ملنے والوں کا بھی حق ہے۔ [شمائل ترمذی]

شوال کے چھ روزے: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

خاص روزے: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چار چیزیں وہ ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

۱۔ عاشورہ کا روزہ۔
۲۔ عشرہ ذی الحجہ یعنی یکم ذی الحجہ سے یوم عرفہ نویں ذی الحجہ تک کے روزے۔
۳۔ ہر مہینہ کے تین روزے اور
۴۔ قبل فجر کے دو رکعتیں [سنن نسائی، معارف الحدیث]

ایام بیض کے روزے: حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہم ایام بیض یعنی مہینہ کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں کو روزہ رکھا کریں

اور فرماتے تھے کہ ہر مہینہ کے ان تین دنوں کے روزے رکھنا اجر و ثواب کے لحاظ سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ [سنن ابی داؤد و نسائی، معارف الحدیث]

عشرۂ ذی الحجہ کے روزے: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب دنوں میں کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں ہے جتنا کہ عشرہ ذی الحجہ میں محبوب ہے (یعنی ان دنوں کی عبادت اللہ تبارک و تعالیٰ کو دوسرے تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے) اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کی نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہے۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

پندرھویں شعبان کا روزہ: حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو اس رات میں کے حضور میں نوافل پڑھو اور اس دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص تجلی اور رحمت پہلے آسمان پر اتر آتی ہے اور وہ ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی بندہ ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش طلب کرے اور میں اس کی مغفرت کا فیصلہ کروں۔ کوئی بندہ ہے جو روزی مانگے اور میں اس کو روزی دینے کا فیصلہ کروں۔ کوئی مبتلائے مصیبت بندہ ہے جو مجھ سے صحت و عافیت کا سوال کرے اور میں اس کو عافیت عطا کروں۔ اسی طرح مختلف قسم کے حاجت مندوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ پکارتے ہیں کہ وہ اس وقت مجھ سے اپنی حاجتیں مانگیں اور میں عطا کروں۔ غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت اسی طرح اپنی بندوں کو اس رات میں پکارتی رہتی ہے۔ [سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث]

پیر و جمعرات کا روزہ: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کے روزے رکھا کرتے تھے۔ [جامع ترمذی، نسائی، معارف الحدیث]

یوم عاشورہ کا روزہ: حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورہ میں روزہ رکھنا اپنا معمول بنالیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا، تو بعض اصحاب نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس دن کو یہود و نصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں (اور خاص اس دن ہمارے روزہ رکھنے سے ان کے ساتھ اشتراک و تشابہ والی صورت پیدا ہوجاتی ہے) تو

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو بھی روزہ رکھیں گے۔ عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں۔ لیکن اگلے سال کا ماہ محرم آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی وفات واقع ہوگئی۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

صوم وصال

صوم وصال پر آپ کا عمل لیکن صحابہ ؓ کو ممانعت: آپ ﷺ رمضان شریف میں کثرت سے کئی اقسام کی عبادتیں کرتے۔ چنانچہ رمضان المبارک میں حضرت جرائیل ؑ سے آپ ﷺ قرآن مجید کی منزلوں کی تکرار کرتے جب جرائیل ؑ سے ملاقات ہوتی تو آپ ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ سخاوت کرتے۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے بہت زیادہ سخی تھے لیکن رمضان میں تو صدقات اور احسان، تلاوت قرآن مجید، نماز ذکر اور اعتکاف میں از حد اضافہ ہو جاتا اور دوسرے مہینوں کی نسبت رمضان المبارک کے مہینہ کو عبادت کے لیے مخصوص فرمالیتے یہاں تک کہ بعض اوقات آپ ﷺ صوم وصال (مسلسل روزہ) رکھتے تاکہ آپ ہر وقت اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف رہ سکیں۔ لیکن آپ ﷺ صحابہ کرام ؓ کو صوم وصال سے منع فرماتے تھے۔ [زادالمعاد]

حضور اکرم ﷺ رمضان المبارک کی بعض راتوں میں پے در پے روزے رکھتے بغیر اس کے کہ کھائیں یا پئیں اور افطار کریں اور صحابہ کرام ؓ کو رحمت وشفقت اور دوراندیشی کے لحاظ سے اس امر سے منع فرماتے اور ناپسند کرتے جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا تُوَا صِلُوْا صوم وصال نہ رکھو۔ [مدارج النبوۃ]

تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ جب آپ ﷺ صوم وصال رکھتے ہیں تو ہمیں کیوں منع فرماتے ہیں باوجود یہ کہ ہم حضور ﷺ کی متابعت کی تمنا رکھتے ہیں تو فرمایا لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ میں تم میں سے کسی کے مانند نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں

کون میری مثل ہے اِنّی اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ میں اپنے رب کے حضور شب باشی کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرا پالنے والا اور تربیت فرمانے والا ہے۔

یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِیْ وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور ایک روایت میں ہے وہ کھلانے والا اور پلانے والا ہے جو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ (اور محققین کے نزدیک اس سے مراد مختار یہ ہے کہ غذائے روحانی مراد ہے) واللّٰہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی صوم وصال کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ [مدارج النبوۃ]

عیدین کے اعمال مسنونہ

۱۔ حضور اکرم ﷺ کا دونوں عیدوں میں غسل کرنا ثابت ہے۔ حضرت خالد بن سعد ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ عید الفطر، یوم النحر، یوم عرفہ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔

۲۔ حضور اکرم ﷺ عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے حضور ﷺ کبھی سبز و سرخ دھاری دار چادر شریف اوڑھتے تھے۔ یہ چادر یمن کی ہوتی جسے بُرد یمانی کہا جاتا ہے وہ یہی چادر ہے۔ عید کے لیے زیب و زینت کرنا مستحب ہے۔ مگر لباس مشروع ہو۔ [مدارج النبوۃ]

۳۔ حضور اکرم ﷺ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ روز عید الفطر عیدگاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے، ان کی تعداد طاق ہوتی۔ یعنی تین، پانچ، سات وغیرہ۔ [بخاری، طبرانی]

۴۔ عید الاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ عید الفطر کو بغیر کچھ کھائے نہ نکلتے، عید الاضحیٰ کو بغیر کچھ کھائے نکلتے، جب تک کہ نماز عید نہ پڑھ لیتے اور قربانی نہ کر لیتے نہ کھاتے۔ پھر اپنی قربانی کے گوشت میں سے کچھ تناول فرماتے۔

[جامع ترمذی، ابن ماجہ، مدارج النبوۃ]

عیدگاہ: ۵۔ حضور اکرم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ نماز عید، عیدگاہ (میدان) میں ادا فرماتے تھے۔ [مسلم و بخاری]

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کے لئے میدان میں نکلنا مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ حضور ﷺ باوجود اس فضل وشرف کے جو آپ ﷺ کی مسجد شریف کو حاصل ہے، نماز عید کے لیے عیدگاہ (میدان) میں باہر تشریف لے جاتے تھے لیکن اگر کوئی عذر لاحق ہو تو جائز ہے۔ [ابوداؤد، مدارج النبوۃ]

۶۔ عیدین میں بکثرت تکبیر کہنا سنت ہے۔ [طبرانی]

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنی عیدوں کو بکثرت تکبیر سے مزین کرو۔ [طبرانی]

۷۔ حضور اکرم ﷺ عیدگاہ تک پاپیادہ تشریف لے جاتے۔ [سنن ابن ماجہ]
اور اس پر عمل کرنا سنت ہے۔ بعض علماء نے مستحب کہا ہے۔

۸۔ حضور ﷺ نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نماز عید الاضحٰی کو جلد پڑھتے۔ [مدارج النبوۃ، مسند شافعی]

۹۔ حضور اکرم ﷺ جب عیدگاہ میں پہنچ جاتے تو فوراً نماز شروع فرما دیتے۔ نہ اذان۔ نہ اقامت اور نہ الصلوٰۃ جامعۃ وغیرہ کی ندا۔ کچھ نہ ہوتا۔

۱۰۔ تکبیرات عیدین میں حضور ﷺ کے عمل میں اختلاف ہے اور مذہب حنفیہ میں مختار یہ ہے کہ تین تکبیریں رکعت اول میں قراءت سے پہلے اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قراءت کے بعد۔

۱۱۔ حضور اکرم ﷺ نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کھڑے ہو کر خطبہ فرماتے۔

۱۲۔ حضور اکرم ﷺ جس راہ سے عیدگاہ تشریف لے جاتے اس راہ سے واپس تشریف نہ لاتے بلکہ دوسرے راستے سے تشریف لاتے۔ [بخاری، ترمذی، مدارج النبوۃ]

۱۳۔ حضرت ابن عمر ؓ اتباع سنت کی شدت کے باعث طلوع شمس سے قبل گھر سے نہ نکلتے اور گھر سے نکلتے ہی عیدگاہ تک تکبیر کہتے رہتے۔ [ابوداؤد، زادالمعاد]

۱۴۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ ؓ جب عیدگاہ میں پہنچتے تو نماز عید سے قبل کوئی نفل وغیرہ نہ پڑھتے اور نہ بعد میں پڑھتے اور خطبہ سے پہلے نماز شروع کرتے اس طرح آپ عیدین میں دو رکعتیں ادا کرتے۔ [زادالمعاد]

پہلی رکعت میں تکبیریں ختم فرما لیتے تو قرأت شروع فرماتے۔ سورۃ فاتحہ پھر اس کے بعد سورۃ ق والقرآن المجید ایک رکعت میں پڑھتے اور دوسری رکعت میں۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ بسا اوقات آپ دو رکعتوں میں: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے [زادالمعاد]

لیکن یہ سورتیں متعین نہیں۔ دوسری بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

تذکیر و موعظت:

۱۵۔ نبی اکرم ﷺ جب نماز مکمل فرما لیتے تو فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے مقابل کھڑے ہو جاتے۔ لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ ان کے سامنے وعظ کہتے، وصیت کرتے اور امر و نہی فرماتے اور اگر لشکر بھیجنا چاہتے تو اسی وقت بھیجتے یا کسی بات کا حکم کرنا ہوتا تو حکم فرماتے۔ عیدگاہ میں کوئی منبر نہ تھا، جس پر چڑھ کر وعظ فرماتے ہوں نہ مدینہ کا منبر یہاں لایا جاتا۔ بلکہ آپ زمین پر کھڑے ہو کر تقریر کرتے۔ [زادالمعاد]

۱۶۔ نیز مروی ہے کہ حضور ﷺ عرفہ کے دن نویں تاریخ فجر نماز سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن (تیرھویں تاریخ) کی نماز عصر تک اس طرح تکبیریں کہتے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ [زادالمعاد]

نماز عید کی ترکیب:

۱۷۔ نماز اس طرح شروع کرے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے امام کی اقتداء میں اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع یدین کرے اور ہاتھ باندھ لے۔ پہلی رکعت میں سبحانک اللّٰھم پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ دوسری بار پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ تیسری بار پھر اس طرح ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور پھر ہاتھ باندھ لے اور قرأت شروع کرے۔ باقی پوری رکعت تمام نمازوں کی طرح ادا کرے۔ دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قراءت کے بعد امام کی اقتداء میں تین تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ چوتھی بار جب امام اللہ اکبر کہے تو تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلا جائے اس کے

بعد باقی نماز عام نمازوں کی طرح پوری کرے۔ [بہشتی گوہر]

۱۸۔ عید کی نماز بغیر اذان واقامت کے صرف دو رکعت ہے۔ [مسلم]

۱۹۔ عیدگاہ میں نماز سے پہلے یا بعد میں نفلوں کا پڑھنا منع ہے۔

۲۰۔ جس کی نماز با جماعت فوت ہو جائے وہ اکیلا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اس کے لیے جماعت شرط ہے۔ البتہ اگر کئی آدمی ہوں تو دوسری جماعت کرلینا واجب ہے۔ [بہشتی گوہر]

عید کا خطبہ: ۲۱۔ بعد نماز دو خطبے پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبہ میں ہوتی ہے۔

خطبہ میں تکبیر: ۲۲۔ عیدین کے خطبہ میں پہلے تکبیر سے شروع کرے۔ اول خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ دوسرے میں سات مرتبہ۔ [بہشتی گوہر]

۲۳۔ عید الفطر میں راستہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور عید الاضحیٰ میں بآواز بلند کہنا چاہیے۔ [بہشتی گوہر]

صدقہ فطر کا وجوب: ۲۴۔ ہر مسلمان عاقل آزاد (ہر مرد وعورت) پر واجب ہے جبکہ وہ مالک نصاب ہو یا مساوی مالک نصاب کے ہو۔ خواہ نقدی کی شکل میں ہو یا ضرورت سے زیادہ سامان کی شکل میں ہو یا مال تجارت ہو۔ رہائش کے مکان سے زائد مکان ہو اپنی طرف سے اور اپنے ان نابالغ بچوں کی طرف سے جو اس کی زیر کفالت ہوں نصف صاع (یعنی پونے دو سیر گیہوں) یا اس کی قیمت ادا کریں۔ صدقہ فطر نماز عید الفطر سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ [بہشتی گوہر]

مسنون اعمال عید الاضحیٰ

۱۔ عید الاضحیٰ کی رات میں طلب ثواب کے لیے بیدار رہنا اور عبادت میں مشغول رہنا سنت ہے۔

۲۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جو جماعت ہوا اور مقیم ہونے کی حالت میں ادا کی جائے۔ ایک مرتبہ تکبیرات تشریق بلند آواز سے ادا

کرنا واجب ہے۔ مسافر عورت اور منفرد کے لیے بھی بعض علماء کا قول ہے اس لیے اگر کہہ لیں تو بہتر ہے۔ لیکن عورت اگر تکبیر کہے تو آہستہ کہے۔

۳۔ نماز عید الفطر سے پہلے کچھ کھجوریں کھانا اور عید الاضحیٰ میں اگر قربانی کریں تو نماز عید الاضحیٰ سے پہلے کچھ نہ کھانا۔ نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا۔

۴۔ جس کا قربانی کا ارادہ ہو اس کو بقر عید کا چاند دیکھنے کے بعد جب تک قربانی نہ کرلے اس وقت تک خط نہ بنوانا اور ناخن نہ کترانا مستحب ہے۔ [بہشتی گوہر]

قربانی کا ثواب: حضرت زید بن ارقم ﷺ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام ﷺ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیم ﷺ کا طریقہ ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس میں کیا ملتا ہے یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی، انہوں نے عرض کیا کہ اگر اون والا جانور ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر اون کے بدلے بھی ایک نیکی۔ [حاکم]

امت کی طرف سے قربانی: حضرت ابوطلحہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی اور دوسرے دنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ یہ قربانی اس کی طرف سے ہے جو میری امت میں مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی۔ [موصلی، طبرانی کبیر و اوسط، یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں]

(ف): مطلب حضور ﷺ کا اپنی امت کو ثواب میں شامل کرنا تھا۔ نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے اس طرح ہوگئی کہ اب کسی کے ذمے قربانی باقی نہیں رہی۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضور ﷺ نے قربانی میں امت کو یاد رکھا تو افسوس ہے کہ امتی حضور ﷺ کو یاد رکھیں اور ایک حصہ بھی آپ ﷺ کی طرف سے نہ کریں۔ [حیوۃ المسلمین]

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔ [ابوداؤد]

ام المومنین حضرت ام سلمہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے (یعنی ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا جائے) اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی

کرنے کا ہو تو اس کو چاہیے کہ اب قربانی کرنے تک اپنے بال یا ناخن بالکل نہ تراشے۔
[معارف الحدیث صحیح مسلم]

یہ مستحب ہے ضروری نہیں۔

قربانی کا طریقہ: جب آپ ﷺ قربانی کے لیے بکری کو ذبح کرتے تو اپنا پاؤں اس کے مونڈھے پر رکھتے پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے اور ذبح کرتے۔

آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جب ذبح کریں تو اچھے انداز سے کریں یعنی چھری تیز ہو اور جلدی ذبح کریں۔ [زاد المعاد]

ابوداؤد میں حضرت جابر ﷛ سے مروی ہے کہ وہ عیدگاہ میں عیدالاضحیٰ کے دن آپ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے، جب آپ ﷺ نے خطبہ مکمل کر لیا تو ایک مینڈھا لایا گیا آپ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا اور فرمایا کہ یہ میری طرف سے اور میری امت کے ہر اس آدمی کی جانب سے ہے جس نے ذبح نہیں کیا اور صحیحین میں مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عیدگاہ میں نحر اور ذبح کیا کرتے۔ [زاد المعاد]

حضرت جابر ﷛ سے روایت ہے کہ عیدالضحیٰ کے دن رسول اللہ ﷺ نے سیاہ سفیدی مائل سینگوں والے خصی مینڈھوں کی قربانی کی۔ جب آپ ﷺ نے ان کا رخ صحیح یعنی قبلہ کی طرف کر لیا تو یہ دعا پڑھی۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر ذبح کیا۔

ترجمہ: ''میں نے اس ذات کی طرف اپنا رخ موڑا جس نے آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا اس حال میں کہ ابراہیم ﷤ حنیف کے دین پر ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا مرنا جینا سب اللہ کے لیے ہے جو رب العالمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اے اللہ یہ قربانی تیری

توفیق سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے۔ محمد ﷺ اور ان کی امت کی طرف سے، شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے بڑا ہے۔'' [احمد وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی]

ذبح کرنے کے بعد پڑھنے کے لیے یہ دُعا ماثور ہے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

ترجمہ: ''اے اللہ اسے میری جانب سے قبول فرمالیجئے جیسے کہ آپ نے اپنے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور اپنے خلیل سیدنا ابراہیم ؑ کی قربانیاں قبول فرما چکے ہیں۔''

اگر یہی دُعا دوسرے کی طرف سے پڑھی جائے تو دُعائے مذکورہ میں منی کی بجائے من کہے اور پھر اس کا نام لے۔

حج وعمرہ

حج کی فرضیت: حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اور یہ اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج فرض ہے۔ ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

عمرہ کی حقیقت: حج کی طرز ایک دوسری اور بھی ہے۔ یعنی عمرہ جو کہ سنت موکدہ ہے، جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں اس لیے اس کا لقب حج اصغر ہے۔ [حیوۃ المسلمین]

حج اور عمرہ کی برکت: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کرو دونوں فقر ومحتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔ [جامع ترمذی، سنن نسائی]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ حج اور عمرے کے لیے جانے والے خدا کے خصوصی مہمان ہیں وہ خدا سے دُعا کریں تو خدا قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔ [معارف الحدیث]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ خدا ہر روز اپنے حاجی بندوں کے لیے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جس میں ساٹھ رحمتیں ان کے لیے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں چالیس ان کے لیے جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان لوگوں کے لیے جو صرف کعبے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ [بیہقی]

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کر لیا اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی جنم دیا ہے۔ [ترمذی]

حاضریٔ عرفات عین حج ہے: حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے حج (کا ایک خاص الخاص رکن جس پر حج کا دارومدار ہے) وقوفِ عرفہ ہے۔ جو حاجی مزدلفہ والی رات میں (یعنی ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں) بھی صبح صادق سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے تو اس نے حج پالیا اور اس کا حج ہو گیا۔ یوم النحر (یعنی ۱۰ ذی الحجہ) کے بعد منیٰ میں قیام کے تین دن ہیں جن میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ، اگر کوئی آدمی صرف دو دن یعنی ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کو رمی کر کے وہاں سے جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ اور الزام نہیں ہے، دونوں باتیں جائز ہیں۔

[جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، معارف الحدیث]

عرفات کی منزلت: حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں جمع ہوتے ہیں) تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز راستے سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان حال ہیں اور غبار آلود بدن ہیں اور دھوپ میں جل رہے ہیں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ [بیہقی، حیوۃ المسلمین]

حضرت ابن ابی حاتم نے اس کو حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے۔

[کذا فی الروح وبیان القرآن]

عرفات کی دُعا: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن بہترین دُعا اور بہترین کلمہ جو میری زبان سے اور مجھ سے پہلے نبیوں کی زبان سے ادا ہوا وہ یہ کلمہ ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْراً وَّ فِيْ صِدْرِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ وَشَتَّاتِ الْاَمْرِ وَ فِتْنَةِ الْقَبْرِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَ شَرِّمَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ

ترجمہ: اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میرے سینہ میں نور کر دے اور میرے کانوں میں نور کر دے اور میری آنکھوں میں نور کر دے اے اللہ میرا سینہ کھول دے اور میرے کاموں کو آسان فرما دے اور میں سینہ کے وسوسوں اور کاموں کی بدنظمی اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جسے ہوائیں لے کر چلتی ہیں اور زمانے کی مصیبتوں کے شر سے۔

اور دُعا کرتے وقت آپ ﷺ نے سینہ تک دونوں ہاتھ اٹھا رکھے تھے۔ دست طلب بڑھاتے وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوم عرفہ کی دُعا تمام دُعاؤں سے بہتر ہوتی ہے۔ [زادالمعاد]

میقات: حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ

کو اہل مدینہ کا میقات مقرر کیا اور جحفہ کو اہل شام کا اور قرن المنازل کو اہل نجد کا اور یلملم کو اہل یمن کا پس یہ چاروں مقامات خود ان کے رہنے والوں کے لیے میقات ہیں اور ان سب لوگوں کے لیے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات پر ہوتے ہوئے آئیں جن کا ارادہ حج یا عمرہ کا ہو۔ پس جو لوگ ان مقامات کے رہنے والے ہوں۔ (ان مقامات سے مکہ معظمہ کی طرف آنے والے ہوں) تو وہ لوگ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے اور یہ قاعدہ اسی طرح چلے گا۔ یہاں تک کہ خاص مکہ کے رہنے والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

احرام کا لباس: حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ محرم (حج وعمرہ کا احرام باندھنے والا) کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حالت احرام میں، نہ تو کرتہ قمیص پہنو اور نہ (سر پر) عمامہ باندھو اور نہ شلوار و پاجامہ پہنو اور نہ بارانی پہنو اور نہ (پاؤں میں) موزے پہنو، اس کے سوائے کہ کسی آدمی کے پاس پہننے کے لیے چپل یا جوتہ نہ ہو (تو مجبوراً پاؤں کی حفاظت کے لیے موزے پہن لے) اور ان کو ٹخنہ کے نیچے سے کاٹ کر جوتہ سا بنالے (آگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ احرام میں) ایسا بھی کوئی کپڑا نہ پہنو، جس کو زعفران یا ورس لگا ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ منع فرماتے تھے عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانہ پہننے سے اور چہرہ پر نقاب ڈالنے اور کپڑوں کے استعمال سے جن کو زعفران یا ورس لگی ہو اور ان کے علاوہ، وہ جو رنگین کپڑے چاہیں تو پہن سکتی ہیں۔ کسمی کپڑا ہو یا ریشمی اور اسی طرح وہ چاہیں تو زیور بھی پہن سکتی ہیں اور شلوار قمیص اور موزے بھی پہن سکتی ہیں۔ [معارف الحدیث، سنن ابی داؤد]

احرام میں مردوں کے لیے صرف دو چادریں ہیں۔ ایک تہبند میں باندھ لی جاتی ہے دوسری بدن پر ڈال لی جاتی ہے۔ سر کھلا رہتا ہے پاؤں بھی کھلے رہتے ہیں ایسا جوتا ہونا چاہیے کہ جس سے پاؤں کا اوپر کا حصہ نیچے تک کھلا رہے۔

عورتوں کے لیے منہ کھولے رہنے کا حکم ہے مگر اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے بھی اپنے چہرے بالکل کھلے رکھیں۔ بلکہ جب اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو اپنی چادر سے یا کسی

اور چیز سے ان کو آڑ کر لینی چاہیے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

ہم عورتیں حج میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں (تو احرام کی وجہ سے ہم چہروں پر نقاب نہیں ڈالتی تھیں) جب ہمارے سامنے سے مرد گزرتے تو ہم اپنی چادریں سر کے اوپر سے لٹکا لیتی تھیں اور اس طرح پردہ کر لیتی تھیں پھر جب مرد آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول دیتی تھیں۔ [معارف الحدیث]

احرام سے پہلے غسل: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے کپڑے اتارے اور احرام باندھنے کے لیے غسل فرمایا۔

[جامع ترمذی، مسند دارمی]

اس حدیث کی بناء پر احرام سے پہلے غسل کو سنت کہا گیا ہے۔ [معارف الحدیث]

خوشبو قبل احرام: صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی پر بھی خوشبو کے اثرات دیکھے جاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو سب سے بہترین خوشبو لگاتے جو مہیا ہو سکتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ حضور ﷺ کو احرام سے قبل اور کھولنے کے بعد خوشبو لگایا کرتی تھیں جس میں مشک ملا ہوتا تھا۔ گویا کہ میں آپ ﷺ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں، درآنحالیکہ آپ ﷺ محرم تھے۔ [متفق علیہ، مشکوۃ]

لیکن جب محرم ہو جائے تو پھر خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے۔ احرام کی حالت میں خوشبو سونگھنے کے متعلق جوامع الفقہ لابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ میں فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ محرم اس خوشبو کو سونگھ لے جو اس نے احرام سے قبل لگا رکھی ہے۔ [زاد المعاد]

تلبیہ: خلاد بن سائب تابعی اپنے والد سائب بن خلاد انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم پہنچایا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں۔

[موطا امام مالک، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، نسائی، ابن ماجہ، معارف الحدیث]

تلبیہ کے کلمات یہ ہیں:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ. لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ o

ترجمہ: ''میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں بے شک سب تعریف اور نعمت آپ ہی کے لیے ہے اور سارا جہاں ہی آپ کا ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔''

بس یہی کلمات تلبیہ میں آپ ﷺ پڑھتے تھے ان پر کسی اور کلمہ کا اضافہ نہیں فرماتے تھے۔ [صحیح بخاری]

دُعا بعد تلبیہ: عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تلبیہ سے فارغ ہوتے (یعنی تلبیہ پڑھ کر محرم ہوتے) تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کی رضا اور جنت کی دُعا کرتے اور اس کی رحمت سے دوزخ سے خلاصی اور پناہ مانگتے۔ [رواہ شافعی، معارف الحدیث]

طواف میں ذکر و دُعا: حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو طواف کی حالت میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کی مسافت میں یہ دُعا پڑھتے ہوئے سنا:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو ہر اس بندے کی دُعا پر آمین کہتے ہیں جو اس کے پاس یہ دُعا کرے کہ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o [معارف الحدیث، سنن ابن ماجہ]

ترجمہ: ''اے اللہ میں آپ سے بخشش اور عافیت مانگتا ہوں دنیا اور آخرت میں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔''

استلام: حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک خمدار چھڑی تھی۔ اسی سے آپ ﷺ حجر اسود کا استلام فرماتے تھے۔ [صحیح بخاری و مسلم]

عابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ تابعی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق ؓ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (تیرے اندر کوئی خدائی صفت نہیں) نہ تو کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے۔ نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

ملتزم: سنن ابی داؤد کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ؓ ملتزم سے اس طرح چمٹ گئے کہ اپنا سینہ اور اپنا چہرہ اس سے لگا دیا اور ہاتھ بھی پوری طرح پھیلا کر اس پر رکھ دیئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ [معارف الحدیث]

رمی: حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی چاشت کے وقت فرمائی اور اس کے بعد ایام تشریق میں جمرات کی رمی آپ ﷺ نے زوال آفتاب کے بعد کی۔ [صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث]

سالم بن عبداللہ اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ رمی جمرات کے بارے میں ان کا معمول اور دستور یہ تھا کہ وہ پہلے جمرہ پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے۔ اس کے بعد آگے نشیب میں اتر کر قبلہ رو کھڑے ہوتے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کرتے۔ پھر درمیان والے جمرہ پر بھی اسی طرح سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے، پھر بائیں جانب نشیب میں اتر کے قبلہ رو کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ پھر آخری جمرہ (جمرۃ العقبہ) پر بطن وادی سے سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے اور اس جمرہ کے پاس کھڑے نہ ہوتے بلکہ واپس ہو جاتے اور بتاتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔
[صحیح بخاری، معارف الحدیث]

حلق کرانے (سر منڈانے) والوں کے لیے دُعا: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت ہو ان پر جنہوں

نے یہاں اپنا سر منڈوایا۔ حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ رحمت کی یہ دُعا بال ترشوانے والوں کے لیے بھی کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو سر منڈوانے والوں پر۔ ان حضرات نے پھر وہی عرض کیا تو تیسری دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں پر بھی اللہ کی رحمت ہو جنہوں نے یہاں بال ترشوائے۔ [صحیح بخاری، مسلم، معارف الحدیث]

قربانی کے ایام: حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا یوم النحر (قربانی کا دن یعنی دس ذی الحجہ کا دن) ہے اس کے بعد اس سے اگلے دن یوم القر ۱۱ ذی الحجہ کا درجہ ہے۔ اس لیے قربانی جہاں تک ہو سکے ۱۰، ذی الحجہ کو کر لی جائے۔ اگر کسی وجہ سے ۱۰ تاریخ کو قربانی نہ ہو سکے تو ۱۱ ذی الحجہ کو۔ اگرچہ ۱۲ ذی الحجہ کو بھی جائز ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ ۱۰ ذی الحجہ کو قربانی کر لی جائے۔ [سنن ابی داؤد]

نبی اکرم ﷺ کی قربانی کا منظر: اسی حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل کرنے کے بعد اپنا یہ عجیب وغریب مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ پانچ چھ اونٹ قربانی کے لیے رسول اللہ ﷺ کے قریب لائے گئے تو ان میں سے ہر ایک آپ ﷺ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا تھا تاکہ پہلے اسی کو آپ ﷺ ذبح کریں۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

طواف زیارت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف زیارت کو موخر کیا (یعنی اس کی تاخیر کی اجازت دی) بارھویں ذی الحجہ کی غروب آفتاب سے قبل تک۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، ابن ماجہ، معارف الحدیث]

سواری پر طواف: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (حجۃ الوداع میں) میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ مجھے بیماری کی تکلیف ہے (میں طواف کیسے کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے طواف کر لو۔ تو میں نے اسی طرح طواف کیا اور اس وقت رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پہلو میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور اس میں سورہ طور تلاوت فرما رہے تھے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

عورتوں کا عذر شرعی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ (حجۃ الوداع والے سفر میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے چلے، ہماری زبانوں پر بس حج ہی کا ذکر تھا۔ یہاں تک

کہ جب (مکہ کے بالکل قریب) مقام سرف پر پہنچے (جہاں سے مکہ صرف ایک منزل رہ جاتا ہے) تو میرے وہ دن شروع ہو گئے جو عورتوں کو ہر مہینہ آتے ہیں۔ تو میں رونے لگی۔

رسول اللہ ﷺ خیمہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ شاید تمہاری ماہواری ایام شروع ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں، یہی بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (رونے کی کیا بات ہے) یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں (یعنی عورتوں) کے ساتھ لازم کردی ہے۔ تم وہ سارے عمل کرتی رہو جو حاجیوں کو کرنے ہوتے ہیں، سوائے اس کے کہ بیت اللہ کا طواف اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ اس سے پاک صاف نہ ہو جاؤ۔

[معارف الحدیث، صحیح بخاری، صحیح مسلم]

طواف وداع: حضرت حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص حج یا عمرہ کرے تو چاہیے کہ اس کی آخری حاضری بیت اللہ پر ہو اور آخری عمل طواف ہو۔

[مسند احمد، معارف الحدیث]

زیارت روضۂ اقدس ﷺ: اگر گنجائش ہو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسول مقبول ﷺ کے روضۂ مبارک اور مسجد نبوی ﷺ کی زیارت سے بھی سعادت و برکت حاصل کرے اس کی نسبت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَّلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ

(جو شخص (مالی) وسعت رکھے اور پھر بھی میری زیارت کو نہ آئے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی)۔

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ

(جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہو گئی)

وَمَنْ زَارَنِيْ بَعْدَ مَمَاتِيْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ

(جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے میری زیارت کی)۔ [مراقی الفلاح، بیہقی شعب الایمان، طبرانی فی الکبیر]

نیز آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے:

وَصَلوٰۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلوٰۃٍ

جو شخص میری مسجد میں نماز پڑھے۔اس کو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا۔ (احمد، ابن حبان)

حاجی کی دُعا: حدیث شریف میں ہے کہ جب تو حاجی سے ملے تو اس کو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اس سے درخواست کر اس بات کی وہ تیرے لیے مغفرت کی دُعا کرے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے مکان میں داخل ہو۔ اس لیے کہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔ (پس وہ مقبول بارگاہ الٰہی؟؟؟؟) اس کی دُعا مقبول ہونے کی خاص طور پر امید ہے اور جو دعا چاہے اس سے وہ دُعا کرائے۔ دین کی یا دنیا کی۔ مگر اس کے مکان میں پہنچنے سے پہلے)۔ (بہشتی زیور)

حضور اکرم ﷺ کے حج وعمروں کی تعداد: روایات کے مطابق حضور ﷺ نے ہجرت سے قبل دو حج کیے بعض کہتے ہیں کہ تین حج کیے اور حضور ﷺ کے عمروں کی تعداد چار بتائی جاتی ہے۔ (بخاری، مدارج النبوۃ)

حجۃ الوداع میں آخری اعلان: حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد (جو ہجرت کا دسواں سال تھا) ایک حج کیا جس کو حجۃ الوداع اور حجۃ الاسلام کہتے ہیں۔ اس میں حضور ﷺ نے لوگوں کو احکام و مسائل کی تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ شاید آئندہ سال تم مجھ کو نہ پاؤ پھر آپ ﷺ نے ان سب کو سفر آخرت کی بناء پر رخصت فرمایا اور خطبہ دیا۔ (مدارج النبوۃ)

حجۃ الوداع کی تفصیل
حضرت جابر ﷺ کی ایک طویل
حدیث کا اقتباس

رسول اللہ ﷺ کے فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے مدینہ طیبہ سے روانگی:

حضور خاتم المرسلین رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے ارادۂ حج کا اعلان فرمایا تو لوگ اطلاع پا کر چاروں طرف سے بہت بڑی تعداد میں آکر جمع ہو گئے۔ ہر ایک کی خواہش و آرزو یہ تھی کہ اس مبارک

سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہ کر آپ ﷺ کی پوری پوری پیروی کرے اور آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلے۔

۲۴ ذیقعدہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا۔ اس دن آپ ﷺ نے خطبہ میں حج اور سفر حج کے متعلق خصوصیت سے ہدایتیں دیں اور اگلے دن ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ بروز شنبہ بعد نماز ظہر مدینہ طیبہ سے ایک عظیم الشان قافلہ کے ساتھ روانگی ہوگئی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ جا کر پڑھی۔ جہاں آپ ﷺ کو پہلی منزل کرنا تھی اور یہیں سے احرام باندھنا تھا۔ رات بھی وہیں گزاری اور اگلے دن یعنی یک شنبہ کو ظہر کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے احرام باندھا نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے غسل فرمایا، سر میں تیل ڈالا، لباس بدلا اور چادر اوڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ میں احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد متصلاً پہلا تلبیہ پڑھا اس کے بعد آپ ﷺ ناقہ پر سوار ہوئے اس وقت آپ ﷺ نے پھر تلبیہ پڑھا اس کے بعد جب آپ ﷺ مقام بیداء پر پہنچے تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھا:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

اس کے بعد آپ ﷺ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ نویں دن ۴ ذی الحجہ کو آپ ﷺ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد مختلف روایتوں میں چالیس ہزار سے ایک لاکھ تیس ہزار تک بیان کی گئی ہے۔ [معارف الحدیث]

بیت اللہ میں حاضری: طبرانی نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ باب بنی عبد مناف سے جواب بنی شیبہ کے نام سے معروف ہے داخل ہوئے۔ طبرانی کا بیان ہے جب آپ ﷺ کی نظر مبارک کعبہ شریف پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّ تَعْظِيْمًا وَّ تَكْرِيْمًا وَّ مَهَابَةً یعنی ''اے اللہ اپنے اس گھر کی عزت، حرمت وعظمت وبزرگی اور زیادہ بڑھا دے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفاً وَتَعْظِيْماً وَتَكْرِيْماً وَّ مَهَابَةً وَّ زِدْ مَنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَكْرِيْماً وَّ تَشْرِيْفاً وَّ تَعْظِيْماً وَّ بِرّاً

''اے اللہ جو تیرے اس گھر کا حج کرے یا عمرہ کرے اس کی بھی بزرگی، عزت، بڑائی اور عظمت میں زیادہ واضافہ فرما۔''

جب آپ ﷺ مسجد میں آئے تو کعبہ شریف کی طرف بڑھے حجر اسود کی طرف کچھ رخ سا کیا۔ داہنی طرف سے طواف شروع کیا۔ کعبہ آپ ﷺ کے بائیں جانب تھا۔

آپ ﷺ کا طواف فرمانا: بیت اللہ پر پہنچ کر آپ ﷺ نے سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کیا۔ پھر آپ ﷺ نے طواف شروع کیا جس میں تین چکروں میں آپ ﷺ نے رمل کیا (یعنی وہ خاص چال چلے جس میں قوت وشجاعت کا اظہار ہوتا ہے) اور باقی چار چکروں میں اپنی عادت کے مطابق چلے۔ [زاد المعاد]

طواف کرنے کی حالت میں آپ ﷺ چادر یوں اوڑھے تھے کہ اس کا ایک سرا بغل کے نیچے سے نکال کر شانے پر ڈال لیا تھا۔ جب حجر اسود کے سامنے آتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ اس سے اس کو چھوتے۔ پھر لکڑی کو چوم کر آگے بڑھ جاتے۔ اس چھڑی کا سرا مڑا ہوا تھا۔

طبرانی نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ جب رکن یمانی کو چھوتے تھے تو فرماتے تھے بسم اللہ اللہ اکبر اور جب حجر اسود کے پاس آتے تو فرماتے اللہ اکبر۔ پھر (طواف کے ساتھ چکر پورے کر کے) آپ ﷺ مقام ابراہیم کی طرف بڑھے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى

''اور مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرو۔''

پھر اس طرح کھڑے ہو کر کہ مقام ابراہیم علیہ السلام آپ ﷺ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا آپ ﷺ نے (دو رکعت) نماز پڑھی (یعنی دوگانہ طواف ادا کیا) حدیث کے راوی

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ذکر کرتے تھے کہ ان دو رکعتوں میں آپ ﷺ نے قُلْ یٰاَیُّهَاالْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قراءت کی۔

آپ ﷺ کی سعی: اس کے بعد آپ ﷺ پھر حجر اسود کی طرف واپس آئے اور پھر اس کا استلام کیا۔ (یہ استلام سعی کے لیے تھا جس طرح بیت اللہ کا طواف حجر اسود کے استلام سے شروع کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سعی سے پہلے بھی استلام مسنون ہے) پھر ایک دروازے سے (سعی کے لیے) صفا پہاڑی کی طرف چلے گئے اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں جن کے درمیان سعی کا حکم ہے''

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں اس صفا سے سعی شروع کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ تبارک تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے کیا ہے۔''

چنانچہ آپ ﷺ پہلے صفا پر آئے اور اس حد تک اس کی بلندی پر چڑھے کہ بیت اللہ آپ ﷺ کی نظر کے سامنے آ گیا۔ اس وقت آپ ﷺ قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے اور اللہ تبارک تعالیٰ کی تکبیر و تمجید میں مصروف ہو گئے۔ آپ ﷺ نے کہا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پرستش کے لائق نہیں۔ وہی تنہا معبود و مالک ہے۔ کوئی اس کا شریک ساجھی نہیں، ساری کائنات پر اسی کی فرماں روائی ہے اور حمد و ستائش اسی کا حق ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی تنہا معبود و مالک ہے اس نے (مکہ پر اور سارے عرب پر اقتدار بخشنے اور اپنے دین کو سربلند کرنے کا) اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔ اپنے بندوں کی اس نے بھرپور مدد فرمائی اور کفر و شرک کے لشکروں کو تنہا اسی نے شکست دی۔''

آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ کلمات فرمائے اور ان کے درمیان دعا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ اتر کے مروہ کی جانب چلے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم وادی کے نشیب میں پہنچے تو آپ ﷺ کچھ دوڑ کر چلے پھر آپ ﷺ جب نشیب سے اوپر آ گئے تو اپنی عام رفتار کے مطابق

چلے یہاں تک کہ مروہ پہاڑی پر آ گئے اور یہاں آپ ﷺ نے بالکل وہی کیا جو صفا پر کیا تھا۔ (یعنی وہی سب کلمات ادا فرمائے) یہاں تک کہ آپ ﷺ آخری (ساتواں) پھیرا پورا کر کے مروہ پر پہنچے۔

منیٰ میں قیام: پھر جب یوم الترویہ (یعنی ۸، ذی الحجہ کا دن) ہوا تو رسول اللہ ﷺ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر چلے پھر وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے (اور صحابہ کرام ؓ نے مسجد خیف میں) ظہر عصر مغرب عشاء، اور فجر پانچوں نمازیں (اپنے اپنے وقت پر) پڑھیں۔ فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آپ ﷺ منیٰ میں اور ٹھہرے۔ یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا تو آپ ﷺ عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔

عرفات میں آپ ﷺ کا خطبہ اور وقوف

خطبہ حجۃ الوداع: حضرت جابر ؓ نے ایک طویل حدیث میں حجۃ الوداع کی تفصیل بیان کی ہے۔ اس میں ۹ ذی الحجہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے ناقہ قصواء پر کجاوا کسنے کا حکم دیا چنانچہ اس پر کجاوا کس دیا گیا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر وادی عرفہ کے درمیان آئے اور آپ ﷺ نے اونٹنی کی پشت ہی پر سے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں فرمایا:

"لوگو تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں (یعنی ناحق کسی کا خون کرنا اور ناجائز طریقے پر کسی کا مال لینا تمہارے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔) بالکل اسی طرح کہ جس طرح آج یوم العرفہ کے دن ذی الحجہ کے اس مبارک مہینے میں اپنے اس مقدس شہر مکہ میں (تم ناحق کسی کا خون کرنا اور کسی کا مال لینا حرام جانتے ہو) خوب ذہن نشین کر لو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (یعنی اسلام کی روشنی کے دور سے پہلے تاریکی اور گمراہی کے زمانہ کی ساری باتیں اور سارے قصے ختم ہیں) یہ سب میرے دونوں قدموں کے نیچے دفن اور پامال ہیں۔ (میں ان کے خاتمہ اور منسوخی کا اعلان کرتا ہوں) اور زمانہ جاہلیت کے کسی خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانے کے ایک خون ربیعہ ابن الحارث بن عبدالمطلب کے خون کے ختم اور

معاف کیے جانے کا اعلان کرتا ہوں، قبیلہ بنی سعد کے ایک گھرانے میں دودھ پینے کے لیے رہتے تھے ان کو قبیلہ ہذیل کے آدمیوں نے قتل کر دیا تھا۔ ہذیل سے اس خون کا بدلہ لینا ابھی باقی تھا لیکن اب میں اپنے خاندان کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اب یہ قصہ ختم ہے بدلہ نہیں لیا جائے گا اور زمانۂ جاہلیت کے تمام سودی مطالبات (جو کسی کے ذمہ باقی ہیں وہ سب بھی) ختم اور سوخت ہیں (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کرے گا) اور اس باب میں بھی میں سب سے پہلے اپنے خاندان کے سودی مطالبات میں سے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبات کے ختم اور سوخت ہونے کا اعلان کرتا ہوں، اب وہ کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کریں گے ان کے سارے سودی مطالبات آج ختم کر دیے گئے۔

اور اے لوگو! عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرو اس لیے کہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم اور اس کے قانون سے ان کے ساتھ تمتع تمہارے لیے حلال ہوا ہے اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر میں آنا اور تمہاری جگہ اور تمہارے بستر پر بیٹھنا تم کو پسند نہ ہو وہ اس کو اس کا موقع نہ دیں۔ لیکن اگر وہ یہ غلطی کریں تو تم تنبیہ اور آیندہ سد باب کے لیے اگر کچھ سزا دینا مناسب سمجھو ان کو کوئی خفیف سی سزا دے سکتے ہو اور ان کا خاص حق تم پر یہ ہے کہ اپنے مقدور اور حیثیت کے مطابق ان کے کھانے پہننے کا بندوبست کرو اور میں تمہارے لیے وہ سامان ہدایت چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس سے وابستہ رہے اور اس کی پیروی کرتے رہے تو پھر کبھی تم گمراہ نہ ہو گے وہ ہے "کتاب اللہ" اور قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے تم کو اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام پہنچائے یا نہیں) تو بتاؤ وہاں تم کیا کہو گے اور کیا جواب دو گے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکام ہم کو پہنچا دیے اور رہنمائی اور تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور نصیحت اور خیرخواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اس پر آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ   اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ   اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ

یعنی اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچا دیئے اور تیرے یہ بندے اقرار کر رہے ہیں۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

اس کے بعد (آپ ﷺ کے حکم سے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر اقامت کہی اور آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔

عرفات میں آپ ﷺ کا وقوف: (جب ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ بلا فصل پڑھ چکے تو) اپنی ناقہ پر سوار ہو کر آپ ﷺ میدان عرفات میں خاص وقوف کی جگہ پر تشریف لائے اور اپنی ناقہ قصویٰ کا رخ آپ ﷺ نے اس طرف کر دیا جدھر پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں ہیں اور پیدل مجمع کو آپ ﷺ نے اپنے سامنے کر لیا اور آپ ﷺ قبلہ رو ہو گئے اور وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ غروب آفتاب کا وقت آ گیا اور (شام کے آخری وقت میں فضاء میں جو زردی ہوتی ہے وہ) زردی بھی ختم ہو گئی اور آفتاب بالکل ڈوب گیا۔ تو آپ ﷺ عرفات سے مزدلفہ کے لیے روانہ ہوئے۔

مزدلفہ میں قیام اور وقوف: یہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں اور ان دونوں نمازوں کے درمیان آپ ﷺ نے سنت یا نفل کی رکعتیں بالکل نہیں پڑھیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ لیٹ گئے اور لیٹے رہے یہاں تک کہ صبح صادق کے ظاہر ہوتے ہی اذان اور اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا کی اس کے بعد آپ ﷺ مشعر حرام کے پاس آئے (راجح قول کے مطابق یہ ایک بلند ٹیلہ سا تھا مزدلفہ کے حدود میں اب بھی یہی صورت ہے اور وہاں نشانی کے طور پر ایک عالیشان مسجد بنا دی گئی ہے) یہاں آ کر آپ ﷺ قبلہ رو کھڑے ہوئے اور دُعا اور اللہ کی تکبیر تہلیل اور توحید و تمجید میں مشغول رہے یہاں تک کہ خوب اجالا ہو گیا۔ اس راستہ میں آپ ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کے لیے سات کنکریاں رمی جمار کے لیے چنیں۔ انہوں نے پتھر کے ڈھیر سے سات کنکریاں چن لیں۔ چنانچہ آپ ﷺ انہیں اپنے ہاتھ میں اچھالنے لگے اور فرمانے لگے اس طرح رمی کرو اور دین میں غلو کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے جنہوں نے دین میں غلو کیا وہ ہلاک ہو گئے۔ [زاد المعاد]

آپ ﷺ کا رمی فرمانا: پھر طلوع آفتاب سے ذرا پہلے آپ ﷺ منیٰ کے لیے روانہ ہو گئے اور جمرہ عقبیٰ پر پہنچے۔

آپ ﷺ سواری پر تھے۔ وادی کے نچلے جانب ٹھہرے (بائیں طرف کعبہ شریف، داہنی طرف منیٰ اور سامنے جمرہ تھا) سات سنگریزے اس پر پھینک کر مارے جس میں سے ہر ایک کے ساتھ آپ ﷺ تکبیر کہتے تھے۔ یہ سنگ ریزے خزف کے سنگ ریزوں کی طرح کے تھے۔ (یعنی چھوٹے چھوٹے تھے جیسے کہ انگلیوں میں رکھ کر پھینکے جاتے ہیں جو قریباً چنے اور مٹر کے دانے کے برابر ہوتے ہیں) آپ ﷺ نے جمرہ پر یہ سنگ ریزے (جمرہ کے قریب والی) نشیبی جگہ سے پھینک کر مارے۔

خطبۂ منیٰ: جمری سے فارغ ہو کر آپ ﷺ منیٰ واپس ہوئے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں لوگوں کو قربانی کے دن کی حرمت و عظمت اور اللہ کے نزدیک اس کی فضیلت سے آگاہ کیا اور تمام ممالک پر مکہ مکرمہ کی فضیلت بیان فرمائی اور کتاب اللہ کے مطابق حکمرانی کرنے والوں کی سمع و اطاعت کا حکم دیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ لوگ آپ ﷺ سے مناسک حج سیکھ لیں اور فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد حج نہ کر سکوں اور لوگوں کو حکم دیا کہ آپ ﷺ کے بعد مبتلائے کفر نہ ہو جائیں اور ایک دوسرے کی گردنیں نہ ماریں۔ پھر اپنی طرف سے تبلیغ کا حکم دیا اور فرمایا کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو مسئلہ پہنچایا جاتا ہے وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ (فہم و فراست کے مالک) ہوتے ہیں۔

نیز آپ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ کوئی آدمی اپنی جان پر ظلم نہ کرے (اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کے خطبہ کے خاطر) لوگوں کی قوت سماعت کھول دی یہاں تک کہ اہل منیٰ نے اپنے اپنے گھروں میں آپ ﷺ کا خطبہ سنا۔

آپ ﷺ کا قربانی فرمانا: پھر آپ ﷺ قربانی کے لیے تشریف لے گئے۔ قربان گاہ میں آپ ﷺ نے تریسٹھ اونٹوں کی قربانی اپنے ہاتھ سے کی پھر جو باقی رہے وہ حضرت علی ؓ کے حوالے فرما دیے ان سب کی قربانی انہوں نے کی اور آپ ﷺ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک

فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر اونٹ میں سے ایک پارچہ لے لیا جائے یہ سارے پارچے ایک دیگ میں ڈال کر پکائے گئے تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی ؓ دونوں نے اس میں گوشت کھایا اور شوربا پیا۔

آپ ﷺ کا حلق کرانا: حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (۱۰ ذی الحجہ کی صبح کو مزدلفہ سے) منیٰ تشریف لائے تو پہلے جمرۃ العقبیٰ پر پہنچ کر اس کی رمی کی پھر آپ ﷺ اپنے خیمہ پر تشریف لائے اور قربانی کے جانوروں کی قربانی کی۔ پھر آپ ﷺ نے حجام کو طلب فرمایا اور پہلے اپنے سر مبارک کی داہنی جانب اس کے سامنے کی۔ اس نے اس جانب کے بال مونڈ دیے۔ آپ ﷺ نے ابوطلحہ انصاری ؓ کو طلب کیا اور وہ بال ان کے حوالے کر دیے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے سر کی بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور فرمایا کہ اب اس کو بھی مونڈ دو۔ اس نے اس جانب کو بھی مونڈ دیا۔ تو آپ ﷺ نے وہ بال بھی ابوطلحہ ؓ ہی کے حوالے فرما دیئے اور ارشاد فرمایا ان بالوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو۔

[صحیح بخاری وسلم، معارف الحدیث]

طواف زیارت وزمزم: اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر طواف زیارت کے لیے بیت اللہ کی طرف چل دیئے اور ظہر کی نماز آپ ﷺ نے مکہ میں جا کر پڑھی۔ طواف سے فارغ ہو کے (اپنے اہل خاندان) بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ غالب آکر تم سے یہ خدمت چھین لیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ کو بھر کے ایک ڈول زمزم کا دیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ [صحیح مسلم۔ معارف الحدیث]

حضور ﷺ کا آخری خطبہ اور مدینہ واپسی: حضور ﷺ نے ایک خطبہ منیٰ میں نحر سے قبل فرمایا تھا۔ دوسرا خطبہ ایام تشریق کے وسط میں فرمایا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج ایام تشریق کا وسطی دن ہے اور یہ جگہ مشعر حرام ہے۔ پھر فرمایا کہ شاید اب دوبارہ تم سے نہ مل سکوں۔ یاد رکھو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری آبرو تم پر اسی طرح حرام ہے جیسے تمہارے اس شہر میں آج

کے دن حرمت ہے، یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو۔ پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پرسش کرے گا۔ خبردار تمہارا قریب دور والے کو یہ بات پہنچادے۔ خبردار۔ کیا میں نے پہنچادیا؟

طواف وداع: نبی کریم ﷺ نے (منیٰ میں) دو دن واپسی میں جلدی نہیں فرمائی بلکہ تیسرے دن تک تاخیر فرمائی اور ایام تشریق کے تین دن پُورے کیے یعنی ۱۳ ذی الحجہ اور منگل کو ظہر کی نماز پڑھ کر آپ ﷺ مقام محصب کی طرف روانہ ہوگئے یہ ایک ریگستانی میدان ہے۔ (یہ اب مکہ معظمہ کا ایک محلہ معابدہ ہے) آپ ﷺ نے یہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نماز ادا فرمائی اور کچھ دیر سوگئے۔ پھر آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور رات کو سحری کے وقت طواف وداع کیا۔ اس طواف میں آپ ﷺ نے رمل نہیں کیا۔ پھر آپ ﷺ مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوگئے۔

[زادالمعاد]

زکوٰۃ وصدقہ

زکوٰۃ کی حلاوت: حضرت عبداللہ بن معاویہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا وہ ایمان کا ذائقہ چکھے گا۔ صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو۔ (یعنی اس کو روکتا نہ ہو)۔

زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس کو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔ [حیوۃ المسلمین]

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال دیا ہو، پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے۔ ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے۔ وہ سانپ زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے بخیل کے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی) کی طرح ڈال دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) اور اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کاٹے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیری جمع کی ہوئی دولت ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی تصدیق میں سورۂ آل عمران کی یہ آیت پڑھی۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ (الیٰ) یَوْمَ الْقِیٰمَۃ

اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانے کا ذکر ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

''اور گمان نہ کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال و دولت میں جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو دیا ہے (اور اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کے لیے بدتر ہے اور شر ہے قیامت کے دن ان کے گلوں میں وہ دولت جس میں انہوں نے بخل کیا (اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی) طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔

[بخاری، نسائی، حیوۃ المسلمین]

صدقہ کی ترغیب: حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں کشادہ دستی سے خرچ کرتی رہو اور گنو مت (یعنی اس فکر میں مت پڑو کہ میرے پاس کتنا ہے اور اس میں سے کتنا راہ خدا میں دوں) اگر تم اس کی راہ میں اس طرح حساب کر کر کے دوگی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا اور اگر بے حساب دوگی تو وہ بھی اپنی نعمتیں تم پر بے حساب انڈیلے گا اور دولت جوڑ جوڑ کے اور بند کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا (کہ رحمت اور برکت کے دروازے تم پر خدانخواستہ بند ہو جائیں گے) لہٰذا تھوڑا یا بہت جو کچھ ہو سکے اور جس کی توفیق ملے راہ خدا میں کشادہ دستی سے دیتی رہو۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

صدقہ کے برکات: حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

[جامع ترمذی۔ معارف الحدیث]

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خیرات کرنے میں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو۔ کیونکہ بلا اس سے آگے بڑھنے نہیں پاتی۔ [رزین، حیوۃ المسلمین]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی (بلکہ اضافہ ہوتا ہے) اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نیچا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو سر بلند کر دیتا ہے اور اس کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ

کے لیے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو رفعت اور بالاتری بخشے گا۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات چیزیں ہیں جن کا ثواب بندہ کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور یہ قبر میں پڑا رہتا ہے۔ جس نے علم (دین) سکھایا، یا کوئی نہر کھودی، یا کوئی کنواں کھدوایا یا کوئی درخت لگایا، یا کوئی مسجد بنائی، یا قرآن ترکہ میں چھوڑ گیا۔ یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد بخشش کی دعا کرے۔

[از ترغیب از بزار وابونعیم]

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بجائے درخت لگانے اور کنواں کھدوانے کے صدقہ کا اور مسافر خانہ کا ذکر کیا ہے۔ [ترغیب]

اس حدیث سے دینی مدرسہ کی اور رفاہ عامہ کے کاموں کی فضیلت ثابت ہوئی۔

[حیوۃ المسلمین]

صدقہ کا مستحق: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اصلی مسکین (جس کی صدقہ سے مدد کرنی چاہیے) وہ آدمی نہیں ہے جو مانگنے کے لیے لوگوں کے پاس آتا جاتا ہے، در، در پھرتا ہے اور سائلانہ چکر لگاتا ہے اور ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں جب اس کے ہاتھ پر رکھ دی جاتی ہیں تو لے کر واپس لوٹ جاتا ہے، بلکہ اصلی مسکین وہ بندہ ہے، جس کے پاس اپنی ضرورتیں پوری کرنے کا سامان بھی نہیں ہے اور چونکہ وہ اپنے اس حال کو لوگوں سے چھپاتا ہے کسی کو اس کی حاجت مندی کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ صدقہ سے اس کی مدد کی جائے اور نہ وہ چل پھر کر لوگوں سے سوال کرتا ہے۔ [صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث]

اپنی حاجتوں کا اخفاء: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی کو کوئی سخت حاجت پیش آئی اور اس نے اس کو بندوں کے سامنے رکھا اور ان سے مدد چاہی تو اسے اس مصیبت سے مستقل نجات نہیں ملے گی اور جس آدمی نے اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے رکھا اور اس سے دُعا کی تو پوری امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جلد ہی اس کی یہ حاجت ختم کر دے گا یا تو جلد ہی موت دے کر اگر اس کی موت کا مقررہ وقت آ گیا ہو یا کچھ تاخیر سے خوشحال کر کے۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی مجھے کچھ عطا فرماتے تھے تو میں عرض کرتا تھا کہ حضرت کسی ایسے آدمی کو دے دیجئے جس کو مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہو تو آپ ﷺ فرماتے کہ عمر اس کو لے لو اور اپنی ملکیت بنالو (پھر چاہو تو) صدقہ کے طور پر کسی حاجت مند کو دے دو (اور اپنا یہ اصول بنالو کہ) جب کوئی مال تمہیں اس طرح ملے کہ نہ تو تم اس کے لیے سوال کیا ہوا اور نہ تمہارے دل میں اس کی چاہت اور طمع ہو تو (اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا عطیہ سمجھ کر) لے لیا کرو اور جو مال اس طرح تمہارے پاس نہ آئے تو اس کی طرف توجہ بھی نہ کرو۔ [صحیح بخاری ومسلم]

صدقہ کی حقیقت: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر ذرا سا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے کوئی نیک بات کہہ دینی بھی صدقہ ہے۔ تمہارا کسی کو بری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے، کسی بے نشان زمین کا کسی کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے، جس شخص کی نظر کمزور ہو اس کی مدد کر دینا بھی صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی تمہارے لیے ایک صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔ [ترمذی شریف، ترجمان السنۃ]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینا لینے سے بہتر ہے) تو شروع کراپنے اہل وعیال سے (یعنی پہلے انہیں کو دے) عیال کون ہیں؟ تیری ماں، تیرا باپ، تیری بہن، تیرا بھائی، پھر جو زیادہ قریب تر ہو پھر جو بعد اس کے قریب تر ہو۔ [معارف الحدیث، طبرانی، مسلم، بخاری]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد نے جو اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر اپنے اہل اور اپنے ذی رحم اور ذی قرابت پر خرچ کیا وہ سب اس کے لیے صدقہ ہے۔ [طبرانی، معارف الحدیث]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کی تین لڑکیاں ہیں یہ ان کو ادب سکھاتا ہے ان پر رحم کرتا ہے، ان کا کفیل ہے تو اس کے لیے یقیناً جنت واجب کی گئی۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بھلا اگر دو ہی لڑکیاں ہوں فرمایا گو دو ہی ہوں۔ بعض لوگوں نے سمجھا کہ اگر ایک لڑکی کے لیے سوال کیا جاتا تو ایک کو بھی آپ ﷺ فرما دیتے۔ طبرانی نے یہ

زیادہ کیا ہے کہ اس نے ان کا نکاح بھی کر دیا۔ [احمد، بزار، طبرانی]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو مسلمان بندہ کوئی درخت لگائے یا کھیتی کرے تو اس درخت یا اس کھیتی میں سے جو پھل یا جو دانہ کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا چوپایہ کھائے گا وہ اس درخت یا کھیتی والے بندہ کے لیے صدقہ اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہوگا۔ [صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ صدقہ افضل ترین صدقہ ہے جو غریب آدمی اپنی کمائی میں سے کرے اور پہلے ان پر خرچ کرے جس کا وہ ذمہ دار ہو۔ (یعنی اپنی بیوی بچوں پر) [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنے انسان ہیں سب کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ بنائے گئے ہیں۔ (ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے) تو جس نے الله اکبر کہایا الحمد لله لا اله الا الله یا سبحان الله یا استغفر الله کہا ہر ایک ایک صدقہ شمار ہو جاتا ہے اسی طرح جس نے لوگوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا۔ [ترجمان السنہ، ادب المفرد]

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تم سے کچھ اور نہ ہو سکے تو بے کس اور حاجت مند کی مدد ہی کیا کرو۔ [بخاری]، نیز یہ بھی ارشاد فرمایا، بھولے بھٹکے ہوئے کو اور کسی اندھے کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے۔ [ترمذی] یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص راستہ چلنے میں کوئی کانٹا راستہ سے ہٹا دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے کام کی قدر کرتا ہے اور اس کا گناہ معاف کرتا ہے۔ [ترمذی، سیرۃ النبیؐ]

ایصال ثواب صدقہ ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے ترکہ میں کچھ مال چھوڑا ہے اور صدقہ وغیرہ کی کوئی وصیت نہیں کی ہے۔ تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میرا یہ صدقہ ان کے لیے کفارۂ سیات اور مغفرت و نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ (اللہ تبارک وتعالیٰ سے اسی کی امید ہے) [تہذیب الآثار ابن جریر، معارف الحدیث]

ہجرت، جہاد و شہادت

ہجرت: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ سب اعمال انسانی کا دارومدار بس نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے تو جس شخص نے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی (اور خدا اور رسول کی رضا جوئی واطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور کوئی باعث نہ تھا) تو اس کی ہجرت در حقیقت اللہ اور رسول کی طرف ہوئی (اور بیشک وہ اللہ و رسول کا سچا مہاجر ہے اور اس کو اس کی ہجرت الی اللہ والرسول کا مقررہ اجر ملے گا) اور جو کسی دنیوی غرض کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر مہاجر بنا تو (اس کی ہجرت اللہ و رسول کے لیے نہ ہوگی بلکہ) فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ہجرت اختیار کی ہے عنداللہ بس اسی کے لیے ہجرت مانی جائے گی۔

(بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

جہاد: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرماتے ہیں" جو شخص میرے راستہ میں جہاد کرنے اور صرف مجھ پر ایمان رکھنے اور میری رسولوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے (اپنے گھر سے) نکلا ہے تو خدا اس کا ضامن ہے کہ یا اس کو جنت میں داخل کردے گا (اگر وہ شہید ہوگیا) یا اس کو مکان کی طرف جس سے وہ (جہاد کے لیے) نکلا ہے کامیاب واپس پہنچادے گا۔ ثواب کے ساتھ یا غنیمت کے ساتھ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ وہ کوئی زخم خدا کے راستہ میں نہیں کھائے گا، مگر قیامت کے دن اس کو اسی حالت میں لے کر حاضر ہوگا۔ جیسا کہ زخم کھانے کے وقت تھا اس کا رنگ سرخ ہو گا اور بومشک کی خوشبو جیسی ہوگی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر میں مسلمان پر گرانی محسوس نہ کرتا تو میں کسی لشکر سے جو جہاد کررہا ہے کبھی پیچھے نہ بیٹھتا نہ میں ذاتی وسعت پاتا ہوں کہ سب کو سواری دوں اور نہ مسلمانوں ہی میں اتنی وسعت ہے اور یہاں پر گراں ہے کہ میں (جہاد کے لیے) چلا جاؤں اور وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک میں تمنا رکھتا ہوں کہ خدا کے راستہ میں جہاد کروں اور شہید ہو

جاؤں پھر جہاد کروں، پھر شہید ہو جاؤں۔ [معارف الحدیث، مسلم]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے جی میں اس کی تجویزیں سوچیں اور نہ تمنا کی تو وہ نفاق کی ایک صفت پر مرا۔'' [مسلم]

تشریح: یعنی ایسی زندگی جس میں دعوئ ایمان کے باوجود نہ کبھی راہ خدا میں جہاد کی نوبت آئے اور نہ دل میں اس کا شوق اور اس کی تمنا ہو۔ یہ منافقوں کی زندگی ہے اور جو اسی حال میں اس دنیا سے جاوے گا وہ نفاق کی ایک صفت کے ساتھ جاوے گا۔ [العیاذ باللہ تعالیٰ، معارف الحدیث]

شہادت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو صدق دل سے شہادت طلب کرتا ہے اس کو شہادت کا درجہ مل جاتا ہے، اگر چہ وہ شہید نہ ہو۔ [مسلم]

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ شہادت کسے شمار کرتے ہو؟ عرض کیا گیا کہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانے کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانے کے علاوہ سات اور شہادتیں ہیں (۱) مرض ہیضہ میں مرنے والا (۲) ڈوب کر مرنے والا (۳) ذات الجنب (نمونیہ) سے مرنے والا (۴) طاعون سے مرنے والا (۵) جل کر مرنے والا (۶) عمارت کے نیچے دب کر مرنے والا اور (۷) وہ عورت جو بچہ کے پیٹ ہی میں رہ جانے اور پیدا نہ ہونے کی وجہ سے مرجائے۔ یہ سب شہید ہیں۔ [ابوداؤد و نسائی، ابن ماجہ، معارف الحدیث]

باب سوم

معاملات

حقوق

حقوق النفس: حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل شب بیداری اور نفل روزے میں زیادتی کی ممانعت میں فرمایا کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ [بخاری، مسلم، حیوۃ المسلمین]

(ف): مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہو جائے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی۔

ز

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو۔

۱۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے ۲۔ صحت کو بیماری سے پہلے
۳۔ مالداری کو افلاس سے پہلے ۴۔ بےفکری کو پریشانی سے پہلے
۵۔ زندگی کو موت سے پہلے [ترمذی، حیوۃ المسلمین]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتاریں اور ہر بیماری کے لیے دوا بھی بنائی سو تم دوا (علاج) کیا کرو اور حرام چیزوں سے دوامت کرو۔ [ابوداؤد]

(ف): اس میں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا۔ [حیوۃ المسلمین]

حضور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ چیزیں فطرت سلیمہ کا مقتضا ہیں ختنہ کرنا۔ زیر

ناف کے بال صاف کرنا، لبیں کتانا، بغل کے بال اتارنا۔ سب کے لیے چالیس دن سے زیادہ چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ [مسلم، الادب المفرد]

حقوق والدین:

۱۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تا کہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔ [ابوالشیخ فی التوبیخ، الادب المفرد]

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے عرض کیا، بہترین عمل کون سا ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہو؟ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا وقت پر نماز پڑھنا میں نے عرض کیا اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا ماں باپ سے اچھا برتاؤ کرنا میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ [بخاری و مسلم]

۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص رزق کی کشادگی اور عمر کی زیادتی کا خواہشمند ہو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ [مسند احمد، الادب المفرد]

۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا ماں باپ کی رضا اور اللہ کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔ [الادب المفرد]

۵۔ کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔ [الادب المفرد، بخاری و مسلم]

۶۔ تین شخص ہیں جن پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ان میں سے ایک ماں باپ کا نافرمان بھی ہے۔ [الادب المفرد]

۷۔ ہر گناہ کے بدلے میں عذاب اور ہر جرم کی گرفت کو مؤخر کیا جا سکتا ہے لیکن ماں باپ کی نافرمانی کا گناہ ایسا سخت ہے کہ اس کا مواخذہ مرنے سے پہلے ہی کر لیا جاتا ہے۔

۸۔ باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا خود باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آنا ہے۔

۹۔ جو آدمی اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کا قرض ادا کر دیتا ہے اور ان کی مانی ہوئی بات پوری کر دیتا ہے وہ اگر چہ زندگی میں ان کا نافرمان رہا ہو پھر بھی وہ خدا کے نزدیک ان کا

فرمانبردار سمجھا جائے گا اور جو آدمی اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد نہ ان کا قرض ادا کرتا ہے نہ مانی ہوئی منت کو پورا کرتا ہے وہ اگر چہ زندگی میں ان کا فرمانبردار رہا ہو پھر بھی خدا کے نزدیک ان کا نافرمان سمجھا جائے گا۔ [الادب المفرد]

ماں کے ساتھ اچھا سلوک:

۱۰۔ بہز بن حکیم رحمہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے یوں روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ میں احسان کا معاملہ کس طرح کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، میں نے پھر پوچھا کس سے نیکی کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، میں نے تیسری مرتبہ پھر اپنا یہی سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا، ماں کے ساتھ میں نے چوتھی مرتبہ پھر پوچھا۔ کس سے بھلائی کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا باپ کے ساتھ پھر جو قریبی رشتہ دار ہو وہ مقدم ہے۔ [الادب المفرد، مشکوٰۃ]

۱۱۔ حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کے ماں باپ مسلمان ہیں اور وہ صبح وشام اجر وثواب کی نیت سے ان کی خدمت میں سلام ومزاج پرسی کے لیے حاضر ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اگر والدین میں سے ایک ہے تو جنت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کو اس نے خفا کر دیا اور غصہ دلایا تو جب تک وہ راضی اور خوش نہ ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ بھی خوش نہیں ہوتا (حاضرین میں سے) کسی نے کہا:

وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ

یعنی اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کریں؟ (تو جواب میں کہا گیا) ہاں اگر چہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔

(ف): یہ امر دلیل ہے کہ ماں باپ کا حق بہت بڑا ہے حتی کہ اگر ان سے اولاد کے حق میں کوئی ایسی کارروائی سرزد بھی ہو جائے جو انصاف کے خلاف ہو۔ تب بھی ان کی اطاعت سے سرتابی نہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضامندی اور ناراضگی ماں باپ کی خوشی وناخوشی پر موقوف ہے۔

۱۲۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، لوگوں نے پوچھا، اے خدا کے رسول ﷺ کون آدمی؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا۔ دونوں کو یا کسی ایک کو اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو۔ [مسلم، الادب المفرد]

۱۳۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔" جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے اس کے بدلے خدا اس کو ایک حج مقبول کا ثواب بخشتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے خدا کے رسول اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت ومحبت کی نظر ڈالے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی۔ خدا (تمہارے تصور سے) بہت بڑا اور (تنگدلی جیسے عیبوں سے) بالکل پاک ہے۔ [مسلم، معارف الحدیث]

۱۴۔ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس مال ہے اور میرے باپ کو میرے مال کی ضرورت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا مال اور تم اپنے والدین کے لیے ہو۔ بے شک تمہاری اولاد تمہاری پاک کمائی ہے اس لیے تم اپنی اولاد کی کمائی سے بلا تکلف کھاؤ۔ [ابن ماجہ، ابوداؤد]

والدین کا حق بعد موت:

۱۵۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا والدین کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ سلوک کرنے کی کوئی صورت باقی ہے؟ (یعنی کوئی صورت ہو سکتی ہے) فرمایا ان کے لیے دعا کرنا (جس میں نماز جنازہ بھی شامل ہے) اور ان کے لیے استغفار کرنا اور ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیت کو پورا کرنا (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) ان کے قرابت داروں سے صلۂ رحمی کرنا جو محض ان کی قرابت کی وجہ سے کی جائے (اس نیت سے کہ رضائے والدین حاصل ہو اور رضائے والدین سے رضائے حق حاصل ہو) اور والدین کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔ [مشکوٰۃ، ابوداؤد، الادب المفرد]

۱۶۔ حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی بندۂ خدا زندگی میں ماں باپ کا نافرمان رہا اور والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا اسی حال میں انتقال

ہو گیا تو اب اس کو چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے لیے برابر دعا کرتا رہے اور خدا سے ان کی بخشش کی درخواست کرتا رہے۔ یہاں تک کہ خدا اس کو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں لکھ دے۔ [بیہقی]

۱۷۔ والدین کی خدمت کا یہ بھی تتمہ سمجھنا چاہیے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے ملنے والوں سے سلوک و احسان کیا جائے۔ [بخاری، الادب المفرد]

والدین کے دوست کا حق:

۱۸۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اپنے باپ کے دوست کا خیال رکھو اس سے قطع تعلق نہ کرو (ایسا نہ ہو کہ اس کی دوستی قطع کرنے کی وجہ سے) اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارا نور بجھا دے۔ [الادب المفرد]

ماں باپ پر لعنت بھیجنا: رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ، سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کوئی اپنے ماں باپ پر کیوں کر لعنت بھیج سکتا ہے؟ فرمایا: "اس طرح کہ جب کوئی کسی کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی اس کے ماں باپ دونوں کو برا بھلا کہے گا" [بخاری، سیرۃ النبیؐ]

شوہر و بیوی کے حقوق

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان حقوق کی تقسیم میں انصاف فرماتے تھے کہ اے اللہ یہ میری تقسیم ہے ان چیزوں میں جن پر میرا قابو ہے پس تو مجھے اس چیز میں ملامت نہ کر جو خالص تیرے قبضہ میں ہے اور میرے قبضہ میں نہیں (یعنی محبت)۔ [ترمذی]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کو دیکھے (دل) خوش ہو جائے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کو بجا لائے اور اپنی ذات اور اپنے مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے۔ [نسائی، حیوۃ المسلمین]

خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کے کتنے بڑے فائدے ہیں۔ [حیوۃ المسلمین]

اور ایک حدیث میں ہے کہ جب شوہر کہیں باہر جائے تو اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر بار اور ہر امانت کی حفاظت کرے۔ [سنن ابی داؤد]

حضرت حکیم بن معاویہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہے کہ جیسا کہ تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جیسا کپڑا پہنو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو۔ (یعنی قصور پر بھی مت مارو اور بے قصور مارنا تو سب جگہ برا ہے) اور نہ اس کو برا کوسنا دو اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دو مگر گھر کے اندر اندر کر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ)۔ [ابوداؤد، حیوۃ المسلمین]

حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں وفات پائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ [ترمذی]

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس کو وہ مل جائیں تو دین و دنیا کی بھلائی اس کو نصیب ہو جائے۔(۱) شکر گزار دل (۲) ہر حال میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد رکھنے والی زبان (۳) بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم اور (۴) وہ عورت جو اپنی ذات اور اپنے شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔ [بیہقی، مشکوٰۃ]

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا۔

حضرت عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ آدمی جو لوگوں پر سرداری کرے اور وہ لوگ اس سے ناراض ہوں۔ دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور وہ آرام سے پڑی سو رہی ہو اور تیسرے وہ آدمی جو اپنے بھائی سے قطع تعلق کرے۔ [بخاری]

حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان رکھنے والی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جبکہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملہ میں کسی کی اطاعت نہ کرے۔ [الترغیب والترہیب]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ [ابوداؤد]

حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرگیا ہوگا۔ [ترمذی]

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اپنی آبرو کی حفاظت کرے اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ [الترغیب والترہیب]

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔ [نسائی، الادب المفرد]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن کے لیے خوف خدا کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعث خیر و نعمت بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے پیچھے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہ اور وفادار رہے۔ [ابن ماجہ، الادب المفرد]

اولاد کے حقوق

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات ہیں کہ:

۱۔ مسلمانوں خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرنے میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ [مشکوٰۃ]

۲۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز کے لیے ان کو سزا دو جب دس سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان

کے بستر الگ کردو۔ [مشکوٰۃ شریف]

۳۔ لوگو! تم قیامت میں اپنے اور باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے پس تم اپنا نام اچھا رکھا کرو۔

[ابوداؤد]

۴۔ جس نام میں عبدیت اور خدا کی تعریف کا ظہور ہتا ہے وہ نام اللہ کو بہت پیارا ہے۔

[بخاری]

۵۔ ایک دینا جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا جائے اور ایک دینار کسی غلام کو آزاد کرانے میں اور ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے تو ان سب میں اجر وثواب کے لحاظ سے افضل وہ دینار ہے جو اہل وعیال کے نان ونفقہ پر خرچ کیا جائے۔(یعنی بچوں پر خرچ کرنا بھی ثواب اور عبادت کے درجہ میں ہے اس لیے ان پر تنگی نہ کی جائے)۔

اولاد کا نام اور ادب:

۶۔ حضرت ابووہب ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پیغمبروں کے نام پر نام رکھا کرو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیارا ازم عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور سب سے سچا نام حارث اور ہمام ہے۔ [ابوداؤد، نسائی]

۷۔ حضرت حبہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن دو مسلمانوں کے تین بچے سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مر گئے ان کو قیامت کے دن لا کر جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے کہا جائے گا بہشت میں داخل ہو، وہ کہیں گے (ہم جب بہشت میں داخل ہوں گے جب) ہمارے ماں باپ بھی داخل ہوں اس پر ان سے یہ کہا جائے گا اچھا تم بھی بہشت میں داخل ہو اور تمہارے ماں باپ بھی۔ [طبرانی کبیر]

لڑکیوں کی پرورش:

۸۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے یہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں۔ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، وہ لڑکی اپنے پروں کے سایے میں لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں۔ یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور

جان سے پیدا ہوئی جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا۔ قیامت کے دن خدا کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔ [طبرانی]

۹۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرکے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اس کے لیے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔ [مشکوٰۃ]

اولادِ صالح:

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں کہ ان کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے اور (۳) صالح اور نیک اولاد جو اس کے لیے دُعا گو رہے۔ [الادب المفرد]

وصیت:

۱۱۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر مسلمان جس کے پاس وصیت کرنے کے قابل کوئی چیز ہو اس پر یہ حق ہے کہ دو راتیں اس پر نہ گزریں مگر یہ کہ وصیت اس کے پاس موجود ہو۔

۱۲۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی ویسی ہی دو۔ ورنہ ناانصافی بری بات ہے۔ [ترمذی]

ناجائز وصیت:

۱۳۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد اور اسی طرح کوئی عورت ساٹھ سال تک اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت واطاعت میں گزارتے ہیں پھر ان کے مرنے کا وقت آتا ہے تو وصیت کے ذریعہ ورثاء کو نقصان پہنچادیتے ہیں تو ان دونوں کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے، اس کے بعد حضرت ابوہریرہ ؓ نے حدیث کے مضمون کی تائید میں قرآن شریف کی آیت پڑھی۔

مِنْ ۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصىٰ بِهَا اَوْدَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ (تا) وَذَالِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

[مسند احمد]

بھائی اور بہنوں کے حقوق

بڑے بھائی بہن اور بیٹیوں کا حق: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ویسا ہے جیسا باپ کا حق بیٹے پر۔ [مشکوٰۃ، حیوۃ المسلمین]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے پرورش کی دو یا تین بیٹیوں کی یا دو یا تین بہنوں کی تا آنکہ وہ اس سے جدا ہو جائیں (بیاہ شادی کے بعد) یا فوت ہو جائیں تو میں اور ہر وہ شخص جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے (جس طرح یہ دو انگلیاں) اور آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ ایک بیٹی اور ایک بہن کا بھی یہی حکم ہے۔ [الادب المفرد]

یتیم کا حق

یتیم پر رحم کرنا: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ نیکی یا بھلائی سے پیش آتا ہو میں اور وہ جنت میں پاس پاس ہوں گے جس طرح میرے ہاتھ کی یہ دو انگلیاں قریب قریب ہیں (دست مبارک کی دو انگلیاں ملا کر اشارہ فرمایا)
[حکیم عن انس، الادب المفرد]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔
[ابن ماجہ]

یتیم کا مال کھانے والے اس حال میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔ [ابویعلیٰ]

یتیم کی پرورش: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں اور سیاہ رخساروں والی عورت قیامت کے دن اس طرح ہوں گے۔ (یزید بن

زربیع ؓ اس حدیث کے ایک راوی نے درمیانی اور شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح یہ انگلیاں قریب قریب ہیں۔ اسی طرح آپ اور وہ عورت قیامت کے دن قریب قریب ہوں گے) اور سیاہ رخساروں والی عورت کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جس کا شوہر مر گیا ہو یا اس نے طلاق دے دی ہو اور وہ عورت جاہ و جمال رکھتی ہو لیکن اس نے یتیم بچوں کی پرورش کے خیال سے دوسرا نکاح نہ کیا ہو اور اپنی خواہشات کو روکا ہو یہاں تک کہ اس کے بچے جوان ہو کر اس سے جدا ہو گئے ہوں یا مر گئے ہوں۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ، حیوۃ المسلمین]

یتیم سے محبت وشفقت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور محض اللہ ہی کے لیے پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کو ملیں گی اور جو شخص یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ احسان کرے جو کہ اس کے پاس رہتا ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے۔ جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی پاس پاس ہے۔ [بہشتی زیور]

صلہ رحمی: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! تمہیں اپنے حسب نسب کے متعلق اس قدر علم حاصل کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کر سکو (مثلاً ماں باپ، دادا اور مائیں اور جدات اور ان کی اولاد۔ مرد اور عورت کو انہیں پہچاننا اور ان کے نام یاد رکھنا ضروری ہیں کہ یہی ذوی الارحام کہلاتے ہیں اور انہیں کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے کا حکم ہے) کیونکہ صلۂ رحمی کرنے سے قرابت داروں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ مال کی کثرت و برکت ہوتی ہے اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔ [ترمذی]

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے چند قرابت دار ہیں اور عجب طرح کی طبیعت کے واقع ہوئے ہیں۔ میں ان کے ساتھ صلۂ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر واقعی میں ایسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو گویا تو ان کے منہ میں گرم گرم بھوبل ڈالتا ہے۔ (یعنی تیری عطا ان کے حق میں حرام ہے اور ان کے شکم میں آگ کا حکم رکھتی ہے) اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ ان پر تیری مدد کرتا رہے گا جب تک تو اس صفت پر قائم رہے گا۔ [مسلم، الادب المفرد]

رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر جمعرات کی شام یعنی جمعہ کی رات کو لوگوں کے اعمال اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ رشتہ قرابت توڑنے والے کے اعمال قبول نہیں کرتا۔ [الادب المفرد]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی شخص میں ہوں گی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا حساب سہولت وآسانی سے لے گا وہ اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو تم کو محروم کرے اس کو دو۔ جو تم سے رشتہ توڑے اس سے ناطہ جوڑو، جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کردو۔ جب تو یہ کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ تجھ کو جنت میں لے جائے گا۔
[طبرانی والحاکم وقال صحیح الاسناد، الادب المفرد]

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات ہیں کہ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرنا عمر کو دراز کرتا ہے اور چھپا کر خیرات کرنا خدا کے غصہ کو فرو کرتا ہے۔ [القضاعی عن ابن مسعود]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میرا نام اللہ ہے، میرا نام رحمٰن ہے۔ میں نے اپنے نام کو رحم سے مشتق کیا ہے جو اس کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا۔ جو قطع رحمی کرے گا میں اس کو قطع کروں گا۔ [ترمذی، ابوداؤد]

شعبان کی پندرھویں شب میں تقریباً سب لوگ آزاد کر دیے جاتے ہیں۔ (یعنی ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں) مگر قاطع رحم۔ ماں باپ کا نافرمان اور شراب کا عادی یہ تینوں اس رات بھی آزاد نہیں کیے جاتے۔ [بیہقی، ترمذی، ابوداؤد]

پڑوسی کے حقوق

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے ہمسائے کے لیے وہی بھلائی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔ [صحیح مسلم، الادب المفرد]

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کی جائے اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے

ساتھ جائے۔ اگر وہ ادھار مانگے تو اس کو قرض دے، اگر وہ ننگا ہے تو اس کو کپڑے پہنائے اگر کوئی خوشی اس کو حاصل ہو تو مبارک باد دے اگر کوئی مصیبت اس پر طاری ہو تو اس کو تسلی دے اور اپنے مکان کو اس کے مکان سے اونچا نہ کرے تا کہ وہ ہوا سے محروم نہ رہے اور اپنے چولھے کے دھوئیں سے اس کو ایذا نہ پہنچائے۔ [طبرانی]

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان بندہ مرتا ہے اور اس کے قریب تر پڑوسیوں میں سے تین آدمی اس پر خیر کی گواہی دیتے ہوں تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے میں نے بندوں کی شہادت ان کے علم کے مطابق قبول کر لی اور جو کچھ میں جانتا ہوں اس کو میں نے بخش دیا۔ [مسند احمد]

دوست کا حق: ابن عون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دوست کا اعزاز واکرام اس طور پر نہ کرو جو اسے شاق گزرے۔

فائدہ: یعنی ہر شخص کے ساتھ اس کے مرتبہ کے شایان شان برتاؤ کرے۔ [الادب المفرد]

مسلمان کے حقوق

حفاظت مسلم: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے پورا مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے ایذاء سے تمام مسلمان محفوظ رہیں اور پکا مہاجر وہ ہے جو ان تمام باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ [بخاری مسلم] ترمذی ونسائی نے اس حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ کامل مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں امانت دار سمجھیں۔ [ترجمان السنۃ]

دوستوں کو جدا کرنا: حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندگان خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں کھاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلوا دیتے ہیں۔ الخ [احمد وبیہقی]

دوستوں کی دل شکنی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خوانخواہ) بحث نہ کیا

کرو! اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کرو (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کرو۔ [ترمذی]

البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو معذور ہے۔ چنانچہ زید بن ارقم ﷺ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت وعدہ پورا کرنے کی نیت تھی مگر وعدہ پورا نہیں کر سکا اور (اگر آنے کا وعدہ تھا تو) وقت پر نہ آ سکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہوگا) تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔ [ابوداؤد، ترمذی، حیوۃ المسلمین]

مشورہ دینا: حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہیے۔ [ابن ماجہ]

لوگوں پر رحم کرنا: حضرت جریر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ [بخاری ومسلم]

مسلمان کو حقیر سمجھنا: حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ آدمی کے لیے یہ شر کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے مال کا نقصان کرنا اور نہ اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا، مثلاً اس کا عیب کھولنا، اس کی غیبت کرنا وغیرہ) [مسلم، حیوۃ المسلمین]

دوست سے ملاقات کرنا: حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لیے جاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی۔ تو نے جنت میں اپنا مقام بنا لیا۔ [ترمذی]

حقوق مسلم: حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں۔ (اس وقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

۱۔ جب اس سے ملنا ہو تو اس کو سلام کر۔
۲۔ جب وہ تجھ کو کھانے کے لیے بلاوے تو قبول کر۔
۳۔ جب تم سے خیر خواہی چاہے تو اس کی خیر خواہی کر۔
۴۔ چھینک لے اور الحمدلله کہے تو یر حمك الله کہہ۔
۵۔ جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کر۔
۶۔ جب مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا۔ [ترمذی، حیوۃ المسلمین]

قطع تعلق: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ مومن کو تین دن تک چھوڑ رکھے۔ جب تین دن گزر جائیں تو اسے چاہیے کہ وہ اس سے ملے اور سلام کرے۔ اگر دوسرے نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں شریک اجر و ثواب ہوں گے اور اگر سلام کا جواب نہ دیا تو سلام کرنے والا بری الذمہ ہو گیا۔ اس پر قطع تعلق کا گناہ نہیں رہا۔ [الادب المفرد، بخاری و مسلم]

مسلمانوں کی آبرو کا حق: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ایسے موقع پر ذلیل کرے گا جہاں اس کی ہتک ہو یا اس کی عزت میں کچھ کمی آئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ایسے مقام میں ذلیل کرے گا جہاں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد کا طلب گار ہو گا اور جو شخص کسی ایسی جگہ مسلمان کی مدد کرے گا جہاں اس کی بے عزتی اور ہتک ہوتی ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے مقام پر اس کی مدد کرے گا جہاں اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد درکار ہو گی۔
[ابوداؤد]

حق طریق (راستہ): فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ راہوں پر بیٹھنے سے بچو اور اگر تم بیٹھنے سے باز نہ رہو تو راستہ میں بیٹھنے کا حق ادا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ راستہ کا حق کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا آنکھوں کا بند کرنا (یعنی حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالے) اور ایذا سے باز رہنا (یعنی کوئی حرکت ایسی نہ ہو، جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہو مثلاً راستہ تنگ کردے) اور سلام کا جواب دینا (جواب دینا اس لیے کہا کہ سنت یہ ہے کہ چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے) اور لوگوں کو مشروع باتوں کا حکم کرے اور نامشروع باتوں سے منع کرے۔ [مشکوۃ]

حقوق مریض عیادت: مسلمانو! جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کو دیر تک زندہ رہنے

کی خوشخبری دو کیونکہ تمہارے کہنے سے کسی انسان کی زندگی دراز نہیں ہو سکتی۔ مگر بیمار کی طبیعت خوش ہو جائے گی۔ [ترمذی، ابن ماجہ عن ابی سعید]

بیمار کی مناسب بیمار پرسی یہ ہے کہ مزاج پرسی کرنے والا اس کے پاس سے جلد اٹھ آئے۔ [مسند الفردوس للدیلمی]

مسکین کا حق: حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس نے میری مخلوق میں سے کسی ایسے کمزور کے ساتھ بھلائی کی جس کا کوئی کفایت (کفالت) کرنے والا نہیں تھا تو ایسے بندہ کی کفایت وکفالت کا میں ذمہ دار ہوں۔ [خطیب]

جانور کا حق: حضور ﷺ نے فرمایا ہر حساس جانور جس کو بھوک، پیاس کی تکلیف ہوتی ہو اس کے کھلانے، پلانے میں ثواب ہے۔ [بخاری ومسلم]

حقوق حاکم ومحکوم

حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بادشاہ روئے زمین پر مخلوق پر رحمت وشفقت کرنے میں خدا کا سایہ ہوتا ہے، خدا کے بندے جو مظلوم ہوں اس سایہ میں پناہ لیتے ہیں اگر وہ انصاف کرے تو اس کا ثواب دیا جاتا ہے اور رعیت پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور اگر وہ ظلم کرے یا خدا کی امانت میں خیانت کرے تو بار گناہ اس پر ہے اور رعیت کو صبر کرنا لازم ہے۔ [بیہقی، مشکوۃ]

حضرت ابوامامہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اپنے حکمرانوں کو برا نہ کہو اور خدا سے ان کی بھلائی کی دعا مانگا کرو۔ کیونکہ ان کی بھلائی میں تمہاری بھلائی ہے۔ [طبرانی]

حضرت ابن عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کی نسبت سوال کیا جائے گا جو آدمی لوگوں پر حکومت کرتا ہے وہ ان کا راعی ہے اور لوگ اس کی رعیت ہیں۔ پس حاکم سے اس کی رعیت کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ ہر آدمی کو اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور گھر والے اس کی رعیت ہیں۔ پس ہر

آدمی سے اس کے گھر والوں کی نسبت باز پرس ہوگی۔ ہر عورت اپنے خاوند کے گھر کی راعی ہے اور خاوند کا گھر اس کی رعیت ہے۔ پس ہر عورت سے اس کے خاوند کے گھر کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ ہر نوکر اپنے آقا کے مال و اسباب پر راعی ہے اور آقا کا مال و اسباب اس کی رعیت ہے۔ پس ہر نوکر سے اس کے آقا کے مال و اسباب کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ [مسند احمد، بخاری و مسلم، ابوداؤد، ترمذی]

حضرت ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو جب تمہارے حاکم نیک دل ہوں اور تمہارے امیر فیاض ہوں اور تمہارے معاملات کی بنیاد مشورہ پر ہو تو زمین کی سطح پر تمہارا رہنا زمین کے پیٹ میں جانے سے بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر ہوں اور تمہارے امیر بخیل ہوں اور تمہارے معاملات کا فیصلہ عورتوں کی رائے پر ہو تو زمین کے پیٹ میں تمہارا جانا زمین پر رہنے سے بہتر ہے۔ [ترمذی]

حضرت ابن عمر ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حاکم کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ حکم پسند نہ آئے جب تک حاکم کسی گناہ کا حکم نہ دے اور جب وہ کسی گناہ کا حکم دے تو مسلمان پر اس کی اطاعت واجب نہیں۔ [بخاری و مسلم، مشکوۃ]

حضرت علی ﷜ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت واجب نہیں۔ اطاعت صرف نیک کاموں میں واجب ہے۔ [بخاری و مسلم، مشکوۃ]

حضرت ام سلمہ ﷝ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم پر ایسے حاکم مقرر کیے جائیں گے جو اچھے کام بھی کریں گے اور برے کام بھی کریں گے پس جس شخص نے انکار کیا یعنی اس کے برے فعل کی نسبت اس کے منہ پر کہہ دیا کہ تمہارا یہ فعل شرع کے خلاف ہے اور وہ اپنے فرض سے بری ہو گیا اور جس شخص نے ایسا نہ کیا یعنی اس کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ زبان سے کہہ دے لیکن دل سے اس فعل کو برا سمجھا وہ سالم رہا یعنی اس کے گناہ میں شریک ہونے سے سالم (محفوظ) رہا۔ لیکن جو شخص اس کے فعل پر راضی ہوا اور ان کی پیروی کی وہ ان کے گناہ میں شریک ہوا۔ صحابہ ﷡ نے عرض کیا۔ کیا ان سے لڑیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھیں۔ [مسلم، مشکوۃ]

حضرت وائل بن حجر سلمہ بن یزید ﷜ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اے خدا کے نبی ﷺ آپ اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر ہم پر ایسے حاکم مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں

اور ہمارے حقوق سے انکار کردیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے احکام سنو اور ان کی اطاعت کرو اس لیے کہ ان پر وہ بات فرض ہے جو انہوں نے اپنے ذمہ لی ہے اور تم پر وہ چیز فرض ہے جو تم نے اٹھائی ہے۔ [مسلم بمشکوٰۃ]

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظالم امیر کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ [حاکم]

دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تین شخصوں کا کلمہ بھی قبول نہیں ہوتا ایک ان میں سے وہ حاکم ہے جو اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے۔ [طبرانی]

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس بندہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ رعیت کی نگہبانی سپرد کردے اور وہ بھلائی اور خیر خواہی کے ساتھ نگہبانی نہ کرے وہ بہشت کی بو نہ پائے گا۔ [بخاری و مسلم بمشکوٰۃ]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو دعا کرتے سنا ہے کہ اے اللہ جس شخص کو میری امت کے کسی کام کا والی اور متصرف بنایا گیا ہو اور وہ میری امت پر مشقت اور مصیبت ڈالے تو تو بھی اس پر مشقت و مصیبت ڈال اور جو شخص (حاکم و والی) میری امت پر رحم و نرمی کرے تو تو بھی اس پر رحم و نرمی کر۔ [مسلم بمشکوٰۃ]

فریقین کا فیصلہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی تمہاری طرف سے قضیہ پیش کریں اور ان میں ایک شخص اظہار مدعا کر چکے تو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سن لو اول شخص کے موافق فیصلہ نہ کرو، کیونکہ یہ صورت اس بات کے لائق تر ہے کہ تمہارے لیے قضیہ کی پوری کیفیت ظاہر ہو جائے۔ [ترمذی]

خدمت گار کا حق: نبی کریم ﷺ نے فرمایا لونڈی و غلام تمہارے بھائی ہیں۔ خدا نے ان کو تمہارے قبضہ میں دے رکھا ہے بس تم میں سے جس کسی کے قبضہ و تصرف میں خدا نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے جو اس کے سہارے سے زیادہ نہ ہو اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کرے۔ [بخاری و مسلم، الادب المفرد]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اگر تم میں سے

کسی کا خادم کھانا لائے اور اس نے کھانا تیار کرنے میں دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہو تو تم کو چاہیے کہ اس خادم کو اپنے ساتھ کھانے پر بٹھاؤ تو ایک دو لقمے اس کو ضرور دے دو۔ [بخاری و مسلم، ابن ماجہ]

کسب معاش

مال کی قدر: حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی دولت کو پسند نہیں کرتا اس میں کوئی خوبی نہیں ہے کیونکہ اس کے وسیلہ سے رشتہ داروں کے حق پورے کیے جاتے ہیں اور امانت ادا کی جاتی ہے اور اس کی برکت سے آدمی دنیا کے لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ [بیہقی]

قناعت: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو جو کچھ دیتا ہے اس سے ان کی آزمائش کرتا ہے۔ اگر وہ اپنی قسمت پر راضی ہو جائیں تو ان کی روزی میں برکت عطا فرماتا ہے اور اگر راضی نہ ہوں تو ان کی روزی کو تنگ کرتا ہے وسیع نہیں کرتا۔ [مسند احمد]

حضرت علی ؓ فرجو بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں (جھوٹ نہیں بولتے) اور اگر ان کے پاس امانت رکھوائی جاتی ہیں کہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جو آدمی تھوڑی سی روزی پر راضی ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جاتا ہے۔ [بیہقی]

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کام میں کامیاب ہوا اس کو لازم ہے کہ اس کو نہ چھوڑے۔ [بیہقی]

معاملہ میں صداقت: حضرت معاذ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے عمدہ پیشہ ان سوداگروں کا ہے کہ جب بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں۔ جب امانت رکھی جائے تو خیانت نہیں کرتے اور جب وعدہ کرتے ہیں تو اس وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتے اور جب کوئی چیز فروخت کرتے ہیں تو اس کی بے حد تعریف نہیں کرتے اور جب کوئی چیز خریدتے ہیں تو اس کی قیمت ادا کرنے میں دیر نہیں کرتے اور اگر ان کا قرض کسی کے ذمہ ہو تو مقروض پر سختی نہیں کرتے۔ [بیہقی]

حلال روزی کی تلاش: حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے کو حلال روزی کی تلاش میں محنت کرتا اور تکلیف اٹھاتا دیکھے۔ [الدیلمی، ترمذی]

والدین اور اولاد کے لیے نان نفقہ مہیا کرنا: حضرت انس ﷜ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی اپنے بوڑھے والدین کے لیے روزی کماتا اور دوڑ دھوپ میں رہتا ہے وہ خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لیے محنت کرتا ہے۔ وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے اور وہ آدمی اپنی ذات کے لیے محنت کرتا ہے تاکہ لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے۔ [بخاری، مسلم]

ناجائز آمدنی: حدیث شریف میں ہے کہ (انسان کا جسم) جس گوشت نے حرام آمدنی سے نشو نما پائی وہ جنت میں (سزا پائے بغیر) داخل نہیں ہوگا۔ [مشکوۃ بحوالہ احمد، دارمی]

اپنے ہاتھ کی کمائی: حضرت عائشہ ﷝ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چیز تم کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد کی کمائی بھی جائز ہے۔ [ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مشکوۃ]

حلال کمائی: حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پاک وحلال کمائی فرض ہے۔ فرض کے بعد یعنی فرائض کے بعد جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں حلال کمائی بھی فرض ہے۔ [بیہقی، مشکوۃ]

تلاش رزق کا وقت: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے رزق کی تلاش اور حلال کمائی کے لیے صبح سویرے ہی چلے جایا کرو کیونکہ اس وقت کاموں میں برکت اور کشادگی ہوتی ہے۔ [طبرانی]

معاملہ میں نرمی: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے۔ [بخاری]

(اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایسے شخص کے لیے دُعا فرمائی ہے)

تاجر کی نیک خصلتیں: حضرت ابوامامہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تاجروں میں جب تین خصلتیں ہوں تو ان کی کمائی عمدہ اور حلال ہوگی۔ (۱) جب وہ (کسی سے

کوئی چیز) خریدے تو (اس کی) برائی نہ کرے اور (۲) جب وہ کسی کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرے تو (اس کی بے جا) تعریف نہ کرے اور بیع میں تدلیس نہ کرے۔ (یعنی خریدار سے مال کا عیب نہ چھپائے) اور (۳) اس (معاملہ) کے درمیان (جھوٹی) قسم نہ کھائے۔ [اصبہانی]

مزدور کی اجرت: حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مزدور کو اس کی مزدوری قبل اس کے کہ اس کا پسینہ خشک ہوا دا کردو۔ [ابن ماجہ]

رزق مقدر: حضرت حذیفہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے وحی بھیجی ہے کہ کوئی شخص نہیں مرتا جب تک وہ اپنا مقدر رزق پورا نہیں کر لیتا اگر چہ دیر سے اس کو پہنچے۔ پس جب یہ بات ہے تو تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور روزی تلاش کرنے میں حد اعتدال سے تجاوز مت کرو اور تاخیر رزق کی صورت میں گناہوں کے ساتھ رزق طلب نہ کرنے لگنا اور جو رزق حلال اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے وہ اطاعت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ [بزار]

رعایت باہمی: حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ خرید وفروخت میں اور قرض کی ادائیگی میں رعایت و مروت کرنے والے کو دوست رکھتے ہیں۔ [ترمذی]

تجارت میں صدق وامانت: عبید بن رفاعہ ﷺ اپنے والد ماجد حضرت رفاعہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت کی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اٹھائے جائیں گے۔ (یعنی عام تاجروں کا حشر بدکاروں کے ساتھ ہوگا) سوائے ان (خدا ترس اور خدا پرست) تاجروں کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقویٰ، نیکی، حسن سلوک اور سچائی کو برتا ہوگا۔ [جامع ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث]

تاجر کی صداقت: حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سچا اور امانت دار سوداگر، انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ [جامع ترمذی]

کم ناپنا اور تولنا: حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپنے اور تولنے والوں سے ارشاد فرمایا تمہارے ہاتھ میں دو ایسے کام ہیں جن کے سبب سے تم سے پہلی قومیں

ہلاک ہوئیں (یعنی پورا وزن نہ تولنے اور کم ناپنے کے سبب ہلاک ہوئیں تم ایسا نہ کرنا)۔ [ترمذی]

ذخیرہ اندوزی: حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تاجر کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے رزق دیا جاتا ہے۔ (قحط کے زمانے میں) غلہ کو گرانی کے خیال سے روکنے اور بند رکھنے والا ملعون ہے۔ [ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ]

مال کا صدقہ: نبی کریم ﷺ نے تاجروں کو ہدایت فرمائی اے کاروبار کرنے والو! مال کے بیچنے میں لغویات کرنے اور جھوٹی قسم کھا جانے کا بہت امکان رہتا ہے تو تم لوگ اپنے مالوں میں سے صدقہ ضرور کیا کرو۔ [ابوداؤد]

قرض

قرض دار کی رعایت: حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں جو شخص قرض کے بارے میں پڑ جائے۔ پھر اس کے ادا کرنے میں پوری کوشش کرے اور پھر ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو میں اس کا مددگار ہوں۔ [احمد، طبرانی]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو قیامت کے غم اور گھٹن سے بچائے تو اس کو چاہیے کہ تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے سر سے اتار دے۔ [مسلم]

قرض کی لعنت: حضرت عبداللہ بن جحش ؓ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض کے بارے میں فرمایا (یعنی کسی کا مال حق جو کسی کے ذمہ آتا ہو) قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جائے پھر زندہ ہو کر دوبارہ شہید ہو جائے۔ پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جائے اور اس کے ذمہ کسی کا قرض آتا ہو وہ جنت میں نہ جائے گا جب تک اس کا قرض ادا نہ کیا جائے۔

[یعنی ترغیب از نسائی وطبرانی وحاکم مع لفظ صحیح حاکم، حیوۃ المسلمین]

قرض کی ادائیگی کی نیت: حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی قرض لیتا ہے اور اس کو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے قیامت کے دن خدا اس کی طرف سے اس قرض کو ادا کر دے گا اور جو قرض

لے کر ادا کرنا نہیں چاہتا اور اسی حالت میں مرجاتا ہے قیامت کے دن خدا اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے تو نے شاید خیال کیا تھا کہ میں اپنے بندے کا حق تجھ سے نہیں لوں گا پھر مقروض کی کچھ نیکیاں قرض خواہ کو دی جائیں گی اور اگر مقروض نے نیکیاں نہ کی ہوں گی تو قرض خواہ کے کچھ گناہ لے کر مقروض کے دیئے جائیں گے۔ [طبرانی وحاکم]

قرض کا وبال: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! قرض لینے سے بچو کیونکہ وہ رات کے وقت رنج وفکر پیدا کرتا ہے اور دن کو ذلت وخواری میں مبتلا کرتا ہے۔ [بیہقی فی شعب الایمان]

قرض سے پناہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی آدمی پیوند پر پیوند لگائے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ قرض لے اور اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ [مسند امام احمد]

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو محتاجی اور مفلسی اور ذلت وخواری سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ [نسائی، حاکم، ابن حبان]

دُعا ادائے قرض: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تم کو کیا ایسی دُعا نہ بتاؤں کہ اگر تمہارے سر پر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو اس کو بھی حق تعالیٰ ادا فرما دیں تم یوں کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِيُ الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۝ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَارَحْمَانَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْهِمَا مَنْ تَشَآءُ وَتَمْنَعُ مِنْهَا مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةٍ مِّمَّنْ سِوَاكَ ۝

ترجمہ: ''اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں ملک لے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والے ہیں۔ اے دنیا و آخرت میں رحمان اور ان دونوں میں رحیم۔ آپ دیتے ہیں یہ دونوں

جہان جس کو چاہتے ہیں اور روک دیتے ہیں ان دونوں سے جس کو چاہتے ہیں۔ مجھ پر ایسی رحمت فرمائیے کہ اس کے سبب آپ مجھے اپنے غیر کی رحمت سے مستغنی فرمادیں۔" [طبرانی فی الصغیر، بہشتی زیور]

قرض دینے کا ثواب: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، میں نے شب معراج میں بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس حصہ ملتا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصے ملتا ہے۔ [بہشتی زیور]

قرض دار کو مہلت دینا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تک قرض ادا کرنے کے وعدے کا وقت نہ آیا ہوا س وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تو ہر روز اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات دے اور جب اس کا وقت آجائے اور پھر مہلت دے تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپے سے دگنا روپیہ روزمرہ خیرات کر دیا۔ [بہشتی زیور]

حرمت سود

سود کا گناہ: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں ایک معمولی سا حصہ یہ ہے کہ اس کا گناہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنی ماں سے جماع کرے۔ [ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ]

مقروض کے ہدیہ سے احتیاط: حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی کسی کو قرض دے تو پھر قرض لینے والے سے کوئی ہدیہ قبول نہ کرے۔ [بخاری]

سود کا وبال: حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سوائے سود کھانے والوں کے کوئی باقی نہ رہے گا اور اگر کوئی شخص ہوگا بھی تو اس کو سود کا بخار (اثر) پہنچے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو سود کا غبار پہنچے گا۔
[نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، مسند احمد، ابوداؤد]

سود کا معاملہ: حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود کے

کھانے والے (یعنی لینے والے) پر اور اس کے کھلانے والے (یعنی دینے والے) پر، اس کے لکھنے والے پر، اس کے گواہ پر اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں (یعنی بعض باتوں میں)۔ [بخاری،مسلم]

حرمت رشوت

رشوت پر لعنت: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر۔ [ابوداؤد،مسلم]

ابن ماجہ و ترمذی نے نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو ان دونوں کے درمیان میں معاملہ ٹھہرانے والا ہو۔ [مسند احمد، بیہقی]

رشوت پر دوزخ کا عذاب: حدیث شریف میں ہے کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں دوزخ کی آگ میں جھونکے جائیں گے۔ [طبرانی، المعجم الکبیر]

(ف): البتہ جہاں بغیر رشوت دیئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے، وہاں (اکراہاً) دینا جائز ہے، مگر لینا وہاں بھی حرام ہے۔ [حیوۃ المسلمین]

باب چہارم

معاشرت

گھر میں داخل ہونے کے آداب

استیذان (اجازت چاہنا): عطا ابن یسار ﷺ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ حضور ﷺ کیا میں اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت جب میری ماں وہاں ہو تب بھی اجازت طلب کروں۔ حضور نے فرمایا ہاں۔ تو اس شخص نے عرض کیا کہ حضور ﷺ میں تو اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں۔ ایسا نہیں کہ وہ علیحدہ گھر میں رہتی ہوں اور میں علیحدہ رہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر بھی تم اجازت مانگو۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ حضور خدمت کے لیے میرا بار بار گھر میں آنا جانا رہتا ہے اس پر بھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اجازت لے کر اندر جاؤ۔ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ تم کسی موقع پر اپنی ماں کو کھلی حالت میں دیکھو۔ سائل نے عرض کیا کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر اجازت لو۔ [مشکوٰۃ شریف]

رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اذن چاہنا تین بار ہوتا ہے اس لیے اگر اجازت مل جائے تو اچھا ہے ورنہ لوٹ جاؤ۔ [زادالمعاد]

صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اذن چاہنے سے قبل سلام کرنا چاہیے اور اپنا نام ظاہر کرے یہ نہ کہے کہ میں ہوں۔ [زادالمعاد]

حضرت ابو امامہ ﷺ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان سب کا ضامن ہے، زندگی میں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو کافی ہے مرنے کے بعد جنت ان کا مقام ہے۔

۱۔ جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔

۲۔ جو مسجد کی طرف گیا (تا کہ نماز پڑھے) وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔

۳۔ جو اللہ کے راستہ میں جہاد کے لیے نکلا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔ [الادب المفرد]

سوتے ہوئے کو سلام کرنا: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اگر رات کے وقت گھر میں تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ سونے والے کی نیند نہ اچٹے اور جاگتا ہوا اسے سن لے۔ [الادب المفرد]

حضور ﷺ کی عادت طیبہ: اگر آنحضرت ﷺ خود کسی سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے تو عادت طیبہ تھی کہ تین مرتبہ سلام کر کے اجازت داخلہ طلب فرماتے، اگر جواب نہ ملتا تو واپس تشریف لے جاتے۔ [زاد المعاد]

آنحضرت ﷺ کی عادت محمودہ تھی کہ کبھی دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت داخلہ طلب نہیں فرماتے، بلکہ دروازے کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر سلام کرتے اور پھر اندر آنے کی اجازت چاہتے، تاکہ اجازت سے قبل مکان کے اندر نظر نہ پہنچے۔ [زاد المعاد]

سلام کے آداب

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ آدمی خدا سے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔

سلام کی ابتداء کے وقت آپ اس طرح سلام کرتے تھے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ [زاد المعاد]

ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا اس شخص کو تین نیکیاں ملیں۔ [نسائی، ترمذی]

حضور اکرم ﷺ کی عادت طیبہ یہ تھی کہ آپ ہاتھ، سر یا انگلی کے اشارے سے سلام کا جواب نہ دیتے تھے۔ [زاد المعاد]

ابوعبداللہ (یعنی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ) کہتے ہیں کہ بی بی قیلہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرد نے کہا السلام علیک یارسول اللہ۔ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ [الادب المفرد]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا جبرائیل علیہ السلام ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا:

وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ ﷺ جو کچھ دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھ پاتی۔ یہ خطاب رسول اللہ ﷺ سے تھا۔ [الادب المفرد]

حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سلام کے جواب کی طرح خط کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔ [الادب المفرد]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتادوں جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ [مشکوٰۃ]

حضرت قتادہ ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب تم گھر سے باہر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کر کے رخصت حاصل کرو۔ [بیہقی، مشکوٰۃ]

جب کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور پھر جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے۔ اس لیے کہ پہلی مرتبہ سلام کرنا، دوسری مرتبہ سلام کرنے سے بہتر نہیں، یعنی دونوں سلام حق اور مسنون ہیں۔ [ترمذی، مشکوٰۃ]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر مسلمان کو سلام کرو چاہے تمہاری اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ [بخاری و مسلم]

حضرت انس ﷺ کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو یہ تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے خیر و برکت کی بات ہے۔ [ترمذی]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر بیچ میں اوٹ بن جائے اور پھر اس کے سامنے آئے تو اس کو پھر سلام کرے۔
[ریاض الصالحین، زادالمعاد]

حضرت عمرو بن شعیب ﷺ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہم مسلمانوں کے سوا دوسرے قوموں کے ساتھ تشبہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے (پھر آپ ﷺ نے دوسری قوموں کے ساتھ تشبہ کرنے کی تصریح

فرمائی کہ) یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو اور نہ نصاریٰ کی۔ کیونکہ یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے کرتے ہیں۔ [ترمذی]

سلام کے حقوق:

☆ مسلمان، مسلمان سے ملے تو اس کو سلام کرنا چاہیے۔
☆ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔
☆ سوار بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔
☆ کم تعداد بڑی تعداد کو سلام کرے۔
☆ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔
☆ اشارہ سے سلام کرنا جب مخاطب دور ہو۔
☆ زور سے سلام کرنا تاکہ مخاطب سن لے۔ [الادب المفرد]

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے قبل کہ منجملہ اور علامات کے چند علامات یہ ہیں (۱) سلام کا رواج خاص خاص دائروں میں محدود ہو جانا (۲) تجارت کا اتنا عام طور پر رواج پانا کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرنے لگے۔ (۳) اہل اور نا اہل سب کا قلم چل پڑے (۴) جھوٹی شہادت دینے میں بہادر بن جانا اور سچی شہادت کا اخفا کرنا۔ [الادب المفرد]

مصافحہ، معانقہ و دست بوسی

حضرت انس ﷛ سے مروی ہے کہ ایک شخص کو میں نے سنا وہ نبی اکرم ﷺ سے دریافت کر رہا تھا کہ آدمی جب اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے سامنے جھک جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس نے پوچھا، کیا اس کے ساتھ معانقہ کرے اور اس کو بوسہ دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے اور اس کے ساتھ مصافحہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ [ترمذی]

رزین رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے مگر یہ کہ وہ بھائی یا دوست سفر سے آیا ہو تو معانقہ کر سکتا ہے۔ [مشکوٰۃ] اور بطور تکریم ہاتھ کا بوسہ دے سکتا ہے۔ [از الترغیب والترہیب للمنذری]

حضرت ابوامامہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی پر یا ہاتھ پر رکھ کر اس سے اس کا حال پوچھو اور پورا سلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد تم مصافحہ بھی کرو۔ [احمد، ترمذی، مشکوٰۃ]

حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جعفر ابن علی ﷺ سے ملے اور ان کو گلے لگالیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ [ابوداؤد، بیہقی، مشکوٰۃ]

حضرت زارع ﷺ جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اترے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

حضرت انس ﷺ نے ایک مرتبہ غایت درجہ فرحت ولذت کے ساتھ بیان فرمایا کہ میں اپنے ان ہاتھوں سے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مصافحہ کیا۔ میں نے کبھی کسی قسم کی حریر یا ریشم حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھی۔ ان کے شاگرد نے جس کے سامنے یہ بیان کیا گیا اسی شوق سے عرض کیا کہ میں بھی ان ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں جن ہاتھوں نے حضور اکرم ﷺ سے مصافحہ کیا ہے۔ اس کے بعد سے یہ سلسلہ جاری ہوا کہ آج تک جاری ہے اور مصافحہ کی حدیث کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس حدیث میں مسلسل مصافحہ ہوتا آیا ہے۔

[خصائل نبوی]

حضرت انس ﷺ (ابن مالک) سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ جب آپس میں ملاقات کیا کرتے تھے تو مصافحہ کیا کرتے تھے اور جب سفر سے واپس آتے تو آپس میں معانقہ کیا کرتے تھے۔ [طبرانی، الترغیب والترہیب للمنذری]

حضرت زید بن حارث ﷺ جب مدینے آئے تو نبی کریم ﷺ کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے دروازے پر پہنچے ان سے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔

[ترمذی]

ہاتھ چومنا: حضرت ثابت ﷺ نے حضرت انس ﷺ سے پوچھا آپ نے کبھی حضور اقدس ﷺ کو اپنے ہاتھ سے چھوا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں حضرت ثابت ﷺ نے حضرت انس ﷺ کے ہاتھ کو چوم لیا۔ [الادب المفرد]

ہدیہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا تہادو اتحابوا آپس میں ہدایا اور تحائف کا تبادلہ کرتے رہو کہ باہمی محبت بڑھے۔ (بخاری، الادب المفرد)

حدیث شریف میں ہے کہ ہدیہ ایسے شخص کا قبول کرو جو ہدیہ کا طالب نہ ہو ورنہ باہمی رنج کی نوبت آئے گی۔ لیکن تم اپنی طرف سے کوشش کرو کہ اس کو کچھ بدلہ دیا جائے اور اگر بدلہ دینے کو میسر نہ ہو تو اس کی ثناء وصفت ہی بیان کرو اور لوگوں کے روبرو اس کے احسان کو ظاہر کرو اور ثناء و صفت کے لیے اتنا کہہ دینا کافی ہے جزاک اللہ خیراً اور جب محسن کا شکر یہ ادا نہ کیا تو خدا تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہ ہوگا اور جس طرح ملی ہوئی نعمت کی ناشکری بری ہے اسی طرح ملی ہوئی چیز پر شیخی بگھارنا کہ ہمارے پاس اتنا اتنا آیا یہ بھی برا ہے۔ (مسند احمد)

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی تمہاری خاطر داری کو خوشبو، تیل، دودھ یا تکیہ پیش کرے تو خوشبو سونگھ لو یا تیل لگا لو۔ دودھ پی لو یا تکیہ کمر سے لگا لو تو قبول کر لو۔ انکار و عذر مت کرو، کیونکہ ان چیزوں میں کوئی لمبا چوڑا احسان نہیں ہوتا جس کا بار تم سے نہیں اٹھ سکتا ہو اور دوسرے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ باہم تحفہ تحائف دیتے رہا کرو۔ اس سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے محبت بڑھتی ہے اور کوئی پڑوسن کو بکری کے پائے کا کوئی ٹکڑا بھیجنے کو حقیر نہ سمجھے اور یہ خیال نہ کرے کہ تھوڑی چیز ہے کیا بھیجیں۔ جو کچھ ہو بے تکلف دو اور لو۔

چھینک اور جمائی

آنحضرت ﷺ چھینک لیتے تو الحمد للہ فرماتے ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور آواز کو پست فرماتے اگر کوئی ہم جلیس جواب میں یرحمک اللہ کہتا تو حضور اقدس ﷺ یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ سے اس کا جواب دیتے۔ (ترمذی)

غیر مذاہب والوں کو چھینک کا جواب حضور ﷺ یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ سے دیتے یرحمك الله سے ان کو جواب دینا ناپسند فرماتے۔

آنحضرت ﷺ چھینک بہت پست آواز سے لیتے اور اسی کو پسند فرماتے۔ [زاد المعاد]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ چھینکنے کو دوست رکھتا ہے۔ (کیونکہ چھینکنے سے دماغ میں خفت اور قوائے ادراکیہ میں صفائی آجاتی ہے جو باعث و معین ہو جاتی ہے طاعت میں نشاط اور حضور قلب کے لیے) [مشکوٰۃ]

اور اللہ تبارک وتعالیٰ جمائی کو ناپسند کرتا ہے (کیونکہ جمائی امتلاء و ثقل نفس سے پیدا ہوتی ہے اور جو کدورت حواس و غفلت و سستی و بدفہمی کا باعث ہو جاتی ہے اور طاعت میں نشاط نہیں ہونے دیتی پس اللہ تبارک وتعالیٰ تو ناخوش ہوتا ہے لیکن شیطان خوش ہوتا ہے)۔

بس اسی نتیجہ کے اعتبار سے فرمایا کہ جمائی شیطان کی جانب سے ہے پس جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو حتی الوسع اس کو دفع کرے پس تحقیق کہ جس وقت تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے یعنی منہ کھولتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔ [مشکوٰۃ، الادب المفرد]

حضرت ابوہریرہ ﷺ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ تم میں سے جس شخص کو جمائی آئے تو اس کو چاہیے کہ امکان بھر اس کو روکے ورنہ بایاں ہاتھ منہ پر رکھ لے۔ [الادب المفرد]

سرنامہ پر بسم اللہ لکھنا

حضرت ابومسعود جریر ﷺ کہتے ہیں کہ حضرت حسن ﷺ سے کسی نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا یہ تو ہر تحریر کا سرنامہ ہے۔ [الادب المفرد]

خط لکھنے کے آداب: حضرت زید بن ثابت ﷺ نے حضرت امیر معاویہ ﷺ جو مراسلہ لکھا اس کا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے معاویہ امیر المومنین کی خدمت میں زید بن ثابت کی طرف سے سلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ۔ میں آپ کے سامنے اس معبود کی حمد وثناء کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ امابعد (مضمون خط) (آخر کے الفاظ یہ ہیں) اور ہم اللہ ہی سے سوال کرتے ہیں، ہدایت وحفاظت (از خطا) اور اپنے کاموں میں معاملہ فہمی کا۔ اور سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت اور اس کی مغفرت (یہ خط) واہب نے جمعرات کے دن کہ رمضان ۴۲ھ کے ۱۲ دن باقی تھے لکھا۔ فقط [الادب المفرد]

قلم کی عظمت: حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور ﷺ نے ایک کاتب سے فرمایا کہ قلم کی تعظیم کرو اور اس کی تعظیم یہ ہے کہ اس کو اپنے کان پر رکھ لیا کرو کیونکہ قلم انجام کار کو خوب یاد دلاتا ہے۔ [ترمذی]

ہر تحریر کی ابتداء میں درود شریف: ابتدائے کتب و رسائل میں بسم اللہ اور حمد کے بعد درود و سلام کا لکھنا ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ یہ رسم اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے زمانے میں جاری ہوئی۔ خود انہوں نے اپنے خطوط میں اسی طرح لکھا (مثلاً **بسم اللّٰه الرحمن الرحیم نحمدهٗ و نصلی علیٰ رسوله الکریم**) [زاد السعید]

امتیاز قومی اور لباس

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرمایا اللہ نے: ''اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے۔'' (جیسے داڑھی منڈانا بدن گودوانا وغیرہ) [نسائی]

(ف): بعض تبدیلی تو صورت بگاڑنا حرام ہے جیسی اوپر مثالیں لکھی گئیں اور بعضی تبدیلیاں صورت کو سنوارنا ہے اور یہ واجب ہے، جیسے لبیں ترشوانا، ناخن ترشوانا، بغل اور زیر ناف کے بال لینا اور بعض تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کتا دینا یا مٹھی سے زیادہ داڑھی کتا دینا اور اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے۔ کیونکہ اول تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں، دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف ہے پھر وہ ہر زمانے میں بدلتا بھی رہتا ہے۔ [حیوۃ المسلمین]

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں ہے۔ [مسند احمد، ابوداؤد]

(ف): یعنی کفار و فساق کی وضع بنائے گا وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا۔

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔ [بخاری]

حضرت سوید بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی جاتی ہے جو شخص زینت کے لباس کو ترک کردے اس حالت میں کہ وہ اس کے پہننے کی استطاعت وقوت رکھتا ہو اور کسی دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص زیب و زینت کے لباس کو کسر نفسی یا تواضع کے طور پر چھوڑ دے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو عظمت بزرگی کا لباس پہنائے گا اور جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے نکاح کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھے گا۔ [ابوداؤد، مشکوۃ]

متکبرانہ لباس: حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لٹکانا، پاجامہ، تہبند، کرتے اور صافے میں بھی ہوسکتا ہے جو آدمی تکبر کے خیال سے پاجامہ، تہبند، کرتہ یا صافہ کا شملہ زیادہ نیچا لٹکائے گا۔ اس کی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔ [ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ]

لباس کے آداب: پاجامہ یا شلوار پہنیں تو اول دائیں پاؤں میں پائنچہ پہنے پھر بائیں پاؤں میں پہنے، کرتہ پہنے تو پہلے داہنی آستین، دائیں ہاتھ میں پہنے، پھر بائیں ہاتھ میں بائیں آستین پہنے۔ اسی طرح صدری، اچکن، شیروانی، وغیرہ دائیں طرف سے پہننا شروع کرے ایسے ہی جوتا پہلے دائیں قدم میں پھر بائیں قدم میں پہننا چاہیے اور جب اتارے تو پہلے بائیں طرف کا اتارے پھر دائیں طرف سے اتارے۔ [ترمذی]

میزبانی ومہمانی کے حقوق

نبی کریم ﷺ کے پاس جب معزز مہمان آتے تو آپ ﷺ خود بنفس نفیس ان کی خاطر داری فرماتے۔ [مدارج النبوۃ]

جب آپ ﷺ مہمان کو اپنے دسترخوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے اور کھائیے اور کھائیے جب مہمان خوب آسودہ ہوجاتا اور انکار کرتا تب آپ ﷺ اصرار سے باز آتے۔

[ترمذی، زادالمعاد]

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا اور ان دونوں کانوں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ ہدایت دے رہے تھے کہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو

اسے اپنے ہمسایہ کہ عزت واکرام کرنا چاہیے اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اس کا جائز حق دے (حق ادا کرے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جائز حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایک دن ایک رات اس کی خدمت کرنا ایسے مہمانداری تین دن رات کی ہے اس پر مزید جو ہو وہ مہمان کے لیے صدقہ ہے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوا سے چاہیے کہ وہ منہ سے اچھی بات نکالے ورنہ چپ رہے۔ [بخاری و مسلم، الادب المفرد]

اور مہمان کے لیے یہ حلال (درست) نہیں کہ وہ کسی کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ میزبان کو تنگ دل کردے۔ [بخاری، الادب المفرد]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنے مہمان کا استقبال دروازے سے باہر نکل کر کرے اور رخصت کے وقت گھر کے دروازے تک پہنچائے۔

[ابن ماجہ، بیہقی، مشکوۃ، بخاری]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب دسترخوان بچھایا جائے تو اس پر سے کوئی شخص نہ اٹھے یہاں تک کہ دسترخوان اٹھالیا جائے اور اپنا ہاتھ نہ اٹھائے، اگر چہ وہ سیر ہو چکا ہو۔ یہاں تک کہ لوگ بھی فارغ ہو جائیں (اور اگر مجبور اٹھنا پڑے تو چاہیے کہ عذر کرے) اس لیے کہ اس کے اس طرح کرنے سے (یعنی اٹھ جانے سے) اس کا ساتھی شرمندہ ہو جاتا ہے تو وہ بھی اپنا ہاتھ روک لے گا اور شاید اس کو ابھی کھانے کی خواہش ہو۔ [بخاری، زاد المعاد]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کو صلہ دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا صلہ دیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا جب آدمی اپنے بھائی کے یہاں جائے اور وہاں کھائے پیئے تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دُعا کرے یہ اس کا صلہ ہے۔ [ابوداؤد]

حضرت ابو کریمۃ السامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ رات کے آنے والے مہمانی کی میزبانی ہر مسلمان پر (جس کے پاس مہمان آئے) واجب ہے۔

دعوت طعام: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ولیمہ کی دعوت کرے اس کو قبول کر لینا چاہیے اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ولیمہ کی دعوت کو قبول کرے یا اسی قسم کی کسی اور دعوت کو قبول کرے۔ [بخاری و مسلم، مشکوۃ]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کھانے پر (خواہ وہ شادی کا ہو یا غیر شادی کا) بلایا جائے اس کو چاہیے کہ دعوت کو قبول کرے اور وہاں جا کر پھر کھائے یا نہ کھائے۔ [مسلم، مشکوٰۃ]

فاسق کی دعوت: عمران رضی اللہ عنہ (بن حصین) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فاسق لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ [مشکوٰۃ]

کھانے میں تکلف: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھانا لایا گیا۔ پھر ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا ہم نے عرض کیا کہ ہم کو خواہش نہیں ہے۔ (حالانکہ بھوکے تھے لیکن یہ الفاظ تکلفاً کہہ دیئے) آپ ﷺ نے فرمایا بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔ [ابن ماجہ، مشکوٰۃ]

ساتھ مل کر کھانا: حضرت وحشی بن الحرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کھانا کھاتے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم مل کر کھاتے ہو یا علیحدہ علیحدہ۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم سب الگ الگ کھاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دسترخوان پر مل کر کھایا کرو اور کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔ [ابوداؤد]

عورتوں کے متعلق

پردہ: ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے پاس تھیں اچانک ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے پردہ کرو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ تو ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو۔ تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ [احمد، ترمذی، ابوداؤد، حیوۃ المسلمین]

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا عورت عورۃ ہے جب بے پردہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو تکتا ہے۔ [ترمذی]

مرد و عورت کے لیے احتیاط: جس طرح عورت کو احتیاط ضروری ہے کہ غیر مرد کے کان میں اس کی آواز نہ پڑے اسی طرح مرد کو احتیاط واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے روبرو اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب کرے کیونکہ عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں ان کی خرابی کا اندیشہ ہے۔ [متفق علیہ]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کوئی مسلمان کسی عورت کے محاسن یعنی حسن و جمال کو دیکھ کر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے ایک ایسی عبادت نکال دیتا ہے جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔ طبرانی نے نظر اول کی قید لگائی ہے۔ [احمد، طبرانی]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (بطریق ارسال) کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا خدا اس شخص پر لعنت کرے جو کسی اجنبی نامحرم عورت کو دیکھے اور اس عورت پر (بھی لعنت) جو اپنے دکھانے پر راضی ہو۔ [مشکوٰۃ]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آنکھ (نظر بد یا شہوت سے) کسی اجنبی مرد یا عورت کو دیکھتی ہے وہ زانیہ ہے اور عورت خوشبو مل کر جب کسی مجلس پر گزرتی ہے تو وہ بھی ایسی ویسی (یعنی زانیہ) ہے۔ [ترمذی، ابوداؤد، نسائی]

وضع اور لباس وغیرہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کی وضع کا لباس پہنے۔ [ابوداؤد]

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے۔ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ [ابوداؤد، حیوۃ المسلمین]

حدیث شریف میں ہے کہ عورت کو ایسا باریک دوپٹہ نہ اوڑھنا چاہیے کہ سر کے بال اور جسم نظر آئے۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس وقت ان کے جسم پر باریک کپڑے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء عورت جب بالغ ہو جائے۔ تو مناسب نہیں ہے کہ اس کا کوئی عضو دیکھا جائے مگر یہ (اور اشارہ کیا اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف) [بخاری، ابوداؤد، مشکوٰۃ]

عورت کا لباس: عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسا کپڑا پہنیں جس کی آستینیں پوری ہوں، آدھی آستین کا کرتا یا قمیص پہننا سخت گناہ ہے اور نہ ایسا باریک لباس پہنیں جس سے بدن جھلکتا ہو۔ ایسی عورتیں قیامت میں برہنہ اٹھائی جائیں گی۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد میں ایسا ہی آیا ہے اس کا اہتمام واجب ہے۔ [بہشتی زیور]

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہت سی کپڑا پہننے والی عورتیں قیامت کے دن ننگی سمجھی جائیں گی۔ [بخاری، بہشتی زیور]

مردانہ وضع: عورتوں کے لیے مردانہ جوتا پہننا اور مردانی صورت بنانا جائز نہیں۔ حضور ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ [شرح القدیر]

سترعورت: عورت کا سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ غیر محرم کے سامنے بدن کھولنا درست نہیں۔ (سر کے بال کھلے رکھنے پر فرشتوں کی لعنت آئی ہے) غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہیے۔ [شرح القدیر، بہشتی زیور]

عورتوں میں سلام: عورتوں میں بھی السلام علیکم اور مصافحہ کرنا سنت ہے۔ اس کو رواج دینا چاہیے۔ [طبرانی، بیہقی]

عورتوں کی وضع: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ (یعنی نہ دیکھ سکا) ان میں ایک یہ ہے کہ وہ عورتیں جو لباس تو پہنے ہوں گی مگر برہنہ ہوں گی۔ ناز سے شانوں کو گھما کر لچکدار چال سے چلیں گی۔ ان کے سر بختی اونٹوں کے لچکدار کوہان کی طرح ہوں گے۔ (یعنی سروں پر مصنوعی بال لگا کر جوڑے باندھے جائیں) جس کی وجہ سے ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گے باوجودیکہ جنت کی خوشبو اتنی راہ کے فاصلہ سے آئے گی۔ [مسلم]

عورتوں کے حقوق کا تحفظ: حضرت عمرو بن احوص جشمی ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ پہلے آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا فرمائی پھر کچھ باتوں کی نصیحت کی پھر فرمایا لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں تمہیں ان کے ساتھ سختی کرنے کا کوئی حق نہیں سوائے اس صورت کے کہ جب

ان کی طرف سے کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور انہیں مارو بھی لیکن ایسی مار ہو کہ کوئی شدید چوٹ نہ آئے۔ پھر اگر وہ تمہارا کہنا ماننے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کی راہیں نہ ڈھونڈو۔ دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تم پر۔ ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر وں کو ان لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو! تم پر ان کا یہ حق ہے، کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ [ترمذی]

دیور موت ہے: حضرت عقبہ ابن عامر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نامحرم عورتوں کے پاس مت جاؤ۔ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دیور کے بارے میں کیا رائے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا دیور تو موت ہے (یعنی اس سے بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے) [بخاری، مسلم، ترمذی]

عورتوں کے ساتھ تنہائی: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے غیر عورتوں کے ساتھ تنہائی میں رہنے سے بچتے رہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب بھی کوئی مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے درمیان تیسرا شیطان آداخل ہوتا ہے (اور اپنا جال پھیلانے لگتا ہے) آدمی کا گارے میں آٹے ہوئے اور بدبودار سڑی ہوئی کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سور سے ٹکرا جانا گوارا ہے، اس کے مقابلہ میں کہ اس کے شانے کسی ایسی عورت سے ٹکرا جائیں جو اس کے لیے حلال نہ ہو۔ [طبرانی، ابوامامہ]

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی عورتوں کے پاس مت جاؤ جن کے محرم ان کے ساتھ نہ ہو کیونکہ شیطان آدمی کے اندر خون کی طرح گردش کرتا رہتا ہے۔ [مسلم، ترمذی]

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ یہ تو گوارا کیا جاسکتا ہے کہ آدمی کے سر میں لوہے کی کیل ٹھونک دی جائے لیکن یہ گوارا نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہ ہو۔ [ترمذی]

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تبارک وتعالیٰ دیکھنے

والے کو اور جس کی طرف دیکھا جائے (اس سے بے پردگی کی برائی اور اس کا حرام ہونا ثابت ہوا یعنی مرد کا غیر عورت کو دیکھنا اور عورت کا غیر مرد کو دیکھنا دونوں گناہ ہیں)۔ [بہشتی زیور]

ممنوعاتِ شرعیہ

حرمتِ شراب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں جس چیز کو الٹا جائے گا جس طرح بھرے برتن کو الٹ دیا جاتا ہے۔ وہ شراب ہوگی یعنی اسلام میں سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کے جس حکم کی خلاف ورزی کی جائے گی اور اس کے حکم کو الٹ دیا جائے گا وہ شراب کی ممانعت کا حکم ہوگا اور پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیونکر ہوگا۔ حالانکہ شراب کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام بیان ہو چکے ہیں اور سب پر ظاہر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح ہوگا کہ شراب کا دوسرا نام رکھ لیں گے اور اس کو حلال قرار دیں گے۔ [دارمی۔ مشکوٰۃ]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب ایسی چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لائیں۔ (یعنی عقل میں فتور لائیں یا جو حواس میں فتور لائیں)۔
اس میں افیون بھی آگئی اور بعضے حقے بھی آگئے جس سے دماغ یا ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائیں۔ [ابوداؤد، حیوۃ المسلمین]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے نچوڑنے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر اور اس شخص پر جس کے لیے اٹھا کر لے جائے گئی۔ [ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو چیز زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑی مقدار میں استعمال کرنا بھی حرام ہے۔
[ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار شخصوں کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ ان کو جنت میں نہ بھیجے گا اور نہ ان کو جنت کی

نعمتوں سے کچھ حصہ ملے گا۔ (۱) شراب کا عادی (۲) سود خور (۳) یتیم کا مال کھانے والا (۴) ماں باپ کا نافرمان۔ [حاکم]

شراب، سود اور عیاشی: حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس امت کے بعض افراد رات دن شراب۔ لہو ولعب میں گزاریں گے تو ایک دن صبح کو یہ لوگ بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دیئے جائیں گے ان میں خسف بھی ہوگا (یعنی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے) ان پر آسمان سے پتھر بھی برسیں گے۔ لوگ کہیں گے آج کی رات فلاں محلہ دھنس گیا۔ ان پر قوم لوط کی طرح پتھر برسیں گے اور قوم عاد کی طرح آندھیوں سے تباہ کیے جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ شراب پئیں گے اور سود کھائیں گے ریشمی لباس استعمال کریں گے۔ گانے والیاں ان کے پاس جمع ہوں گی اور یہ لوگ قطع رحم کریں گے۔

[مسند احمد، ابن ابی الدنیا]

لغو کھیل۔ شطرنج وغیرہ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے، جوا کھیلنے سے منع فرمایا ہے اور نرد اور شطرنج۔ نقارہ اور بربط سے بھی منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعری ؓ نے بیان کیا ہے کہ شطرنج وہی شخص کھیلتا ہے جو خطا کار اور گناہ گار ہے۔ [بیہقی، مشکوٰۃ]

شطرنج لغو اور باطل کھیل ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ لغو اور باطل کو پسند نہیں فرماتا۔ [بیہقی، مشکوٰۃ]

تصاویر

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ کے لیے تشریف لے گئے تھے میں نے (آپ ﷺ کے پیچھے) ایک نقشین چادر لے کر دروازہ کے اوپر ڈال دی۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے وہ چادر پڑی ہوئی دیکھی تو اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھر اور گارے کو لباس پہنایا کریں۔ [متفق علیہ]

حضرت قتادہ ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں ابن عباس ؓ کے پاس تھا۔

ان سے تصویروں کے متعلق سوال کیا جا رہا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا میں نے حضرت رسالت مآب ﷺ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا جو شخص دنیا میں تصویریں بنائے گا اسے قیامت کے دن ان میں روح ڈالنے کے لیے زور دیا جائے گا مگر وہ ان میں روح نہیں ڈال سکے گا۔ [بخاری شریف]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے سخت ترین عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جنہوں نے خدا کے نبی سے قتال کیا ہو یا ان سے خدا کے نبی نے قتال کیا ہو، یا وہ لڑکا جس نے اپنے والدین کو قتل کیا ہو اسی طرح مصور اور وہ عالم جن کے علم سے لوگوں نے نفع نہ حاصل کیا ہو، یعنی علماء جو اپنے علم سے لوگوں کو نفع نہ پہنچائیں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ [مشکوۃ شریف]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے کہہ رہے تھے کہ رات حاضر ہوا تھا لیکن گھر کے دروازے پر کسی جاندار کا مجسمہ سا تھا گھر کے طاق کے پردے پر تصویریں تھیں اور گھر میں کتا بھی تھا۔ آپ ﷺ مجسمہ کا سر کٹوا دیں۔ پردے کے تکیے بنوالیں (تا کہ تصویریں چھپ جائیں) اور کتے کو نکلوا دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ [ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ [بخاری، مسلم، مشکوۃ]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان تین غرضوں کے علاوہ اگر کسی اور غرض سے کوئی کتا پالے تو اس کے ثواب میں ہر روز ایک قیراط گھٹتا رہے گا۔ (یعنی صرف مندرجہ ذیل اغراض کے لیے کتا پالا جا سکتا ہے) (۱) مواشی کی حفاظت کے لیے (۲) کھیت کی حفاظت کے لیے (۳) شکار کے لیے۔ [مشکوۃ شریف]

راگ رانگنی: صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شراب اور گانے بجانے کو حلال سمجھنے لگیں گے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ ساز اور باجوں کو مٹادوں۔ [ترمذی]

سنن ابی داؤد حضرت نافع ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عبداللہ ابن عمر ﷺ نے ساز سنا۔ تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور فرمایا۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ ایسے ہی ایک موقع پر تھا۔ حضور ﷺ نے مزامیر کی آواز سنی اور آپ ﷺ نے بھی اپنی انگشت مبارک اپنے کانوں میں دے لی۔ [ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد]

سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ بعضے لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پئیں گے اور ان کے سروں پر معازف (باجہ ستار وغیرہ) اور گانے والیوں سے باجہ بجوایا اور گوایا جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔

جامع ترمذی میں ہے کہ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے میری امت میں خسف (زمین میں دھنسا) اور مسخ (آدمی سے جانور بنا دینا) واقع ہوگا۔ جب علی الاعلان ہو جاویں گانے والیاں اور معازف (باجہ و ستار) وغیرہ۔

مسند ابن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک قوم اس امت سے آخر زمانہ میں بندر اور خنزیر بن جائے گی۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل نہ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہ ہوں گے۔ بلکہ صوم وصلوٰۃ وحج سے سب کچھ کرتے ہوں گے۔ کسی نے عرض کیا پھر اس سزا کی کیا وجہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے معازف (باجہ و ستار وغیرہ) اور گانے والیوں کا مشغلہ اختیار کیا ہوگا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ خدا لعنت کرے گانے والیوں پر اور اس پر جس کی خاطر گایا جائے۔

دُرِّ مَنْثُورَہ

بکھرے ہوئے موتی

قرآن مجید کی برکت: حضرت انس وجابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانو! اپنے گھروں میں اکثر قرآن مجید پڑھتے رہا کرو، کیونکہ جس گھر میں قرآن مجید نہیں پڑھا جاتا اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔ [دارقطنی فی السنن]

صحبت نیکاں: مسلمانو! اپنے سے بڑوں کے پاس بیٹھا کرو۔ عالموں سے سوال کیا کرو اور دانشمندوں سے ملا کرو۔ [طبرانی]

ہر انسان اپنے دوست کے مشرب پر ہوتا ہے پس پہلے ہی سے دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے۔ [مشکوٰۃ]

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک شخص کسی نیک آدمی سے اس کے نیک اعمال کے باعث محبت کرتا ہے مگر وہ خود نیک اعمال اتنے نہیں کرتا جیسے اس نیک آدمی کے اعمال ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ (یعنی اس نیک کی محبت کا اسے صلہ ملے گا) [بخاری]

عہد شکنی کا وبال: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس قوم میں عہد شکنی کی عادت پھیل جاتی ہے اس میں خونریزی بڑھ جاتی ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اس میں موتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ [ابوداؤد، حاکم، نسائی]

ہم نشین کا اثر: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ برے ہم نشین کے پاس بیٹھنے سے

تنہائی بہتر ہے اور اچھے ہم نشین کے پاس بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے اور نیک بات زبان سے نکالنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات زبان سے نکالنے سے بہتر ہے۔ [حاکم، بیہقی فی شعب الایمان]

کسی کی زمین غصب کرنے کا وبال: حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی اپنی اور دوسرے آدمی کی زمین کی حد بدل ڈالے اس پر قیامت تک خدا کی لعنت ہے۔ [طبرانی]

ہمسایہ کا انتخاب: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! گھر بنانے یا لینے سے پہلے اچھے ہمسایہ کو تلاش کیا کرو اور راستہ چلنے سے پہلے ساتھی کو ڈھونڈ لیا کرو۔ [طبرانی]

پریشان حال کی مدد: حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی پریشان حال کی مدد کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے تہتر مغفرت لکھے گا جس میں سے ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لیے کافی ہے اور (۷۲) مغفرت قیامت کے دن اس کے لیے درجات بن جائیں گی۔ [بیہقی، حیوۃ المسلمین]

اہل وعیال کا فتنہ: حضرت ابن مسعود ؓ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بی بی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی کہ یہ لوگ اس شخص کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کریں گے جن کو یہ اٹھا نہ سکے گا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جاوے گا جن سے اس کا دین جاتا رہے گا پھر یہ برباد ہو جائے گا۔ [بیہقی، حیوۃ المسلمین]

مسلمان بھائی سے بحث ودل لگی: حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خوانخواہ) بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے ایسی دل لگی کرو (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کر سکو۔
[ترمذی، حیوۃ المسلمین]

غیبت پر حمایت: حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کی حمایت پر قدرت رکھتا ہو اور اس کی

حمایت کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت فرمائے گا اور اگر اس کی حمایت نہ کی حالانکہ وہ اس کی حمایت پر قادر تھا تو دنیا و آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر گرفت فرمائے گا۔
[شرح السنہ، حیوۃ المسلمین]

پاکی وصفائی: حضور ﷺ کا ارشاد ہے مسلمانو! اپنے گھروں کے صحنوں کو صاف رکھا کرو۔ کیونکہ وہ یہودیوں کے مشابہ ہیں جو اپنے گھروں کے صحنوں کو عموماً گندہ رکھتے ہیں۔ [طبرانی]

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان کو مقبرے نہ بناؤ۔ [مسند احمد، مسلم و بخاری]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد پاکیزگی اور صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں وہی آدمی داخل ہوگا جو پاک وصاف ہوگا۔ جو پاک وصاف رہنے والا ہے۔
[ابو الصعا]

حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مسلمانو! اپنے جسموں کو پاک وصاف رکھا کرو۔ [طبرانی]

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے بندو! علاج کرایا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ نے بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ برکت کھانے کے بیچ میں نازل کی جاتی ہے۔ اس لیے تم برتن کے کنارے سے کھاؤ۔ بیچ میں سے مت کھاؤ۔ کیونکہ بیچ میں کھانا بے برکتی کا موجب ہوگا اور تہذیب کے بھی خلاف ہے۔ [ترمذی]

جسمانی آرائش: حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں حضور ﷺ ملاقات کی غرض سے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد وغبار سے اٹا ہوا تھا اور بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟ اور آپ ﷺ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (صابن وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا۔ [مشکوۃ]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کے سر پر بال اور داڑھی کے بال ہوں اس کو چاہیے کہ ان کو اچھی طرح رکھے۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

مدح میں مبالغہ: آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دوسرے شخص کی مبالغہ آمیز تعریف کرتے ہوئے سنا تو فرمایا تم نے تو اس کو برباد کر دیا۔ ایک اور موقع پر کسی سے فرمایا تم نے تو اپنے ساتھی کی گردن ماردی، اگر تم کو تعریف ہی کرنا ہو تو یوں کہو کہ میں یہ گمان کرتا ہوں۔ بشرطیکہ اس کے علم میں وہ واقعی ایسا ہو اور قطعیت کے ساتھ غیب پر حکم نہ لگانا چاہیے۔ [صحیح بخاری، سیرۃ النبی ﷺ]

قناعت: فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خوشخبری ہو اس کو جس کو اسلام کی ہدایت ملی اور اس کی روزی ضرورت کے مطابق ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر اس کو قانع بنا دیا ہے۔'' [زوائد صحیح ابن حبان، سیرۃ النبی ﷺ]

بہتان: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اپنے غلام (نوکر) پر تہمت لگائے گا۔ حالانکہ وہ بے گناہ ہو یعنی اس نے وہ گناہ نہیں کیا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن اس مالک کی پیٹھ پر کوڑے لگائے گا۔ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس میں جو برائی نہیں اس کی نسبت اس کی طرف کرنا بہتان ہے اس سے بچنا چاہیے۔

[سنن ابی داؤد، سیرۃ النبی ﷺ]

بوڑھے کی تعظیم: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم وتکریم کی اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے بڑھاپے کے لیے ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو اس کی تعظیم وتکریم کرے گا۔ [ترمذی، مشکوٰۃ]

ظالم ومظلوم کی اعانت: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مظلوم کی فریادرسی کرے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لیے تہتر بخششیں لکھ دیتا ہے جن میں سے ایک بخشش وہ ہے جو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کی ضامن ہے اور بہتر ۷۲ بخششیں قیامت کے دن اس کے درجات بلند کرنے کا سبب ہوں گی۔ [بیہقی، مشکوٰۃ]

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو۔ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مظلوم کی اعانت تو میں کرتا ہوں ظالم کی مدد کیونکر کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کو ظلم سے روک، تیرا اس کو ظلم سے باز رکھنا ہی مدد کرنا ہے۔ [بخاری و مسلم، مشکوٰۃ]

مصیبت زدہ کا مذاق: حضرت واثلہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تو اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر، ورنہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔ [ترمذی]

چند نصیحتیں: حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سات چیزوں کے کرنے کا ہم کو حکم دیا ہے اور چند چیزوں سے ہم کو منع کیا ہے۔ ہم کو حکم دیا ہے۔

1- مریض کی عیادت کا۔
2- جنازے کے ساتھ جانے کا۔
3- چھینکنے والے کے لیے یرحمک اللہ کہنے کا۔
4- قسم کے پورا کرنے کا۔
5- مظلوم کی مدد کرنے کا۔
6- سلام کو رواج دینے کا اور
7- دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا۔

اور ہم کو منع فرمایا ہے:

1- سونے کی انگوٹھی رکھنے سے۔
2- چاندی کے برتنوں کے استعمال سے۔
3- سرخ کپڑے پہننے کا اور زین پوش بنانے سے۔
4- اور قسی اور تافتہ اور دیبا اور حریر پہننے سے۔ [متفق علیہ]

دوست سے ملاقات: حضرت ابی رزین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا میں تجھ کو اس امر (دین) کی جڑ بتادوں کہ تو اس کے ذریعہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی کو حاصل کر سکے۔

1- تو اہل ذکر کی مجلسوں میں بیٹھا کر (یعنی ان لوگوں کے پاس جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں)

2- اور جب تو تنہا ہو تو جس قدر ممکن ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد میں اپنی زبان کو حرکت میں رکھ۔

3- محض اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کے لیے محبت کر اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضامندی کے لیے بغض رکھ۔

اے ابو رزین کیا تو جانتا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی زیارت و ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ اس کے پیچھے ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں جو اس کے لیے دعا واستغفار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے پروردگار اس شخص نے محض تیری رضا کے لیے ملاقات کی تو اس کو اپنی رحمت اور شفقت سے ملادے۔ پس اگر تجھ سے یہ ممکن ہو یعنی اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات کے لیے جانا تو ایسا کر (یعنی اپنے بھائی مسلمان سے ملاقات کر)۔
[بیہقی، مشکوٰۃ]

مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے جب کوئی اس میں عیب دیکھتا ہے تو اس کی اصلاح کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔
[بخاری، الادب المفرد]

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کسی کے دل میں اپنے بھائی (مسلمان) کے لیے خلوص ومحبت کے جذبات ہوں تو اسے چاہیے کہ اپنے دوست کو بھی ان جذبات سے آگاہ کر دے اور اسے جتادے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ [الادب المفرد، مشکوٰۃ]

سوال کی مذمت: حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ لینا محمد وآل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں ہے۔ [الخطیب]

جو آدمی بغیر ضرورت کے سوال کرتا ہے وہ گویا آگ کی چنگاریوں میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ [بیہقی]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی رسی لے کر جنگل کو چلا جائے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ لائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے پاس جا کر سوال کرے اور وہ دے یا نہ دے۔

حدیث شریف میں ہے لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو اور اگر تمہارا کوڑا اگر پڑے تو اس کو بھی خود گھوڑے سے اتر کر اٹھاؤ۔ [مسند احمد]

حدیث میں ہے کہ مسلمانو! سوال بالکل نہ کرو اور اگر ضرورت مجبور کرے تو ایسے لوگوں سے سوال کرو جو نیک دل ہوں۔ [مسند احمد]

مسلمان کو دیکھ کر مسکرانا صدقہ ہے: حدیث شریف میں ہے کہ اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ [ترمذی]

عذر قبول کرنا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر عذر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھا یا اس کے عذر کو قبول نہ کیا اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا ایک ناجائز محصول وصول کرنے والے پر اس کی ظلم و زیادتی کا گناہ ہوتا ہے۔

ایمان کے ساتھ عمل: ایک دفعہ حضرت ابوذر ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتایئے۔ فرمایا جو روزی اللہ تبارک و تعالیٰ نے دی اس میں سے دوسروں کو دے، عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر وہ خود مفلس ہو۔ فرمایا، اپنی زبان سے نیک کام کرے، عرض کیا اگر اس کی زبان معذور ہو؟ فرمایا، مغلوب کی مدد کرے، عرض کیا اگر وہ ضعیف ہو مدد کی قوت نہ رکھتا ہو، فرمایا جس کو کوئی کام کرنا آتا ہو اس کا کام کر دے، عرض کیا اگر وہ خود بھی ایسا ہی ناکارہ ہو فرمایا اپنی ایذا رسانی سے لوگوں کو بچائے رکھے۔ [مستدرک حاکم، سیرۃ النبی ﷺ]

احسان کا شکریہ: حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جو شخص انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ احسان کیا جائے اور وہ اپنے محسن کے حق میں یہ الفاظ کہے جزاک اللہ خیراً (اللہ تجھ کو جزائے خیر دے) تو اس نے اپنے محسن کی پوری تعریف کر دی۔ [مسند احمد، ترمذی، مشکوٰۃ]

سفارش: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جب کوئی حاجت مند سائل سوال کرے تو اس کی سفارش کرو کہ تم کو سفارش کا ثواب ملے گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے جو حکم چاہتا ہے جاری فرماتا ہے۔
[بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، حیوۃ المسلمین]

سرگوشی: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔ [الادب المفرد]

سونے چاندی کے برتن کا استعمال: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے، حریر و دیبا (ریشمی کپڑوں) کو نہ پہنو۔ چاندی اور سونے کے برتنوں میں نہ پیو اور سونے چاندی کی رکابیوں اور پیالیوں میں نہ کھاؤ اس لیے کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔ [بخاری، مسلم، مشکوٰۃ]

فحش کلامی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا کی نظر میں بدترین قیامت کے روز وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔
[بخاری، مسلم]

بے جا مدح: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت تم تعریف کرنے والے کو (بے جا تعریف کرتے ہوئے) دیکھو تو اس کے منہ میں مٹی جھونک دو (یعنی اس پر ناگواری کا اظہار کرو)۔ [مشکوٰۃ]

فاسق کی مدح: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر غصہ ہوتا ہے اور اس کی تعریف کی وجہ سے عرش ہل اٹھتا ہے۔ [مشکوٰۃ]

صحت اور خوشبو: مسند بزاز میں آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ طیب ہے۔ طیب کو محبوب رکھتا ہے، پاک ہے اور پاک کو پسند کرتا ہے، کریم ہے کرم کو پسند فرماتا ہے، سخی ہے سخاوت کو پسند فرماتا ہے اس لیے اپنے مکان اور صحن کو صاف شفاف رکھو۔
[زادالمعاد]

صحیح روایت میں آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہر مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ ہر سات دن میں کم از کم ایک بار غسل کرے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ بھی لگائے اور خوشبو میں یہ خاصیت ہے کہ ملائکہ اس آدمی سے جو معطر ہوتا ہے، محبت کرتے ہیں اور شیاطین اس سے نفرت کرتے ہیں اور شیاطین کے لیے سب سے زیادہ دل پسند اور مرغوب، مکروہ اور بدبودار چیز ہے۔ چنانچہ ارواح طیبہ کو رائحہ طیبہ محبوب ہوتی ہے اور ارواح خبیثہ کو رائحہ خبیثہ پسند ہوتی ہے یعنی ہر روح اپنی پسند کی طرف مائل ہوتی ہے۔

زمین کا تبادلہ: اگر کوئی گھر یا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کرو تو مصلحت یہ ہے کہ جلدی سے اس کا دوسرا مکان یا زمین خرید کر لو ورنہ روپیہ رہنا مشکل ہے یونہی اڑ جائے گا۔
[حیوۃ المسلمین، ابن ماجہ]

غیرت واحسان: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دوسروں کے مشوروں کے محتاج نہ بنو بلکہ خود صاحب الرائے اور پختہ ارادہ کرنے والے بنو اور بے بلائے ہوئے کسی کے گھر کھانا کھانے نہ جایا کرو۔ تم کہتے ہو کہ جو ہم سے نیکی کرے گا ہم بھی اس سے نیکی کریں گے اور جو برائی کرے گا ہم بھی اس سے برائی کریں گے لیکن تم کو چاہیے کہ تم اپنے آپ کو اس بات کا عادی بنالو کہ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم بھی اس کے ساتھ احسان کرو، جو تم سے بدی کرے تم اس سے بھی بدی نہ کرو، بلکہ اس پر احسان کرو۔ [ترمذی، مشکوٰۃ]

عیش وعشرت: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا، دیکھو! زیادہ چین اور مزے نہ کرنا۔ اللہ کے نیک بندے چین نہیں کیا کرتے۔
[مسند احمد، بیہقی]

باہم دعوتیں کرنا: حضرت حمزہ صہیب ؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! تم میں اچھے وہ ہیں جو باہم ایک دوسرے کی دعوتیں کرتے رہتے ہیں اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ [ابن سعد]

آدابِ دُعا: دُعا کے عمدہ ترین آداب یہ ہیں کہ حلال روزی کا ہونا، راست گوئی کی عادت اور دُعا میں گڑگڑانا، قبولیت کے لیے جلدی نہ کرنا، شروع میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کرنا، نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھنا، آپ ﷺ کے آل واصحاب پر بھی سلام بھیجنا وغیرہ۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب دُعا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان کی ہتھیلیوں کو چہرے کے مقابل کرتے تھے اور ختم دُعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنا بھی آدابِ دُعا میں ہے جبکہ نماز کی حالت کے علاوہ ہو۔ [مدارج النبوۃ]

آرام طلبی کی عادت اچھی نہیں: حضرت فضالہ بن عبید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو حکم دیتے تھے، کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔ [ابوداؤد]

حضرت ابن ابی جدرد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تنگی سے گزر کرو اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پاؤں چلا کرو۔ [جمع الفوائد، طبرانی کبیر اوسط]

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر سوار تھے اور حضرت ابولبابہ اور حضرت علی ؓ رسول اللہ ﷺ کے شریک سوار تھے۔ جب حضور اقدس ﷺ کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپ کی طرف سے پیادہ چلیں گے۔ آپ ﷺ فرماتے تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اس کی مجھ کو بھی حاجت ہے۔)

[شرح السنہ]

کسب حلال: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

کہ فرض عبادات کی بجا آوری کے بعد حلال طریقہ سے رزق حاصل کرنا سب سے اہم فرض ہے۔
[مشکوٰۃ]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کسی شخص کی حرام مال کی کمائی سے نہ صدقہ قبول کیا جاتا ہے نہ اس کے خرچ میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص حرام مال چھوڑ مرتا ہے وہ مال اس کے جہنم کا زادراہ ہوتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو بھلائی کے ذریعے مٹاتا ہے کیونکہ خبیث خبیث کو نہیں مٹا سکتا ہے۔
[بخاری، مسلم، احمد]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں روایت ہے) کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہ مال خوشنما، خوش مزہ چیز ہے، وہ شخص اس کو حق کے ساتھ (یعنی شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جائز موقع میں) خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے۔
[بخاری و مسلم]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا عہد یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول اللہ ﷺ کی نذر کرکے اس سے دست بردار ہو جاؤں گا آپ ﷺ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہیے یہ تمہارے لیے بہتر (اور مصلحت) ہے (وہ مصلحت یہی ہے کہ گزر کا سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی نہیں ہوتی) میں نے عرض کیا تو میں اپنا وہ حصہ تھام لیتا ہوں جو خیبر میں مجھ کو ملا ہے۔ [ترمذی]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اس کا سامنا کرے۔ [ترمذی]

سادگی: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سادہ زندگی گزارنا ایمان ہے۔ [ابوداؤد، حیوۃ المسلمین]

بدعت: حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی حمد کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے بہتر حدیث (بات) خدا کی کتاب ہے اور بہترین راہ (سنت) محمد ﷺ کی راہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ چیز ہے جس کو دین میں نیا نکالا گیا ہو اور ہر بدعت (نئی نکالی ہوئی چیز) گمراہی ہے۔ [مسلم]

بدعت کی ممانعت: حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہمارے کام (یعنی دین) میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔
[بخاری، مسلم، حیوۃ المسلمین]

طب نبی ﷺ

دُعاؤں اور دواؤں سے علاج

نبی اکرم ﷺ کا جسموں کا علاج فرمانا تین قسم کا ہے۔ ایک طبی دواؤں سے جنہیں اجزائے جماداتی وحیوانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسرا روحانی اور الٰہی دُعاؤں سے جو کچھ ادعیہ۔ اذکار اور آیات قرآنیہ ہیں اور تیسرا ادویہ کا مرکب ہے جو ان دونوں قسموں سے مرکب ہے یعنی دواؤں سے بھی اور دُعاؤں سے بھی۔

دُعاؤں سے علاج: قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی شئے اعم وانفع اور اعظم شفاء نازل نہیں ہوئی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

''اور ہم نے قرآن سے وہ نازل فرمایا جو مسلمانوں کے لیے شفاء ورحمت ہے''

اب رہا امراض جسمانیہ کے لیے قرآن کریم کا شفا ہونا تو یہ اسی وجہ سے ہے کہ اس کی تلاوت کے ذریعہ برکت وتمکین حاصل کرنا بہت سے امراض وعلل میں نافع اور ان کا رافع ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو شفائے قرآن پڑھ کر بھی شفاء نہ ہوا سے حق تعالیٰ بھی شفا نہ دے گا۔ حدیث میں ہے کہ فاتحہ الکتاب (سورۃ فاتحہ) ہر مرض کی دوا ہے۔ زہریلے جانور کے کاٹے کا افسون اور مجنون ومعتوہ کا فاتحہ الکتاب سے علاج حدیثوں میں ثابت شدہ ومسلمہ ہے۔ امیر المومنین سیدنا علی ﷺ کی حدیث میں ہے، جو ابن ماجہ میں مرفوعاً مروی ہے کہ خیر الدواء القرآن (بہترین علاج قرآن ہے) معوذتین وغیرہ سے جو کہ اسمائے الٰہی سے ہیں ان سے طلب شفا تو یہ بھی از قسم طب روحانی ہے۔ اگر وہ نیکوں، متقیوں اور پرہیزگاروں کی زبان پر پوری ہمت وتوجہ کے ساتھ جاری ہوں لیکن چونکہ اس قسم کا وجود شاذ ونادر ہے اس لیے لوگ طب جسمانی کی طرف دوڑتے ہیں اور اس سے غافل وبے پرواہ رہتے ہیں۔ معوذات سے مراد وہ ہے

جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے تھے اور بعض قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکفرون بھی مراد لیتے ہیں۔

علمائے کرام کی تین شرطوں کے جمع ہونے کے وقت دُعائے شفاء کے جائز ہونے پر اجماع کیا ہے۔ پہلی شرط یہ کہ وہ دُعا کلام اللہ اور اس کے اسماء وصفت کے ساتھ ہو خواہ عربی زبان میں ہو یا کسی اور زبان میں مگر یہ کہ ان کے معنی جانے جاتے ہوں اور اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ موثر حقیقی تبارک وتعالیٰ ہی ہیں اور اس دعا کی تاثیر اس کی مشیت وتقدیر پر موقوف ہے۔

تعویذ کی سند بھی احادیث سے ملتی ہے۔ ابن مسعود ؓ ان بچوں کو جو عقل رکھتے ان کو سکھاتے اور وہ بچے جو عقل وسمجھ نہیں رکھتے انہیں کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر گردن میں لٹکاتے علماء اسے جائز رکھتے ہیں۔ [مدارج النبوۃ]

نظر بد کے لیے جھاڑ پھونک: صحیحین میں حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا یا کسی کو حکم دیا کہ ہم نظر (کے مرض) میں جھاڑ پھونک کروالیا کریں۔ [زادالمعاد]

حضرت اسماء بنت عمیس ؓ نے ایک مرتبہ عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ابن جعفر کو نظر لگ جاتی ہے کیا میں ان کے لیے جھاڑ پھونک کروالوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، اگر کوئی چیز قضا پر سبقت کر جاتی ہے تو وہ نظر ہو سکتی تھی۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے۔) [زادالمعاد]

فرمایا کہ اپنے مریضوں کا علاج صدقہ کے ذریعے سے کرو۔ [الترغیب والترہیب]

اور جب عائن (نظر لگانے والا) کو اپنی نظر لگ جانے کا اندیشہ ہو تو اسے یہ دُعا پڑھ کر اس شر کو دور کرنا چاہیے دُعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْهِ یعنی اے اللہ اس پر برکت فرما۔

جیسے نبی اکرم ﷺ نے حضرت عامر ؓ سے فرمایا جب سہل بن حنیف ؓ نے انہیں نظر لگائی، کیا تم نے دُعائے برکت نہیں کی یعنی اللھم بارك علیه نہیں پڑھا نیز مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ سے بھی نظر دور ہو جاتی ہے۔ [زادالمعاد]

بدنظری کا نبوی علاج: حضور اکرم ﷺ اس کا علاج معوذتین سے فرماتے یعنی ان آیات و کلمات سے جن میں شرور سے استعاذہ ہے جیسے معوذتین۔ سورۃ فاتحہ آیۃ الکرسی وغیرہ۔ علماء کہتے ہیں کہ سب سے اہم واعظم دُعا شفاء سورۃ فاتحہ آیۃ الکرسی اور معوذتین کا پڑھنا ہے۔

اور نظر بد کے دفعیہ کے لیے یہ کہنا چاہیے۔ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور اگر دیکھنے والا اس سے خوف زدہ ہے کہ اپنی ہی نظر کا ضرار اسے نہ پہنچے تو وہ یہ کہے:

اللهم بارك عليه۔ یہ نظر بد کو دور کر دے گا۔

حضور اکرم ﷺ تمام امراض جسمانی کے لیے رقیہ اور دُعا کرتے تھے مثلاً بخار، تپ و لرزہ، مرگی، صداع، خوف و وحشت، بے خوابی، سموم، ہموم، الم، مصائب، غم واندوہ، شدت و سختی، بدن میں درد تکلیف، فقر و فاقہ، جلنا، درد دندان، حبس بول، اختلاج، نکسیر وضع اور حمل کی تکلیف وغیرہ۔ ان سب کی دُعائیں اور تعویذ حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں وہاں تلاش کرنا چاہیے۔ حضور ﷺ کی خاص دُعا نظر اور تمام بلاؤں اور مرضوں اور آفتوں کے لیے یہ تھی:

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شَفَاؤُكَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَماً [مدارج النبوۃ]

ترجمہ: ”اے لوگوں کے رب تکلیف کو دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جو ذرا (بھی) مرض نہ چھوڑے۔“

لاحول ولاقوۃ کا عمل: حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جسے غم وافکار گھیر لیں اسے چاہیے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ بکثرت پڑھا کرے۔ علماء عظام فرماتے ہیں کہ اس کلمہ کے عمل سے بڑھ کر کوئی چیز مدد گار نہیں ہے۔ [مدارج النبوۃ]

آیۃ الکرسی: حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مصیبت و سختی میں آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی فریاد رسی کرے گا۔ [مدارج النبوۃ]

جامع دُعا: حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اور یقیناً میں اس کلمہ کو جانتا ہوں کہ نہیں کہتا اسے ہر مصیبت زدہ مگر یہ کہ اس کلمہ کی بدولت حق تبارک وتعالیٰ اس سے اس کو نجات عطا فرما دیتا ہے، وہ کلمہ میرے بھائی یونس ﷺ کا ہے کہ انہوں نے تاریکیوں میں ندا کی تھی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ

ترجمہ: (اے اللہ) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ آپ کی ذات پاک ہے، بے شک میں خطا کار ہوں۔ [مدارج النبوۃ]

اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے۔

دُعائے فقر: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے اور مجھ کو دنیا نے چھوڑ دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا "تجھ سے صلوٰۃ ملائکہ (یعنی فرشتوں کی دُعا) اور وہ تسبیح خلائق جس کی بدولت انہیں رزق دیا جاتا ہے کہاں گئی؟ پھر فرمایا طلوع فجر کے وقت اس دُعا کو سو مرتبہ پڑھو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تو دنیا تیرے پاس پس و ذلیل ہو کر آئے گی۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور عرصہ تک نہیں آیا۔ پھر وہ آیا اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس دنیا اتنی وافر آئی کہ میں نہیں جانتا اسے کہاں رکھوں، یہ نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان بزرگوں نے پڑھی ہے اور اس کے ساتھ ایک تسبیح لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کی بھی پڑھیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تمام گناہوں کی مغفرت کا موجب ہوگا اور یہ وسعت رزق کا سبب بھی ہے، اس لیے کہ استغفار اس کا باعث ہے اور گناہوں کی وجہ ہی سے رزق میں تنگی اور ہر طرح کے غم اور پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ [مدارج النبوۃ]

دردِ سر کی دُعا: حمیدی بروایت یونس بن یعقوب بن عبداللہ سے دردِ سر کی دُعا نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دردِ سر میں اپنے اس ارشاد سے تعوذ فرماتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّ مِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ.

ترجمہ: "خدا کے نام کے ساتھ جو بڑا ہے اور میں پناہ چاہتا ہوں اللہ بزرگ کی ہر رگ اچھلنے والے کی اور آگ گرمی کے نقصان سے۔"

ہر درد و بلا کی دُعا: حضرت ابان بن عثمان اپنے والد عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو کوئی تین مرتبہ شام کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ

مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ پڑھے تو صبح تک کوئی ناگہانی بلا و مصیبت نہ پہنچے گی اور جو شخص اسے صبح کے وقت پڑھے تو شام تک اسے کوئی ناگہانی بلا و مصیبت نہ پہنچے گی۔ [مدارج النبوۃ]

ترجمہ: ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ نقصان نہیں پہنچا سکتی کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔''

دُعائے طعام: امام بخاری رحمہ علیہ تعالیٰ اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کھانا سامنے آنے کے بعد پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ دَاءٌ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْهِ رَحْمَةً وَّ شِفَاءً

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو سب ناموں سے بہتر ہے زمین اور آسمان میں نہیں نقصان دیتی اس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری اے اللہ کر دے اس میں شفا اور رحمت۔

اس کو کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔ [مدارج النبوۃ]

دانت کے درد کی دُعا: بیہقی عبداللہ بن رواحہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درد دانت کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے اپنا دستِ مبارک ان کے اس رخسار پر جس میں درد تھا رکھ کر سات مرتبہ پڑھا:

اَللّٰھُمَّ اَذْھَبْ عَنْهُ مَایَجِدُ وَفَحْشَهٗ بَدَعْوَةِ نَبِیِّكَ الْمِسْكِیْنِ الْمُبَارَكِ عِنْدَكَ

ترجمہ: ''اے اللہ جو تکلیف یہ شخص محسوس کر رہا ہے اس کو اور اس کی سختی کو دور فرما دیجئے اپنے نبی مسکین کی دُعا سے جو آپ کے نزدیک بابرکت ہے۔''

دست مبارک اٹھانے سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے درد کو رفع فرما دیا۔ [مدارج النبوۃ]

دواؤں سے علاج

حضور اکرم ﷺ طبی دواؤں کے ذریعہ بھی اکثر مرضوں میں علاج کرتے تھے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کو طب وحی کے ذریعہ حاصل ہوتی تھی اگر چہ بعض مواقع میں قیاس واجتہاد اور تجربہ بھی ہوگا۔ کوئی بعید نہیں لیکن ادویہ روحانیہ پر انحصار کرنا اس بناء پر تھا کہ وہ اتم واعلیٰ اور اخص و اکمل ہیں۔

امراض وعلاج: حضور اقدس ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ آپ ﷺ اپنا اور اپنے اہل وعیال اور صحابہ کرام ؓ کا معالجہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی زیادہ تر ادویہ مفردات پر مشتمل تھیں۔

پیٹ میں کھانے کا اندازہ: حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برتن کبھی پُر نہیں کیا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جن سے اس کی کمر سیدھی رہے۔ اگر ضروری (زیادہ) کھانا ہو تو پھر تہائی حصہ کھانا، کھانا چاہیے اور تہائی حصہ پانی کے لیے وقف ہے اور تیسرا حصہ سانس کے لیے۔ [مسند، زادالمعاد]

مریض کی غذا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل انہیں کھلا اور پلاتا ہے۔ [جامع ترمذی، ابن ماجہ، زادالمعاد]

حرام چیز میں شفا نہیں ہے: اور سنن میں مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے دوا میں شراب ڈالنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ مرض ہے علاج نہیں (یہ روایت) ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔ نیز نبی کریم ﷺ سے منقول ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے شراب سے علاج کیا اسے اللہ شفا نہ دے۔ [زادالمعاد]

مرض میں دودھ کا استعمال: حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دودھ کا ثرید (دودھ میں روٹی بھیگی ہوئی یا کوئی اور غذا) مریض کے قلب کو قوت دیتا ہے اور غم دور کرتا ہے۔

جب کبھی آپ ﷺ سے عرض کیا جاتا کہ فلاں کو درد ہے اور وہ کھانا نہیں کھاتا تو آپ ﷺ فرماتے تلبینہ (دودھ آمیز غذا) بنا کر اسے پلانا چاہیے اور فرماتے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ

میں میری جان ہے یہ تمہارے پیٹ کو اس طرح دھوتا ہے کہ جیسے تم اپنے چہروں کو میل سے صاف کر دو۔ [زاد المعاد]

شہد کی تاثیر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لے پھر وہ کسی بڑی مصیبت و بلا میں مبتلا نہیں ہوتا۔ [ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ]

قرآن و شہد میں شفا: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو شفا دینے والی چیزوں کو اپنے اوپر لازم کر لو (یعنی ان کا استعمال ضرور کیا کرو) ایک تو شہد دوسرے قرآن (یعنی آیات قرآن) [ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ]

مرض لگنا اور فال بد: حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ہامہ۔ بیماری لگنا اور شگون بد کوئی چیز نہیں ہے۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

کلونجی کی تاثیر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کلونجی سے ہر بیماری سے شفا ہے مگر موت سے نہیں۔ [بخاری، مسلم، مشکوٰۃ]

منتروں کا استعمال: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک منتروں میں شرک نہ ہو، کوئی حرج نہیں۔ [مسلم، مشکوٰۃ]

روغن زیتون: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذات الجنب کی بیماری میں روغن زیتون اور ورس (ایک بوٹی) کی تعریف کی ہے۔ [ترمذی، مشکوٰۃ]

دوا میں حرام چیز کی ممانعت: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم دوا سے بیماری کا علاج کرو۔ لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]

ضعف قلب کا علاج: سنن ابن داؤد میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہیں حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی ہے فرمایا کہ میں بیمار ہو گیا تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا میں نے

اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی آپ ﷺ نے فرمایا تجھے دل کا مرض ہے مدینہ کی سات عجوہ کھجوریں ان کی گٹھلیاں نکال کر استعمال کرو۔ (اس مرض میں کھجور ایک عجیب خاصیت رکھتی ہے۔ خصوصاً مدینہ طیبہ کی عجوہ کھجور۔ یہ وحی سے متعلق ہے) [زادالمعاد]

صحیحین میں حضرت عامر بن ابی وقاص ﷺ سے مروی ہے کہ انہیں اپنے والد سے روایت پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو صبح کو ان میں سے سات کھجوریں کھالے اسے اس روز کوئی زہر یا جادو نقصان نہ دے گا۔ [زادالمعاد]

مرگی: نبی کریم ﷺ اکثر اوقات آفت زدہ کے کان میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ

اور آیت الکرسی سے بھی اس کا علاج کیا جاتا ہے اور آفت زدہ کو بھی اس کا ورد رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور معوذتین پڑھنے کو بھی یاد فرمایا کرتے تھے۔ [زادالمعاد]

مکھی: حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے کر نکال دو۔ کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء۔ [صحیحین، زادالمعاد]

باب پنجم

اخلاقیات

اخلاقِ حمیدہ

حسنِ اخلاق: حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ اختیار کر لیتا ہے جو رات بھر نفل نماز پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔ [ابوداؤد]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم سب میں مجھ کو زیادہ محبوب اور آخرت میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں مجھ کو زیادہ برا لگنے والا اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق برے ہوں۔ [بہشتی زیور]

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہوں۔
[ابوداؤد، دارمی۔ معارف الحدیث]

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ اپنی دُعا میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا کرتے تھے اے میرے اللہ! تو نے اپنے کرم سے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔'' [رواہ احمد، معارف الحدیث]

روایت ہے کہ بعض صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ، انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھے اخلاق۔ [بیہقی، معارف الحدیث]

حضرت معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو آخری وصیت مجھے کی

تھی جبکہ میں نے اپنا پاؤں اپنی سواری کی رکاب میں رکھ لیا تھا۔ وہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ لوگوں کے لیے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ۔ یعنی بندگان خدا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

[موطا امام مالک، معارف الحدیث]

سایۂ عرش الٰہی کے مستحق: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس روز کہ سایۂ الٰہی کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا سات شخص ہوں گے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے سایہ میں رکھے گا۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات قسم کے آدمی ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا۔ قیامت کے دن جس دن کہ اس کی سایہ رحمت کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا۔

۱۔ عدل وانصاف سے حکمرانی کرنے والا فرماں روا۔

۲۔ وہ جوان جس کی نشو نما اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں ہوئی (یعنی جو بچپن سے عبادت گزار تھا اور جوانی میں بھی عبادت گزار رہا اور جوانی کی مستیوں نے اسے غافل نہیں کیا)

۳۔ وہ مرد مومن جس کا حال یہ ہے کہ مسجد سے باہر جانے کے بعد بھی اس کا دل مسجد ہی سے اٹکا رہتا ہے، کہ جب تک پھر مسجد میں نہ آ جائے۔

۴۔ وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے باہم محبت کی۔ اسی پر جڑے رہے اور اسی پر الگ ہوئے (یعنی ان کی محبت صرف منہ دیکھے کی محبت نہیں جیسی کہ اہل دنیا کی محبتیں ہوتی ہیں، بلکہ ان کا حال یہ ہے کہ جب یکجا اور ساتھ ہیں۔ جب بھی محبت ہے اور جب ایک دوسرے سے الگ اور غائب ہوتے ہیں جب بھی ان کے دل اللہ کی محبت سے لبریز ہوتے ہیں)۔

۵۔ خدا تعالیٰ کا وہ بندہ جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کیا تنہائی میں تو اس کے آنسو بہہ پڑے۔

۶۔ وہ مرد خدا جسے حرام کی دعوت دی کسی ایسی عورت نے جو خوبصورت بھی ہے اور صاحب وجاہت وعزت بھی، تو اس بندے نے کہا کہ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (اس لیے حرام کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتا)۔

۷۔ اور وہ شخص جس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا اور اس قدر چھپا کر کیا کہ گویا

اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں کہ اس کا داہنا ہاتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں کیا خرچ کر رہا ہے او ر کس کو دے رہا ہے۔ [صحیح بخاری صحیح مسلم، معارف الحدیث]

نیک کام کا اجراء: حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ نکالتا ہے اس کو اس کا ثواب اور اس کے بعد جو اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کا ثواب بھی کم نہیں کیا جاتا اور جو شخص اسلام میں کسی برے طریقہ کی بنیاد ڈالتا ہے اس کی گردن پر اس کا گناہ اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہوتا ہے جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کریں گے اور عمل کرنے والوں کے ذمہ جو گناہ ہیں ان میں بھی کچھ کمی نہیں آتی۔ [ابن ماجہ]

احسان: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم دوسروں کی دیکھا دیکھی کام کرنے والے مت بنو اور نہ یہ کہنے والے بنو کہ اگر اور لوگ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور دوسرے لوگ ظلم کا رویہ اختیار کریں گے تو ہم بھی ویسا ہی کریں گے۔ بلکہ اپنے دلوں کو اس پر پکا کرو کہ اگر اور لوگ احسان کریں تب بھی تم احسان کرو گے اور اگر اور لوگ برا سلوک کریں تب بھی تم ظلم اور برائی کا رویہ اختیار نہ کرو گے (بلکہ احسان ہی کرو گے)

[رواہ الترمذی]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا جو بندہ بے شوہر والی اور بے سہارا کسی عورت اور کسی مسکین اور حاجت مند آدمی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتا ہو وہ اجر و ثواب میں اس مجاہد بندہ کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں دوڑ دھوپ کرتا ہو۔ راوی کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس شب بیدار کی طرح ہے جو رات بھر نماز پڑھتا ہو اور تھکتا نہ ہو اور اس دائمی روزہ دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی بغیر روزے کے رہتا ہی نہ ہو۔ [صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث]

توکل اور رضا بالقضاء: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ اللہ

کے بندے ہوں گے جو منتر نہیں کراتے اور شگون بد نہیں لیتے اور نہ فال بد کے قائل ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ [بخاری و مسلم]

حضرت سعد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی اور خوش نصیبی میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے جو فیصلہ ہو وہ اس پر راضی رہے اور آدمی کی بد بختی اور بدنصیبی میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنے لیے خیر اور بھلائی کا طالب نہ ہو اور اس کی بدنصیبی اور بد بختی ہے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے فیصلے سے ناخوش ہو۔ [مسند احمد، جامع ترمذی، معارف الحدیث]

کام میں متانت اور وقار: حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھی سیرت اور اطمینان و وقار سے اپنے کام انجام دینے کی عادت اور میانہ روی ایک حصہ ہے نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ہے۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

صدق مقالی اور انصاف: حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت اسی وقت تک سرسبز رہے گی جب تک یہ تین خصلتیں اس میں باقی رہیں گی ایک تو یہ کہ جب وہ بات کریں تو سچ بولیں۔ دوسرے یہ کہ جب وہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کریں تو انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ تیسرے یہ کہ جب ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو وہ کمزوروں پر رحم کریں۔
[متفق علیہ، ابویعلی]

جذبات پر قابو: حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس آدمی میں یہ تین باتیں نہ ہوں اس کا کوئی عمل کام نہ آئے گا۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے جذبات نفسیاتی کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دے۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی نادان آدمی اس پر حملہ کرے تو وہ تحمل سے خاموش ہو جائے۔ تیسرے یہ کہ لوگوں کے درمیان حسن اخلاق کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ [طبرانی]

جنت کی ذمہ داری: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اگر تم چھ باتوں کا ذمہ کر لو تو میں تمہارے لیے جنت کا ذمہ لیتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ جب تم بولو تو سچ بولو۔ دوسرے یہ کہ جب تم وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو تیسرے یہ کہ جب تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت نہ

کرو۔ چوتھے یہ کہ تم اپنی نظریں نیچی رکھا کرو۔ پانچویں یہ کہ ظلم کرنے سے اپنا ہاتھ روکے رکھو۔ چھٹے یہ کہ اپنے جذبات نفسانی کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دو۔ [مسند احمد، حاکم]

جنت کی بشارت: ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ نے جنت کا ذکر فرمایا اور اس کی خوبی اور وسعت بیان کی۔ ایک صحابی جو مجلس میں حاضر تھے بیتابانہ بولے کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ جنت کس کو ملے گی فرمایا "جس نے خوش کلامی کی۔ بھوکوں کو کھانا کھلایا۔ اکثر روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھی جب دنیا سوتی ہو۔ [ترمذی، سیرۃ النبی]

صدق و امانت اور کذب و خیانت: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سچائی کو لازم پکڑو اور ہمیشہ سچ بولو۔ کیونکہ سچ بولنا ہی نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جب ہمیشہ ہی سچ بولتا ہے اور سچائی کو اختیار کر لیتا ہے تو وہ مقام صدیقیت تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ کے یہاں صدیقین میں لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدکاری کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور بدکاری اس کو دوزخ تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جھوٹ بولنے کا عادی ہو جاتا ہے اور جھوٹ کو اختیار کر لیتا ہے تو انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے یہاں کذابین میں لکھ لیا جاتا ہے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

اللہ و رسول کی حقیقی محبت: عبدالرحمٰن بن ابی قراد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن وضو کیا، تو آپ ﷺ کے صحابہ ؓ وضو کا پانی لے لے کر (اپنے چہروں اور جسموں پر) ملنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم کو کیا چیز اس فعل پر آمادہ کرتی ہے اور کون ساجذبہ تم سے یہ کام کراتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت! ان کا یہ جواب سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی یہ خوشی ہو اور وہ یہ چاہے کہ اس کو اللہ اور رسول سے حقیقی محبت ہو یا یہ کہ اللہ اور رسول اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو ادنیٰ خیانت کے بغیر اس کو ادا کرے اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو اس کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔ [شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث]

امانت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کسی سے کوئی بات کہے (یعنی ایسی بات جس کا اخفاء وہ پسند کرتا ہے) اور پھر وہ چلا جائے تو وہ امانت ہے (یعنی سننے والے کے لیے امانت کی مانند ہے اور اس بات کی حفاظت امانت کی طرح کرنی چاہیے)۔ [ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی خطبہ شاید ہی ایسا ہو جس میں آپ ﷺ نے یہ نہ فرمایا ہو کہ ''جس میں امانت نہیں اس کا ایمان صحیح نہیں اور جس کا عہد (وعدہ) مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔'' [مشکوٰۃ]

عمر کا لحاظ: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے چھوٹوں پر رحم نہ کھائے، بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے وہ ہمارے مشرب کا انسان نہیں۔ [ترمذی، ترجمان السنہ]

شرم و حیا: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ہر دین کا ایک اخلاق ممتاز ہوتا ہے۔ ہمارے دین کا ممتاز اخلاق شرم کرنا ہے۔ [مالک، معارف الحدیث]

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب اللہ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا چھین لیتا ہے۔ جب اس میں شرم نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ومبغوض بن جاتا ہے۔ جب اس کی حالت اس نوبت کو پہنچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے۔ جب اس میں امانتداری نہیں رہتی تو وہ خیانت در خیانت میں مبتلا ہونے لگتا ہے۔ اس کے بعد اس سے صفت رحمت اٹھالی جاتی ہے۔ پھر تو وہ پھٹکار امارا مارا پھرنے لگتا ہے۔ جب تم اس کو اس طرح مارا مارا پھرتا دیکھو تو وہ وقت قریب آجاتا ہے کہ اب اس سے رشتہ اسلام ہی چھین لیا جاتا ہے۔

[ابن ماجہ]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے حیا کرنی چاہیے۔ مخاطبین نے عرض کیا! الحمدللہ ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ نہیں (یعنی حیا کا مفہوم اتنا محدود نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو) بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار و خیالات

ہیں ان سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو (یعنی بُرے خیالات دماغ کی اور حرام و ناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہوتی ہے اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے گا۔ وہ دنیا کی آرائش وعشرت سے دست بردار ہو جائے گا اور اس چندروزہ زندگی کے عیش کے مقابلہ میں آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لیے پسند اور اختیار کرے گا۔ پس جس نے یہ کیا، سمجھو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے حیا کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔

نرم مزاجی: حضرت جریر ؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ سارے خیر سے محروم کیا گیا۔

[معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کے لیے حرام ہے اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔ سنو سنو! میں بتاتا ہوں کہ دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے ہر ایسے شخص پر جو مزاج کا تیز نہ ہو، نرم ہو، لوگوں سے قریب ہونے والا ہو، نرم خو ہو۔ [معارف الحدیث، ابوداؤد، ترمذی]

ایفائے وعدہ اور وعدہ خلافی: حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کسی آدمی نے اپنے کسی بھائی سے آنے کا وعدہ کیا اور اس کی نیت بھی تھی کہ وہ وعدہ پورا کرے گا لیکن (کسی وجہ سے) وہ مقررہ وقت پر نہیں آیا، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ [سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، معارف الحدیث]

تواضع: رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی ہے کہ تم تواضع یعنی فروتنی اختیار کرو کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔ [مشکوٰۃ]

حضرت عمر فاروق ؓ نے ایک دن بر سر منبر ارشاد فرمایا کہ لوگو! فروتنی اور خاکساری اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے، جس نے اللہ کے لیے (یعنی اللہ کا حکم سمجھ کر اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے) خاکساری کا رویہ اختیار کیا اور

بندگان خدا کے مقابلے میں اپنے آپ کو اونچا کرنے کی بجائے نیچا رکھنے کی کوشش کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو بلند کرے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہوگا لیکن عام بندگان خدا کی نگاہوں میں اونچا ہوگا اور جو کوئی تکبر اور بڑائی کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو نیچے گرا دے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل وحقیر ہو جائے گا، اگر چہ وہ خود اپنے خیال میں بڑا ہوگا لیکن دوسروں کی نظر میں وہ کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا۔ [شعب الایمان للبیہقی]

عفو الٰہی سے محرومی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی ہیں جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت میں کوئی کلام نہیں کرے گا اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان کی طرف نگاہ بھی نہیں کرے گا اور ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ ایک بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا فرماں روا اور تیسرا نادار غریب متکبر۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

ادائے شکر: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نعمت کے اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہیں ہوگا۔

[ابن حبان]

صبر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیزیں نہ بتلاؤں جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ضرور بتلایئے یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا وضو کا کامل کرنا، ناگواری کی حالت میں (کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف (یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ الخ۔ [مسلم، ترمذی]

فائدہ: ایسے وقت میں وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی بندہ

کا بچہ مرجاتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لے لی وہ کہتے ہیں، ہاں۔ پھر فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں آپ کی حمد وثنا کی اور انا لله و انا اليه راجعون کہا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ [احمد، ترمذی، حیوۃ المسلمین]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں دل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی۔ [بیہقی، حیوۃ المسلمین]

خلاصہ: کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو خواہ طبیعت کے موافق، خواہ طبیعت کے مخالف، اول حالت پر شکر کا حکم ہے، دوسری حالت میں صبر کا حکم ہے تو صبر و شکر ہر وقت کرنے کے کام ہوئے۔ مسلمانو! اس کو نہ بھولنا، پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں رہو گے۔ [حیوۃ المسلمین]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا خدا اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سے بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔ [بخاری و مسلم]

صبر و شکر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال و دولت اور جسمانی بناوٹ یعنی شکل وصورت میں اس سے بڑھا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے دل میں حرص و طمع اور شکایت پیدا ہو تو اس کو چاہیے کہ کسی ایسے بندے کو دیکھے جو ان چیزوں میں اس سے بھی کمتر ہے۔ تاکہ بجائے حرص و طمع کے اور شکایت کے صبر و شکر پیدا ہو۔ [بخاری، مسلم، معارف الحدیث]

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بندۂ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کے ہر معاملہ اور ہر حال میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اس کو خوشی، راحت اور آرام پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہی خیر ہے اور اگر اسے کوئی دکھ

اور رنج پہنچتا ہے تو وہ اس کو بھی اپنے حکیم وکریم رب کا فیصلہ سمجھتے اور اس کی مشیت پر یقین کرتے ہوئے اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لیے سراسر خیر وموجب برکت ہوتا ہے۔

[معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ کسی جانی و مالی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ و شکایت کرے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذمہ ہے کہ وہ اس کو بخش دیں۔ [معجم اوسط طبرانی، معارف الحدیث]

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آنحضرت ﷺ کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے بچے کا آخری دم ہے اور چل چلاؤ کا وقت ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ اسی وقت تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں کہلا کے بھیجا اور پیام دیا کہ بیٹی! اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو کچھ لے وہ بھی اسی کا ہے اور کسی کو جو کچھ دے وہ بھی اسی کا ہے۔ الغرض ہر چیز ہر حال میں اسی کی ہے (اگر کسی کو دیتا ہے تو اپنی چیز دیتا ہے اور کسی سے لیتا ہے تو اپنی چیز لیتا ہے) اور ہر چیز کے لیے اس کی طرف سے ایک مدت اور وقت مقرر ہے (اور اس وقت کے آجانے پر وہ اس دنیا سے اٹھالی جاتی ہے) پس چاہیے کہ تم صبر کرو اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس صدمہ کے اجر وثواب کی طالب بنو۔ صاحبزادی صاحبہ نے پھر آپ ﷺ کے پاس پیام بھیجا اور قسم دی کہ اس وقت حضور ضرور ہی تشریف لے آویں۔ پس آپ ﷺ اٹھ کر چل دیئے اور آپ ﷺ کے اصحاب میں سے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور بعض اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوئے۔ پس وہ بچہ اٹھا کر آپ ﷺ کی گود میں دیا گیا اور اس کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ اس کے اس حال کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضرت یہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت اس جذبے کا اثر ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے اور اللہ کی رحمت انہی بندوں پر ہوگی جن کے دلوں میں رحمت کا یہ جذبہ ہو اور جن کے دل سخت اور رحمت کے جذبے سے خالی ہوں گے، وہ خدا کی رحمت کے مستحق نہ ہوں گے۔

[بخاری ومسلم، معارف الحدیث]

سخاوت و بخل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں کو ارشاد ہے کہ تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو، میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔ [بخاری]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، حرص و بخل اور ایمان کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (یعنی بخل کنجوسی اور ایمان کا کوئی جوڑ نہیں) [سنن نسائی]

قناعت و استغناء: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ طلب کیا، آپ ﷺ نے ان کو عطا فرمایا۔ (لیکن ان کی مانگ ختم نہیں ہوئی) اور انہوں نے پھر طلب کیا۔ آپ ﷺ نے پھر ان کو عطا فرما دیا، یہاں تک کہ جو کچھ آپ ﷺ کے پاس تھا وہ سب ختم ہو گیا اور کچھ نہ رہا، تو آپ ﷺ نے ان انصاریوں سے فرمایا، سنو! جو مال و دولت بھی میرے پاس ہو گا اور کہیں سے آئے گا میں اس کو تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا اور اپنے پاس ذخیرہ جمع نہیں کروں گا بلکہ تم کو دیتا رہوں گا۔

لیکن یہ بات خوب سمجھ لو کہ اس طرح مانگ مانگ کر حاصل کرنے سے آسودگی اور خوشی حاصل نہیں ہوگی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ جو کوئی خود عفیف بننا چاہتا ہے یعنی دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اپنے کو بچانا چاہتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں اور سوال کی ذلت سے اس کو بچا تا ہے اور جو کوئی بندوں کے سامنے اپنی محتاجی ظاہر کرنے سے بچنا چاہتا ہے (یعنی اپنے آپ کو بندوں کا محتاج اور نیاز مند نہیں بنانا چاہتا) تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو بندوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو کوئی کسی کٹھن موقع پر اپنی طبیعت کو مضبوط کر کے صبر کرنا چاہتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے (اور صبر کی حقیقت اس کو نصیب ہو جاتی ہے) اور کسی بندہ کو بھی صبر سے زیادہ وسیع کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی۔

کفایت شعاری: حضرت انس و ابوامامہ و ابن عباس وعلی رضوان اللہ علیہم سے (مجموعاً مرفوعاً) روایت ہے کہ میانہ روی کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اڑا دے، بلکہ سوچ سمجھ کر اور سنبھال کر ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام عدل کے ساتھ ضرورت کے موقعوں پر مال صرف

کرے تو اس طرح خرچ کرنا) بھی آدھی کمائی ہے، جو شخص خرچ کرنے میں اس طرح بیچ کی چال چلے وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا۔ [من عسکری و دیلمی وغیرہما]

معافی چاہنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے ذمہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا کوئی حق ہو (مثلاً غیبت کی ہو یا مال تلف کیا ہو) پس اس کو چاہیے کہ آج (دنیا میں) ان حق تلفیوں کو اس سے معاف کرائے قبل اس کے کہ قیامت میں اس کے پاس نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس کے پاس نیک عمل ہوگا تو بقدر اس ظلم کے اس کا نیک عمل اس سے لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے مظلوم بھائی کی برائیاں لے کر اس کے اوپر لاد دی جائیں گی۔ [مشکوۃ]

خطا معاف کرنا: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکار کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے۔ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں آئیں اور اپنا انعام لے جائیں کیونکہ ہر مسلمان جس کی یہ عادت تھی بہشت میں داخل ہونے کا حقدار ہے۔ [ابو الشیخ فی الثواب من ابن عباس ﷺ]

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں اس کو چاہیے کہ وہ اس آدمی سے درگزر کرے جس نے اس پر ظلم کیا ہو اور اس کو دے جس نے اس کو نہ دیا ہو اور اس کے ساتھ رشتہ جوڑے جس نے اس سے رشتہ توڑا ہو اور اس کے ساتھ تحمل کرے جس نے اس کو برا کہا ہو۔ [ابن عساکر من ابی ہریرہ ﷺ]

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے اس نے پھر وہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر روز ستر دفعہ۔ [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

خاموشی: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو درجہ خاموشی کی وجہ سے انسانوں کو ملتا ہے اور ساٹھ برس کی نفل عبادت سے بہتر ہے۔ [مشکوۃ]

ایثار: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر تین باتیں ہیں جو سب کی سب حق ہیں: (۱) جس بندہ پر کوئی ظلم کیا جائے اور پھر وہ محض اللہ کے واسطے اس سے چشم پوشی کر لے تو بوجہ اس ظلم کے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے ۲۔ جو بندہ بقصد صلہ رحمی کے بخشش کا کوئی دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ بوجہ اس خصلت (صلہ رحمی) کے اس کے مال میں زیادتی کر دیتا ہے اور ۳۔ جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے اور اس سے اس کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ مال میں کثرت ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس خصلت (سوال) کی وجہ سے اس کی تنگدستی میں اضافہ ہی فرماتا رہے گا۔ [مشکوٰۃ]

ترک لایعنی: حضرت علی بن الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ آدمی کے اسلام کے حسن وکمال میں یہ بھی ہے کہ جو بات اس کے لیے ضروری اور مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے۔ [مشکوٰۃ]

رحم دلی اور بے رحمی: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص رحمت سے محروم رہیں گے جن کے دلوں میں دوسرے آدمیوں کے لیے رحم نہیں ہے اور جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے۔ [بخاری ومسلم، معارف الحدیث]

نیکی: حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے وابصہ تو یہ پوچھنے آیا ہے کہ نیکی کیا چیز ہے اور گناہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینہ پر مار کر فرمایا۔ اپنے نفس سے پوچھ۔ اپنے دل سے پوچھ تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے اور پھر فرمایا نیکی یہ ہے کہ جس سے نفس کو سکون ہو اور جس سے دل کو سکون ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں خلش پیدا کرے۔ اگرچہ لوگ اس کے جواز کا فتویٰ دیں۔ [مسند احمد، دارمی، مشکوٰۃ]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے تم کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا کرو اور کچھ نہ ہو سکے تو اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات ہی کر لیا کرو۔ [مسلم]

صدقات جاریہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد

فرمایا علم کی اشاعت کرنا، نیک اولاد کو چھوڑ جانا، مسجد یا مسافر خانہ بنانا، قرآن مجید ورثہ میں چھوڑ جانا، نہر جاری کرنا اور جیتے جی تندرستی کی حالت میں اپنے مال میں سے خیرات کرنا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی مسلمان کو ملتا رہتا ہے۔ [ابن ماجہ]

تدبر و تفکر: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانو! اپنے دلوں کو سوچنے کی عادت ڈالو اور خدا کی نعمتوں پر غور کیا کرو مگر خدا کی ہستی پر غور نہ کرنا۔ [ابوالشیخ فی العظمۃ]

اخلاق رذیلہ

خود بینی: زواجر میں دیلمی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خود بینی ایسی بری بلا ہے کہ اس سے ستر برس کے بہترین عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ [دیلمی]

بے حیائی کی اشاعت: حضرت علی ؓ فرماتے ہیں بے حیائی کی باتیں کرنے والا اور ان کی اشاعت کرنے والا اور پھیلانے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ [الادب المفرد]

دوسروں کو حقیر سمجھنا: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر کوئی ظلم وزیادتی نہ کرے (اور جب وہ اس کی مدد و اعانت کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے) اور اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے (کیا خبر ہے کہ اس کے دل میں تقوئی ہو، جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک مقرب و مکرم ہو) پھر آپ ﷺ نے تین بار اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تقوئی یہاں ہوتا ہے (ہوسکتا ہے کہ تم کسی کو ظاہری حال سے معمولی آدمی سمجھتے ہو اور اپنے دل کے تقوئی کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک محترم ہو۔ اس لیے کبھی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو) آدمی کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کے ساتھ حقارت سے پیش آئے مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لیے قابل احترام ہے۔ اس کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو۔ اس لیے ناحق اس کا خون گرانا، اس کا مال لینا اور اس کی آبروریزی کرنا یہ سب حرام ہیں۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علامات قیامت میں یہ بات بھی ہے کہ معمولی طبقے کے لوگ بڑے بڑے مکان اور اونچی اونچی حویلیاں بنا کران پر فخر کریں گے۔ [بخاری ومسلم]

ریا: محمود بن لبید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ "شرک اصغر" کا ہے۔ بعض صحابہ ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ شرک اصغر کا کیا مطلب ہے آپ ﷺ نے ارشادفرمایا ریا (یعنی نیک کام لوگوں کو دکھاوے کے لیے کرنا)

اخلاص وللّٰہیت (یعنی ہر نیک عمل کا اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا ورحمت کی طلب میں کرنا) جس طرح ایمان وتوحید کا تقاضا اور عمل کی جان ہے اسی طرح ریاوسُمعۃ یعنی مخلوق کے دکھاوے اور دنیا میں شہرت اور ناموری کے لیے نیک عمل کرنا ایمان وتوحید کے منافی اور ایک قسم کا شرک ہے۔

شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے جس نے دکھاوے کے لیے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ وخیرات کیا اس نے شرک کیا۔
[مسند احمد]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آخری زمانے میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کریں گے وہ لوگوں پر اپنی درویشی ومسکینی ظاہر کرنے اور ان کو متاثر کرنے کے لیے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی، مگران کے سینہ میں بھیڑیوں کے دل ہوں گے (ان کے بارے میں) اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکا کھا رہے ہیں یا مجھ سے نڈر ہوکر میرے مقابلے میں جرات کر رہے ہیں۔ پس مجھے قسم ہے کہ میں ان مکاروں پر انہیں میں سے ایسا فتنہ پیدا کروں گا جو ان میں سے عقلمندوں اور داناؤں کو بھی حیران بنا کر چھوڑے گا۔ [جامع ترمذی]

زنا: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے) کسی کا ہاتھ وغیرہ پکڑنا ہے

اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ (شہوت سے) وہ خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے۔ الخ [مسلم، حیوۃ المسلمین]

غصہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو چاہیے کہ بیٹھ جائے۔ پس اگر بیٹھنے سے غصہ فرو ہو جائے تو فبہا اور اگر پھر بھی غصہ باقی رہے تو چاہیے کہ لیٹ جائے۔ [مسند احمد، جامع ترمذی۔ معارف الحدیث]

سہل بن معاذ اپنے والد ماجد حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پی جائے غصہ کو درآنحالیکہ اس میں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ اپنے غصے کے تقاضے کو وہ نافذ اور پورا کر سکتا ہے (لیکن اس کے باوجود محض اللہ کے لیے اپنے غصہ کو پی جاتا ہے اور جس پر اس کو غصہ ہے۔ اس کو کوئی سزا نہیں دیتا) تو اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کو بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ حوران جنت میں سے جس حور کو چاہے اپنے لیے منتخب کرے۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو لازم ہے کہ وہ خاموش ہو جائے۔ [عن ابن عباس]

وہ آدمی طاقتور نہیں ہے جو لوگوں کو دباتا اور مغلوب کرتا ہے۔ بلکہ وہ آدمی طاقتور ہے جو اپنے نفس کو دبا سکتا اور مغلوب کر سکتا ہو۔ [عن ابی ہریرہ، معارف الحدیث]

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ رضائے الٰہی کے لیے غصہ کے گھونٹ کو پی جانے سے بڑھ کر کوئی دوسرا گھونٹ نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب غصہ آئے تو وضو کر لینا چاہیے۔

اگر کھڑا ہونے کی حالت میں غصہ آئے تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھنے کی حالت میں غصہ آئے تو لیٹ جائے۔ غصہ کے وقت اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنے سے غصہ جاتا رہتا ہے۔ [بخاری، مسلم]

غیبت: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، غیبت زنا سے زیادہ سخت اور سنگین ہے۔

گُن کر دیں۔ (اس خیال سے) کہ کہیں ان کی عادت نہ بگڑ جائے یا ہم میں سے کسی کو کوئی بدگمانی نہ ہو۔ [بخاری، الادب المفرد]

دورخی: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میں جو شخص دوزخا ہوگا اور منافقوں کی طرح مختلف لوگوں سے مختلف قسم کی باتیں کرے گا، قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ [معارف الحدیث، سنن ابی داؤد]

چغل خوری: عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو اس بات کے طالب اور ساعی رہتے ہیں کہ اللہ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ سے ملوث یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔ [مسند احمد، شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث]

جھوٹ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ [جامع ترمذی]

اور جامع ترمذی کی دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا اور تین دفعہ ارشاد فرمایا کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ سب سے بڑے کون کون سے گناہ ہیں؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور معاملات میں جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا، راوی کا بیان ہے کہ پہلے آپ ﷺ سہارا لگائے بیٹھے تھے لیکن پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور بار بار آپ ﷺ نے اس ارشاد کو دہرایا۔ یہاں تک کہ ہم نے چاہا کاش اب آپ ﷺ خاموش ہو جاتے۔ یعنی اس وقت آپ ﷺ پر ایک ایسی کیفیت طاری تھی اور آپ ﷺ ایسے جوش سے فرما رہے تھے کہ ہم محسوس کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کے قلب مبارک پر اس وقت بڑا بوجھ ہے اس لیے جی چاہتا تھا کہ اس وقت آپ ﷺ خاموش ہو جائیں اور اپنے دل پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں۔ [معارف الحدیث]

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص

نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق ناجائز طور سے مار لیا تو اللہ نے ایسے آدمی کے لیے دوزخ واجب کر دی ہے اور جنت کو اس پر حرام کر دیا ہے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر چہ وہ کوئی معمولی ہی چیز ہو۔ (اگر کسی نے کسی کی بہت معمولی سی چیز قسم کھا کر ناجائز طور سے حاصل کر لی تو کیا اس صورت میں بھی دوزخ اس کے لیے واجب اور جنت اس پر حرام ہوگی) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں اگر چہ جنگلی درخت کی پیلو کی ٹہنی ہو۔ [رواہ مسلم، معارف الحدیث]

حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ نہ ان سے ہم کلام ہوگا نہ ان پر عنایت کی نظر کرے گا اور نہ گناہوں اور گندگیوں سے ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ابوذر غفاری ؓ نے عرض کیا یہ لوگ تو نامراد ہوئے اور ٹوٹے میں پڑے، حضور ﷺ یہ تین کون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا تہبند حد سے نیچے لٹکانے والا (جیسا متکبروں اور مغروروں کا طریقہ ہے) اور احسان جتانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کے اپنا سودا چلانے والا۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے لیے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ کچھ سنے اسے بیان کرتا پھرے۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تا کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان آدمی کا مال مار لے تو قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے اس حال میں پیشی ہوگی اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر سخت غضبناک اور ناراض ہوں گے۔ [صحیح بخاری ومسلم]

مصلحت آمیزی: ام کلثوم ؓ (بنت عقبہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جھوٹا اور گنہگار نہیں ہے جو باہم لڑنے والے آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ میں (ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق کو خیر اور بھلائی کی باتیں پہنچائے اور اچھا اثر ڈالنے والی) اچھی باتیں کرے۔'' [بخاری ومسلم]

ایمان والوں کو رسوا کرنا: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ منبر پر

چڑھے اور آپ نے بلند آواز سے پکارا اور فرمایا۔ اے وہ لوگو! جو زبان سے اسلام لائے ہو اور ان کے دلوں میں ابھی ایمان پوری طرح اترا نہیں ہے۔ مسلمان بندوں کو ستانے سے اور ان کو عار دلانے سے اور شرمندہ کرنے سے اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رہو، کیونکہ اللہ کا قانون ہے کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے چھپے عیبوں کے پیچھے پڑے گا اور اس کو رسوا کرنا چاہے گا تو اللہ اس کے عیوب کے پیچھے پڑے گا اور جس کے عیوب کے پیچھے اللہ تبارک و تعالیٰ پڑے گا اور اس کو ضرور رسوا کرے گا۔ (اور وہ رسوا ہو کر رہے گا) اگر چہ اپنے گھر کے اندر ہی ہو۔ [جامع ترمذی۔ معارف الحدیث]

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے بڑا سود اور سب سے بدترین سودوں میں خبیث سودا یہ ہے کہ کسی مسلمان کی آبرو ریزی کی جائے اور ایک مسلمان کی حرمت کو ضائع کیا جائے۔ [ابن ابی الدنیا، بیہقی]

بخل: حضرت ابوبکر صدیق ؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دھوکہ باز بخیل اور احسان جتانے والا آدمی جنت میں نہ جا سکے گا۔

[جامع ترمذی، معارف الحدیث]

انتقام: اس کے بعد فرمایا: اے ابوبکر ؓ، تین باتیں جو سب کی سب بالکل حق ہیں پہلی بات یہ ہے کہ جس بندہ پر کوئی ظلم و زیادتی کی جائے اور وہ محض اللہ عز و جل کے لیے اس سے درگزر کرے (اور انتقام نہ لے) تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کی بھرپور مدد فرمائیں گے (دنیا اور آخرت میں اس کو عزت دیں گے) اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص صلۂ رحمی کے لیے دوسروں کو دینے کا دروازہ کھولے گا، تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے عوض اس کو بہت زیادہ دیں گے اور تیسری بات یہ ہے کہ جو آدمی (ضرورت سے مجبور ہو کر نہیں، بلکہ) اپنی دولت بڑھانے کے لیے سوال اور گداگری کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی دولت کو اور زیادہ کم کر دیں گے۔

[مسند احمد، معارف الحدیث]

بغض و کینہ: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ہر ہفتہ میں دو دن دوشنبہ اور پنج شنبہ کو لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں تو ہر بندۂ مومن کی معافی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے، سوائے ان دو

آدمیوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہوں، پس ان کے بارے میں حکم دے دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو، (یعنی ان کی معافی نہ لکھو) جب تک کہ یہ آپس کے اس کینہ اور باہمی دشمنی سے باز نہ آویں اور دلوں کو صاف نہ کرلیں۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بے وجہ ہوس کرو، نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض وکینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو، بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔

[بخاری ومسلم، معارف الحدیث]

حسد: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم حسد کے مرض سے بچو۔ حسد آدمی کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ [سنن ابی داؤد]

حضرت رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمانو! تمہارے درمیان بھی وہ بیماری آہستہ آہستہ پھیل گئی ہے جو تم سے پہلے لوگوں میں تھی اور اس سے میری مراد بغض وحسد ہے یہ بیماری مونڈ دینے والی ہے۔ سر کے بالوں کو نہیں بلکہ دین وایمان کو۔ [مسند احمد، جامع ترمذی، معارف الحدیث]

قساوت قلبی کا علاج: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قساوت قلبی (سختی قلب) کی شکایت کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ [مسند احمد، معارف الحدیث]

منافقت: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار عادتیں ایسی ہیں جس میں وہ چاروں جمع ہو جائیں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہو، تو اس کا حال یہ ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے اور وہ اسی حال میں رہے گا جب تک کہ اس عادت کو نہ چھوڑ دے۔ وہ چار عادتیں یہ ہیں کہ جب اس کو کسی امانت کا امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے اور جب

عہد معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب کسی سے جھگڑا اور اختلاف ہو تو بدزبانی کرے۔ [بخاری،مسلم]

ظلم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مظلوم کی بدعا جو ظالم کے حق میں ہو بادلوں کے اوپر اٹھالی جاتی ہے آسمانوں کے دروازے اس دعا کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میں تیری امداد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ تاخیر ہو۔ [مسند احمد، ترمذی]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مظلوم کی بدعا سے بچو۔ یہ بدعا شعلے کی طرح آسمان پر چڑھ جاتی ہے۔ [حاکم]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے مجھ کو اپنے عزت وجلال کی میں جلد یا بدیر ظالم سے بدلہ ضرور لوں گا اور اس سے بھی بدلہ لوں گا جو باوجود قدرت کے مظلوم کی امداد نہیں کرتا۔ [ابوالشیخ]

ظالم کی اعانت: حضور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لوگ امراء کی حاشیہ نشینی اختیار کرتے ہیں اور ظالموں کی اعانت کرتے ہیں ان کا انجام سخت خراب ہوگا۔ نہ تو مسلمانوں میں ان کا شمار ہوگا اور نہ وہ میرے حوض کوثر پر آئیں گے خواہ وہ کتنا ہی اسلام کا دعویٰ کریں۔ [اہل سنن]

حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم جانتے ہو مفلس کیسا ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس مال ومتاع نہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں بڑا مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ سب لے کر آئے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ کسی کو برا بھلا کہا تھا اور کسی کو تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال کھالیا تھا اور کسی کا خون کیا تھا اور کسی کو مارا تھا بس اس کی کچھ نیکیاں ایک کو مل گئیں اور کچھ دوسرے کو مل گئیں اور اگر ان حقوق کے بدلے ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان حقداروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ [بہشتی زیور]

بدگوئی: حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے مرتبہ میں کم وہ شخص ہوگا جس کی فحش گوئی اور بدزبانی کے ڈر سے لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا ہو۔ [بخاری ومسلم]

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمام اعضاء سے زیادہ زبان کو سخت عذاب ہوگا، زبان کہے گی اے رب تو نے جسم کے کسی عضو کو اتنا عذاب نہیں کیا جتنا مجھے کیا، اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا تجھ سے ایسی بات نکلی تھی جو مشرق ومغرب تک پہنچ جاتی تھی۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! تجھ کو تمام اعضاء سے زیادہ عذاب کروں گا۔ [ابونعیم]

عیب چینی: حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے (ایک موقع پر) کہا کہ صفیہ ؓ کا یہ عیب کہ وہ ایسی اور ایسی ہے کافی ہے (یعنی یہ کہ وہ پستہ قد ہے اور یہ بہت بڑا عیب ہے) آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ ؓ تم نے اتنا گندہ لفظ منہ سے نکالا ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھول دیا جائے تو پورے سمندر کو گندہ کر دے۔ [مشکوٰۃ، حیوۃ المسلمین]

بدنگاہی: حضرت بریدہ ؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علی ؓ سے فرمایا اے علی کسی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو۔ دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو، پہلی نگاہ تو تمہاری ہے، مگر دوسری نگاہ تمہاری نظر نہیں ہے، بلکہ شیطان کی ہے۔ [ابوداؤد، حیوۃ المسلمین]

لعنت کرنا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے تو اول وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ آسمان کے دروازے بند کر لیے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے وہ بھی بند کر لی جاتی ہے پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی تب اس کے پاس جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی اگر وہ اس لائق ہوا تو خیر ورنہ پھر اسی کہنے والے پر پڑتی ہے۔

بعض عورتوں کو بہت عادت ہے کہ سب پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار کیا کرتی ہیں اور کسی کو بے ایمان کہہ دیتی ہیں۔ یہ بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کو کہے یا جانور کو یا اور کسی چیز کو۔ [بہشتی زیور]

خودکشی: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنی

جان کو ہلاک کیا تو قیامت میں اس کو یہی عذاب دیا جائے گا کہ وہ اپنی جان کو ہلاک کرتا رہے گا اور جس طرح سے دنیا میں اپنی جان کو ہلاک کیا ہے۔ اس طرح دوزخ میں ہلاک کرتا رہے گا۔ جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرایا ہوگا وہ پہاڑ پر سے گرایا جاتا رہے گا اور جس نے زہر پیا ہوگا وہ زہر پلایا جاتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو چھری سے قتل کیا ہوگا وہ چھری سے ذبح ہوتا رہے گا۔

[بخاری و مسلم]

گناہ

معصیت سے اجتناب: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی ہی جو مشتبہ ہیں۔ تو جو شخص مشتبہ گناہ سے بچے گا وہ بدرجہ اولیٰ کھلے ہوئے گناہوں سے بچے گا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کے کر ڈالنے میں جرات دکھائے گا تو کھلے گناہوں میں اس کا پڑ جانا بہت زیادہ متوقع ہے اور معصیتیں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ ہیں (جس کے اندر کسی کو جانے کی اجازت نہیں اور اس کے اندر بلا اجازت گھس جانا حرام ہے) جو جانور ممنوعہ علاقہ کے آس پاس چرتا ہے اور اس کا ممنوعہ علاقہ میں گھس جانا بہت زیادہ متوقع ہے۔ [مشکوٰۃ، حیوۃ المسلمین]

گناہ کا علاج: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے کو گناہ کرنے سے بچاؤ کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے۔ [مسند احمد]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا بتلا دوں؟ سن لو بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے۔ [ترغیب بیہقی]

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا۔ [بیہقی مرفوعا و شرح السنہ موقوفا]

البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرائے۔

[حیوۃ المسلمین]

گناہوں کی پاداش: حضرت عبداللہ ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان کو پاؤ۔ جب کسی قوم میں (۱) بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے، وہ طاعون میں مبتلا ہوگی اور ایسی ایسی بیماریوں میں مبتلا و گرفتار ہوگی جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔ (۲) اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوگی۔ (۳) اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا اس سے باران رحمت، اگر بہائم نہ ہوتے تو کبھی اس پر بارش نہ ہوگی اور (۴) نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرما دے گا اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر اس کے دشمن کو غیر قوم سے پس بہ جبر لے لیں گے وہ ان کے اموال کو۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو درداء ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ بادشاہوں کا مالک میں ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو ان پر رحمت اور شفقت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں میں ان (بادشاہوں) کے دلوں کو غضب اور عقوبت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں۔ (ابو نعیم)

گناہوں کا وبال: حضرت ثوبان ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب زمانہ آ رہا ہے کہ کفار کی تمام جماعتیں تمہارے مقابلے میں ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے دسترخوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اس وقت (کیا) شمار میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس روز بہت ہو گے، لیکن تم کوڑا (ناکارہ) ہو گے جیسے ہوا کی رو میں کوڑا اڑ جاتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کیا چیز ہے (یعنی اس کا سبب کیا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ (ابوداؤد، بیہقی، حیوۃ المسلمین)

گناہ کبیرہ: حضرت عبداللہ ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے

بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کر کے ان کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ [بخاری]

حضرت صفوان ﷺ (ابن عسال) سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی حکم صادر فرمائے۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لے جاؤ کہ وہ اس کو قتل کرے (یا اس پر کوئی ظلم کرے) اور جادو مت کرو۔ الخ۔

[ترمذی، ابوداؤد، نسائی]

اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں ☆ حقارت سے کسی پر ہنسنا ☆ کسی پر طعن کرنا ☆ برے لقب سے پکارنا ☆ بدگمانی کرنا ☆ کسی کا عیب تلاش کرنا ☆ بلا وجہ برا بھلا کہنا ☆ چغلی کھانا ☆ دورویہ ہونا۔ یعنی اس کے منہ پر ویسا، اس کے منہ پر ایسا ☆ تہمت لگانا ☆ دھوکا دینا ☆ عار دلانا ☆ کسی کے نقصان پر خوش ہونا ☆ تکبر وفخر کرنا ☆ ظلم کرنا ضرورت کے وقت باجود قدرت کے مدد نہ کرنا کسی کے مال کا نقصان کرنا ☆ کسی کی آبرو کو صدمہ پہنچانا ☆ چھوٹوں پر رحم نہ کرنا ☆ بڑوں کی عزت نہ کرنا ☆ بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق خدمت نہ کرنا ☆ کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا ☆ جاندار کی تصویر بنانا ☆ زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا ☆ ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا ☆ داڑھی منڈوانا یا کٹانا ☆ کافروں یا فاسقوں کا لباس پہننا ☆ عورتوں کا مردانہ وضع بنانا جیسے مردانہ جوتا پہننا اور بہت سے گناہ ہیں یہ نمونے کے طور پر لکھ دیئے ہیں سب سے بچنا چاہیے اور جو گناہ ہو چکے ہیں ان سے توبہ کرتا رہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

[حیوٰۃ المسلمین]

بعض کبائر: ☆ ماں باپ کو ایذا دینا ☆ شراب پینا ☆ کسی کو پیٹھ پیچھے بدی سے یاد کرنا ☆ کسی کے حق میں گمان بد کرنا ☆ کسی سے وعدہ کر کے وفا نہ کرنا ☆ امانت میں خیانت کرنا ☆ جمعہ کی نماز ترک کرنا ☆ کسی غیر عورت کے پاس تنہا بیٹھنا ☆ کافروں کی رسمیں پسند کرنا ☆ لوگوں کے دکھاوے کو عبادت کرنا ☆ قدرت ہونے پر نصیحت ترک کرنا ☆ کسی کا عیب ڈھونڈنا۔

جس شیخ سے اعتقاد ہو اس کی پیروی کر کے دوسروں کو برا سمجھنا درست نہیں اور پیروی مجتہد

اور شیخ کی اسی وقت تک ہے جب تک ان کی بات خدا اور رسول کے خلاف نہ ہو۔ اگر ان سے کوئی غلطی ہوگئی ہو اس میں پیروی نہیں۔

ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان کو مان لے۔ اللہ اور رسول ﷺ کی کسی بات میں بھی شک کرنا، اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

☆ قرآن وحدیث کے کھلے اور واضح مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنے مطلب کے معنی گھڑنا بددینی کی بات ہے۔

☆ گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر کا شیوہ ہے۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دے دے اور بڑے گناہ کو محض اپنی مہربانی سے معاف کر دے اور بالکل اس پر سزا نہ دے۔

☆ عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق جزا اور سزا ہوتی ہے۔

☆ اس لیے گناہوں سے بچنے کا پورا اہتمام ضروری ہے۔ بسا اوقات ایک گناہ سوء خاتمہ کا سبب بن جاتا ہے۔

اشراک فی العبادۃ: تصویر رکھنا خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کے لیے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔ [حیوۃ المسلمین]

بدعات القبور: عرس کرنا یا عرسوں میں شریک ہونا۔

بدعات الرسوم: کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو کافی سمجھنا۔

☆ کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا۔

☆ زیادہ زیب وزینت میں مشغول ہونا۔

☆ سادی وضع کو معیوب جاننا۔

☆ مکان میں جانداروں کی تصویریں لگانا۔ [حیوۃ المسلمین]

علامات قہر الٰہی

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مال غنیمت اور بیت المال کے مال کو اپنی دولت قرار دیا جائے۔ یعنی بیت المال اور قومی خزانہ جو ملک، رعیت اور مستحق لوگوں کے لیے ہوتا ہے اس کو امراء اور صاحبان منصب اپنی جاگیر سمجھ کر اپنی ذات اور اپنے عیش و عشرت کے لیے استعمال کرنے لگیں۔ ☆ اور جب امانت کو مال غنیمت سمجھ کر ہضم کیا جانے لگے اور ☆ جب زکوۃ کو تاوان شمار کیا جائے اور جب علم کی تحصیل دین کے لیے نہیں بلکہ محض دنیا طلبی کے لیے ہونے لگے اور ☆ جب مرد عورت کی اطاعت شروع کردے (یعنی بجائے اس کے کہ خود قوام (سردار) رہے اپنے آپ کو عورت کی قوامیت (ماتحتی) میں دے دے اور ☆ جب بیٹا ماں کی نافرمانی اور اس سے سرکشی کرنے لگے اور ☆ جب آدمی اپنے دوست سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو جائے مگر اپنے باپ سے انتہائی دور ہو جائے اور ☆ جب مسجدوں میں آوازیں زور سے بلند ہونے لگیں اور ☆ جب قوم کی سرداری اور سربراہی قوم کا فاسق انسان کرنے لگے اور ☆ جب قوم کا رہنما قوم کا بدترین شخص ہونے لگے اور ☆ جب کسی انسان کی عزت محض اس کے شر سے بچنے کے لیے کی جائے اور ☆ جب گانے والیاں اور باجے عام ہو جائیں اور ☆ جب اعلانیہ شرابوں کا دور چلنے لگے اور ☆ جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں پر طعن و تشنیع اور لعنت کرنے لگیں تو پھر تم انتظار کرو تند و تیز سرخ آندھی کا اور زلزلوں کی تباہ کاریوں کا زمین میں دھنسنے کا، صورتوں کے مسخ ہونے کا اور پتھروں کے برسنے کا اور اللہ کی طرف سے پے در پے نزول عذاب کا جیسے موتیوں وغیرہ کی ایک لڑی ہے جو ٹوٹ گئی ہو اور پیہم و مسلسل دانے گر رہے ہوں۔ [جامع ترمذی]

باب ششم

حیات طیبہ کے صبح وشام

نبی الرحمت ﷺ کے

معمولات یومیہ

بعد فجر: حضور ﷺ کا معمول تھا کہ نماز فجر پڑھ کر تسبیحات ذکر کے بعد مسجد ہی میں جائے نماز پر آلتی پالتی مار کر چارزانو بیٹھ جاتے اور صحابہ کرام ﷺ پروانہ وار پاس آ کر بیٹھ جاتے یعنی دربار نبوت تھا یہاں حلقہ توجہ تھا۔ یہی درسگاہ ہوتی تھی، یہی محفل احباب بنتی تھی۔ یہیں آپ ﷺ نزول شدہ وحی سے صحابہ کرام ﷺ کو مطلع فرماتے تھے۔ یہیں آپ ﷺ فیض باطنی اور برکات روحانی کی بارش ان پر فرماتے۔ یہیں آپ دین کے مسائل معاشرت کے طریقے، معاملات کے ضابطے، اخلاق کی باریکیاں، ان کو تعلیم فرماتے۔ لوگوں کے آپس کے معاملات اور مقدمات کے فیصلے فرماتے۔

اکثر حضور ﷺ صحابہ ﷺ سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے۔ آپ ﷺ خواب سنتے اور اس کی تعبیر فرماتے۔ کبھی آپ ﷺ ہی فرماتے کہ آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے پھر خود ہی اس کی تعبیر فرما دیتے پھر بعد میں آپ نے یہ معمول ترک فرما دیا تھا۔ [مدارج النبوۃ]

کبھی صحابہ کرام ﷺ اثنائے گفتگو میں ادب کے ساتھ جاہلیت کے قصے بیان کرتے، قصیدے اور اشعار سناتے یا مزاح کی باتیں کرتے، آپ سنتے رہتے کبھی ان پر مسکرا بھی دیتے اس کے بعد آپ ﷺ اشراق کے نوافل پڑھتے۔

اکثر اسی وقت مال غنیمت یا لوگوں کے وظیفے تقسیم فرماتے۔

جب آفتاب نکل کر دن خوب چڑھ جاتا تو آپ ﷺ صلوٰۃ الضحیٰ (چاشت) کی نفلیں کبھی چار، کبھی آٹھ رکعت پڑھ کر مجلس برخاست فرماتے اور جن بی بی کی باری اس دن ہوتی ان کے گھر تشریف لے جاتے۔ وہاں گھر کے دھندوں میں لگے رہتے۔ اکثر گھر کے مختلف کام خود ہی انجام دیتے۔ دن میں صرف ایک بار کھانا تناول فرماتے، دوپہر میں آرام فرماتے۔ (سیرۃ النبیؐ)

بعدظہر: نماز ظہر باجماعت پڑھ کر مدینہ کے بازاروں میں گشت لگاتے، دکانداروں کا معائنہ واحتساب فرماتے، ان کا مال ملاحظہ فرماتے، ان کے مال کی اچھائی برائی جانچتے۔ ان کے ناپ تول کی نگرانی فرماتے کہیں کم تو نہیں تولتے۔ بستی اور بازار میں کوئی حاجتمند ہوتا تو اس کی حاجت پوری فرماتے۔

بعدعصر: نماز عصر باجماعت پڑھ کر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر تشریف لے جاتے۔ حال پوچھتے اور ذرا ذرا دیر ہر ایک کے یہاں ٹھہرتے اور یہ کام اتنی پابندی سے کرتے کہ ہر ایک کے یہاں مقررہ وقت پر پہنچتے اور سب کو معلوم تھا کہ آپ وقت کے بہت قدر شناس اور پابند ہیں۔

بعدمغرب: نماز مغرب باجماعت پڑھ کر اور نوافل اوابین سے فارغ ہو کر جن بی بی کی باری ہوتی آپ ﷺ شب گزارنے کے لیے وہیں ٹھہر جاتے۔ اکثر تمام ازواج مطہرات اسی گھر میں آ کر جمع ہو جاتیں۔ مدینہ کی عورتیں بھی اکثر جمع ہو جاتیں اس لیے آپ ﷺ اس وقت عورتوں کو دینی مسائل کی تعلیم فرماتے گویا یہ مدرسہ شبینہ اور مدرسہ نسواں قائم ہوتا جس میں انتہائی ادب اور پردہ کے ساتھ عورتیں علم دین، حسن معاشرت، حسن اخلاق کی باتیں اس معلم عالم ﷺ سے سیکھتیں۔ اللہ کے رسول عورتوں کو (جن کی گود بچوں کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے) علم دین سے محروم اور تہذیب اسلامی سے ناآشنا نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ یہیں عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں آپ ﷺ ان کا فیصلہ فرماتے۔ وہ اپنی پریشانیاں، شکایتیں، مجبوریاں بیان کرتیں آپ ﷺ ان کو حل فرماتے۔ اگر کوئی بیعت ہونا چاہتی تو یہیں آپ ﷺ ان کو بیعت فرماتے، ان امور پر کہ ''اللہ کا شریک نہ بنائیں گی، چوری نہ کریں گی، بدکاری نہ کریں گی، اپنے بچوں کو قتل نہ کریں گی اور کسی کو بہتان نہ لگائیں گی اور نیک کاموں میں رسول ﷺ کے طریقے کی خلاف ورزی نہ کریں گی۔''

بعدعشاء: نماز عشاء باجماعت پڑھ کر آپ اس شب کی قیام گاہ پر جا کر سو رہتے۔ عشاء کے بعد

بات چیت کرنا آپ ﷺ پسند نہ فرماتے۔ آپ ﷺ ہمیشہ داہنی کروٹ سوتے اکثر داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے۔ چہرۂ انور قبلہ کی طرف کر کے مسواک اپنے سرہانے ضرور رکھ لیتے۔

سوتے وقت سورۂ جمعہ، سورۂ فرقان، سورۂ صف کی تلاوت فرماتے۔ پھر جب بیدار ہوتے مسواک سے دانت مانجھتے، وضو کرتے، پھر تہجد کی نفلیں پڑھتے۔ کبھی نفل نماز کے سجدہ میں دیر تک دُعا مانگتے۔ پھر آرام فرماتے۔ جب فجر کی اذان ہوتی تو اٹھتے۔ حجرہ شریف ہی میں دو رکعت سنت پڑھ کر وہیں داہنی کروٹ ذرا لیٹ رہتے پھر مسجد میں تشریف لاتے اور باجماعت نماز فجر ادا فرماتے۔

یہ تھے آپ ﷺ کے معمولات روزانہ۔

(اول تو پانچوں نمازیں خود ہی قدرتی طور پر وقت کی پابندی سکھاتی ہیں، تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت آ کر مسلمان کو متنبہ کرتا ہے کہ اتنا وقت گزر گیا، اتنا باقی ہے جو کچھ کام کرنا ہو کرلو۔ اس پابندیٔ وقت کے علاوہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیت یہ تھی کہ اپنے ہر کام کے لیے وقت مقرر فرما لیتے اور اس کو پوری پابندی سے نباہتے، اسی وجہ سے آپ ﷺ بہت کام کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی وقت کی کمی اور تنگی کی شکایت نہیں کی۔)

[ماخوذ از سیرت النبی ﷺ مولفہ مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ]

دن کی سنتیں

صبح سویرے اٹھتے ہی ان سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں۔

۱۔ نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ملیں تا کہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔ [شمائل ترمذی]

۲۔ جاگنے کے بعد جب آنکھ کھلے تو تین بار الحمدللہ کہیں اور تین بار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھیں۔

۳۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ پڑھنا سنت ہے۔ [شمائل ترمذی]

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔''

جب بھی سو کر اٹھے تو مسواک کرنا چاہیے۔ [ابوداؤد]
استنجے وغیرہ کے لیے پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈبوئیں بلکہ پہلے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھولیں۔ تب پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں۔ [ترمذی]
اس کے بعد پھر رفع حاجت اور استنجے کے لیے جائیں۔ اس کے بعد اگر غسل کی حاجت ہو تو غسل ورنہ وضو یا بصورت بیماری تیمم کر کے نماز پڑھیں۔ پھر مسجد میں اول وقت جا کر نماز باجماعت ادا کریں۔

گھر سے باہر جانے کی دُعا: حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے تو کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ: میں اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں۔ اللہ ہی پر میرا بھروسہ ہے کسی خیر کے حاصل کرنے یا کسی شر سے بچنے میں کامیابی اللہ ہی کے حکم سے ہو سکتی ہے۔
تو عالم غیب میں اس آدمی سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں) اللہ کے بندے تیرا یہ عرض کرنا تیرے لیے کافی ہے۔ تجھے پوری رہنمائی مل گئی اور تیری حفاظت کا فیصلہ ہو گیا اور شیطان مایوس و نامراد ہو کر اس سے دور ہو جاتا ہے۔ [جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]
اور جب سنت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے نماز فجر کے لیے نکلتے تو اثناء راہ میں یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا ...... اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا

اشراق کی نماز: اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اشراق تک ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ اس میں اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ اس مسجد میں جس جگہ فرض پڑھے ہیں وہیں بیٹھے رہیں۔ اوسط درجہ یہ ہے کہ اس مسجد میں کسی جگہ بھی بیٹھ جائیں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر چلے جائیں لیکن ذکر الٰہی برابر زبان سے ادا کرتے رہیں جب آفتاب نکلنے کے بعد اس میں چمک آجائے، تقریباً آفتاب نکلنے کے پندرہ منٹ کے بعد دو رکعت نفل پڑھیں تو پورے ایک حج اور پورے عمرہ کا ثواب ملتا ہے اس کو نماز اشراق کہتے ہیں۔

جو شخص اشراق کے وقت دو رکعت نفل پڑھے تو اس کے سب گناہ صغیرہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ [الترغیب والترہیب]

صبح کی دُعا: حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح اس آیت کو پڑھتا ہے اس کو رات بھر کی چھوٹی ہوئی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِينَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّاوَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ. [حصن حصین]

ترجمہ: ''جس وقت تم لوگوں کو شام ہو اور جس وقت تم کو صبح ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیح کرو اور آسمان و زمین میں وہی اللہ تعریف کے قابل ہے اور پھر تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو، (اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیح کرو) وہی زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور وہی مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو مرنے کے بعد زندہ و شاداب کرتا ہے اور اسی طرح تم (لوگ مرنے کے بعد زمین سے) نکالے جاؤ گے۔''

نماز اشراق سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ذریعہ معاش میں مشغول ہو جائیں۔ کسب حلال وطیب حاصل کریں۔ اس کے علاوہ دیگر فرائض وواجبات کی ادائیگی اور تمام امور زندگی میں اتباع سنت کا اہتمام کریں۔

پھر جب آفتاب کافی اونچا ہو جائے اور اس میں روشنی تیز ہو جائے تو نماز چاشت ادا کریں۔ چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت اس نماز کی رکعتوں کی تعداد ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ چاشت کی صرف چار رکعت پڑھنے سے دن میں جو تین سو ساٹھ جوڑ ہیں ان سب کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور تمام صغیرہ گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔
[صحیح مسلم]

قیلولہ: اگر فرصت میسر ہو تو اتباع سنت کی نیت سے دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر لیٹ جائے اس کو قیلولہ کہتے ہیں۔ اس مسنون عمل کے لیے سونا ضروری نہیں صرف لیٹ جانا ہی کافی ہے۔

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ سلف صحابہ پہلے جمعہ ادا کرتے تھے پھر قیلولہ کرتے تھے۔
[بخاری]

حضرت خوات بن جبیر ﷺ کہتے ہیں کہ دن نکلتے وقت سونا بے عقلی اور دوپہر کو سونا عادت اور دن چھپتے وقت سونا حماقت ہے۔ [بخاری]

(مطلب یہ ہے کہ رات کے علاوہ اگر کسی وقت نیند کا غلبہ ہو تو دوپہر کا قیلولہ تو ٹھیک ہے مگر صبح و شام سونا حماقت، بے عقلی اور نادانی کی دلیل ہے یا ان اوقات میں سونا طبیعت میں یہ خصائل و صفات پیدا کر دیتا ہے۔) [الادب المفرد]

ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد پھر اپنی مصروفیات زندگی میں مشغول ہو جائیں اور عصر کی نماز کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ قرآن شریف میں اس کا خصوصی حکم آیا ہے۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلٰوتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

(صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے اس کی حضور ﷺ نے بہت تاکید فرمائی ہے) [بہشتی زیور]

عصر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت پڑھنا سنت ہے اور اس کی بڑی فضیلت وارد ہے۔ [ترمذی]

فجر کی نماز کی طرح عصر کی نماز پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھے اور ذکر الٰہی کرتا رہے پھر دُعا مانگے۔ [بہشتی زیور]

رات کی سنتیں

نماز اوابین: مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت نماز دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ان نمازوں کا ثواب بارہ سال کی نفلوں کے برابر ملتا ہے۔ [الدر المختار۔ سنن ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ بیہقی]

نماز عشاء: پھر وقت پر عشاء کی نماز باجماعت ادا کریں۔

عشاء کے فرض سے پہلے چار رکعت سنت ہیں۔ [بدائع]

عشاء کے فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔ [مشکوٰۃ]

عشاء کی ان دو سنتوں کے بعد بجائے دو رکعت نفل پڑھنے کے چار رکعت نفل پڑھے تو شب قدر کے برابر ثواب ملتا ہے۔ [الترغیب]

اور جس کی تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلتی ہو تو یہ چار رکعت بعد عشاء تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کرے تو یہ تہجد میں شمار ہو جاتی ہیں۔ اگر پچھلی رات کو آنکھ کھل جائے تو اس وقت تہجد کی نماز پڑھ لیں۔ ورنہ چار رکعت ہی کافی ہو جائیں گی۔ [بہشتی زیور، الترغیب]

وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ یعنی وتر سے پہلے چار رکعت اور وتروں کے بعد دو رکعت نفل میں تہجد کی نیت کرلیا کریں تو انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ تہجد کی فضیلت وثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

نماز تہجد: حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز آخر شب میں تہجد کی نماز ہے۔

تہجد کا افضل وقت: رات کا آخری حصہ ہے، کم از کم دو رکعت سے زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے۔ [بخاری، موطا امام مالک]

تہجد کی نماز پڑھنے کی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کی نماز کے بعد ہی چند رکعتیں پڑھ لیں۔ لیکن ثواب میں کمی ہو جائے گی۔

فرض نمازوں کے علاوہ باقی نمازوں کو اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ لہٰذا تہجد کی نماز گھر ہی میں پڑھنی افضل ہے۔

رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو دو رکعت کر کے پڑھی جائے۔ اس لیے تہجد کی دو دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ [حصن حصین، بہشتی گوہر]

گھر میں آمد و رفت کی دُعائیں اور سنتیں: جو کوئی شخص اپنے گھر میں آئے تو یہ دُعا پڑھ کر گھر والوں کو سلام کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا. [حصن حصین]

ترجمہ: ”اے اللہ میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا نکلنا مانگتا ہوں۔ ہم اللہ کا نام لے کر داخل ہوئے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔“

بیہقی میں ایک روایت ہے کہ جب تم گھر میں آؤ اور جاؤ تو سلام کر کے جاؤ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح سلام کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

اور فرشتوں کی نیت کرے۔ [عن حضرت علی، حصن حصین]

گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی ذکر اللہ کرتا ہے اور دُعائے ماثورہ پڑھے۔ گھر میں داخل ہوتے وقت جو بھی موجود ہو خواہ بیوی ہی ہو اس کو سلام کرنا مسنون ہے۔ [ابوداؤد]

جب گھر والوں میں سے کسی کے بے پردہ ہونے کا اندیشہ ہو تو اطلاع دے کر اندر داخل ہو۔ [مشکوٰۃ]

گھر والوں کو کنڈی سے یا پیروں کی آہٹ سے یا کھنکھارنے سے خبردار کر دینا چاہیے۔ [نسائی]

(ف): بعض اوقات والدہ، بیٹی، بہن بھی ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ اچانک گھر پہنچ جانے سے ان کو حیا و شرم آتی ہے اس لیے کھنکھار کر گھر میں جائے۔ [الادب المفرد]

عشاء کی نماز پڑھنے سے قبل نہ سوئیں ایسا نہ ہو کہ عشاء کی نماز فوت ہو جائے۔ [مشکوٰۃ]

عشاء کی نماز کے بعد (بلا ضرورت) دنیوی باتیں کرنا منع ہے (مکروہ تنزیہی ہے)۔ [مشکوٰۃ]

البتہ بیوی بچوں سے نصیحت کی کہانیاں یا دلچسپی کی باتیں کرنا مسنون ہے۔ [شمائل ترمذی]

اندھیری رات ہو اور روشنی کا انتظام نہ ہو تب بھی مسجد میں جا کر نماز عشاء با جماعت ادا کرنا موجب بشارت و ثواب عظیم ہے۔ [ابن ماجہ]

ہر فرض نماز کو جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا سنت ہے۔ [الترغیب]

جو شخص چالیس رات عشاء کی نماز جماعت سے تکبیر اولیٰ سے ادا کرے تو اس کے لیے دوزخ سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ [ابن ماجہ]

رات کی حفاظت: حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات گئے قصہ کہانیوں کی محفل میں نہ جایا کرو۔ کیونکہ تم میں سے کسی کو بھی خبر نہیں کہ اس

وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کس کس کو کہاں کہاں پھیلایا ہے۔اس لیے دروازے بند کرلیا کرو۔مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو۔برتنوں کواوندھا کردیا کرواور چراغ گل کردیا کرو۔ [بخاری،الادب المفرد]

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب تم رات کو کتے کا بھونکنااور گدھے کا چلانا سنوتو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو(یعنی اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم پڑھو) کیونکہ کتے اور گدھے وہ چیز دیکھتے ہیں جوتم نہیں دیکھتے اوررات کوجب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف کریں اور راستے بند ہو جائیں تو تم گھر سے بہت کم نکلا کرو،اس لیے کہ رات کو خدا اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے۔ [مشکوٰۃ]

شام اوراحتیاط: حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب شام کاوقت ہوتواپنے چھوٹے بچوں کو(گلی کوچوں میں پھرنے سے)روکوکیونکہ شیاطین کالشکر شام کے وقت(ہر چہارطرف) پھیل جاتا ہے۔ہاں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور ارات کو دروازے بند کر دیا کرو اور بند کرتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے لیا کرو۔(بسم اللہ یا اور کوئی دعا) کیونکہ شیطان اس دروازے کو کھولنے کی قدرت نہیں رکھتا جواللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے ساتھ بند کیا گیاہواوراپنے مشکوں کے دہانے جن میں پانی ہوان کو باندھ دیا کرواور باندھتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے لیا کرواوراپنے پانی کے برتنوں کوڈھانک دیا کرواورڈھانکتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لیا کرو۔اگر چہ برتن پرکوئی چیز عرضاً ہی رکھ دیا کرو۔یعنی برتن پورا نہ ڈھک سکوتو دفع کراہت اور رفع مضرت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ برتن کی چوڑائی میں کوئی لکڑی وغیرہ ہی رکھ دیا کرواوراپنے چراغ بجھادیا کرو۔ [صحیحین]

بستر صاف کرنا: حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔جب کوئی اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرتے تو اسے چاہیے کہ اپنی لنگی کے اندرونی پلو کھول کر اس سے بستر جھاڑ لے،معلوم نہیں کیا چیز اس کے بستر پر پڑی ہو پھر دائیں کروٹ پر لیٹے اور یہ دُعا پڑھے:

بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهُ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِيْنَ اَوْ قَالَ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ

ترجمہ: ''آپ ہی کے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا اور آپ ہی قدرت سے اٹھاؤں گا اور (آپ اس نیند کی حالت) میں میری روح قبض کرلیں تو اس پر رحم فرمانا اور اگر پھر آپ اسے بھیجیں تو اس کی حفاظت کرنا جس طرح حفاظت کرتے ہیں آپ اپنے نیک بندوں کی۔'' [مشکوٰۃ، الادب المفرد]

متفرق سنتیں

سونے کے لیے پھر مسواک کرلیں۔ [مشکوٰۃ]

سونے سے قبل دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں ملا کر ان پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورۂ اخلاص پڑھیں پھر پوری بسم اللہ پڑھ کر قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں اور دونوں ہاتھوں پر پھونک کر سر سے پیر تک جہاں تک ہاتھ پہنچے پھیر لیں۔ پہلے سامنے کے حصے پر پیروں تک اس کے بعد کمر کی طرف ہاتھ پھیریں۔ اسی طرح تین بار کریں۔ حضور ﷺ کا یہ معمول تھا۔ [بخاری، ترمذی، حصن حصین]

رات کی دُعائیں

وہ دعائیں جو رات میں پڑھی جاتی ہیں:

۱۔ سورۂ بقرہ کی دو آخری آیتیں پڑھے۔ [صحاح ستہ]

۲۔ قل ھو اللہ احد پڑھے۔ [بخاری، مسلم، نسائی]

۳۔ قرآن مجید کی سو آیتیں پڑھے۔ [حاکم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

۴۔ یا قرآن مجید کی دس آیتیں پڑھے۔ [حاکم عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ]

۵۔ سورۂ یٰسین پڑھے۔ [ابن حبان عن جندب رضی اللہ عنہ، حصن حصین]

رات میں بستر پر جانے کے وقت: ۳۳بار سبحان اللہ ۳۳بار الحمد للہ ۳۴بار اللہ اکبر پڑھیں اور ایک بار کلمہ شریف پڑھ کر سو جائیں۔ [مشکوٰۃ]

تہجد کے لیے مصلی سرہانے رکھ کر سونا سنت ہے۔ [نسائی]

رات میں سونے سے قبل سورۂ واقعہ کا ورد کر لینے سے فاقہ کی نوبت نہیں آتی۔ [الترغیب]

حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ سونے سے پہلے مسبحات پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مسبحات میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ مسبحات میں یہ چھ سورتیں ہیں۔

۱۔ سورۂ حدید	۴۔ سورۂ جمعہ
۲۔ سورۂ حشر	۵۔ سورۂ تغابن
۳۔ سورۂ صف	۶۔ سورۃ الاعلیٰ [حصن حصین]

تہجد کی نماز کے لیے اٹھنے کی نیت کر کے سونا سنت ہے۔ [نسائی]

وضو کا پانی اور مسواک پہلے سے تیار کر کے سونا سنت ہے۔ [مسلم]

جس وقت رات کو آنکھ کھل جائے صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے تہجد کی نماز پڑھنا سنت ہے۔ [مشکوٰۃ]

سوتے وقت تین بار استغفار پڑھیں:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

[ترمذی، معارف الحدیث]

یہ سنت ہے حضور نبی کریم ﷺ کی۔

طہارت کے ساتھ سوئیں۔ [الترغیب]

پہلے سے وضو ہے تو کافی ہے ورنہ وضو کر لیں۔ وضو نہ کریں تو سونے کی نیت سے تیمم ہی کر لیں۔ [زاد المعاد]

خواب: جب کوئی اپنے خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کی بیان کرے۔ [مسلم، نسائی، بخاری] اور دوست کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرے۔ [بخاری، مسلم]

اور جب خواب میں ناپسندیدہ بات دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دے۔ [بخاری، مسلم]

اور اعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم پڑھے۔ تین تین بار اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ [بخاری، مسلم، ابوداؤد]

پھر وہ خواب ہرگز اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ [صحاح ستہ]
اور جس کروٹ پر ہے اس کو بدل دے۔ [مسلم]
یا اٹھ کر نماز پڑھے۔ [بخاری، حصن حصین]

تتمہ: متذکرہ بالا عبادات وطاعات کے علاوہ ایک مسلمان کی زندگی صبح سے رات تک دینی و دنیوی تمام معاملات میں نہایت سیدھی سادھی اور پاک وصاف ہونا چاہیے مثلاً اہل وعیال اور دیگر متعلقین کے حقوق کی ادائیگی میں، اپنے ذریعہ معاش کے معاملات میں، غمی وخوشی کی تقریبات میں، دوست احباب کے تعلقات میں، اپنے ذاتی حالات میں، رہنے سہنے، نشست وبرخاست، کھانے پینے، لباس وپوشاک، وضع قطع، اوصاف واخلاق میں نہایت پاکیزگی اور شرافت نفس کے ساتھ ہونا چاہیے۔ حالانکہ معاشرہ اور ماحول کے غلبہ سے ان باتوں کا حاصل ہونا اور ان پر کاربند ہونا بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اپنے آقائے نامدار اور محسن انسانیت ﷺ کی طاہر ومطہر زندگی کا مطالعہ کیا جائے اور ان کی تقلید اور ان کی تعلیمات کی پیروی کی جائے تو پھر ہر بات نہایت آسان معلوم ہوتی ہے اور اسی اتباع سنت مقدسہ کا دوسرا نام سیات طیبہ ہے اور اس کی تفصیل نہایت وضاحت کے ساتھ اس کتاب میں مختلف عنوانات کے تحت مذکور ہے۔

ہدایت: قابل توجہ اہم بات یہ ہے کہ متذکرہ بالا عبادات وطاعات کے لیے صبح سے رات تک اپنے تمام طاعات ومعاملات، و اخلاق میں خاص طور پر اتباع سنت نبی کریم ﷺ کا خیال و اہتمام رکھیں جن کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ وَمَا تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

باب 7

مناکحت ونومولود

مناکحت اور متعلقہ معاملات

نکاح کی ترغیب: حضرت محمد بن سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانو! نکاح کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہارے سب سے اس بات میں دنیا کی اور قوموں سے سبقت لے جانا چاہتا ہوں کہ میری امت شمار میں ان سب سے زیادہ ہے۔

مسلمانو! راہبوں کی طرح مجرد نہ رہا کرو۔ [بیہقی]

حضرت ابن مسعود ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو، اسے نکاح کر لینا چاہیے۔ کیونکہ اس سے نگاہیں نیچی رہتی ہیں اور شرم گاہوں کی حفاظت ہوتی ہے اور جو نکاح کی ذمہ داریاں نہ اٹھا سکتا ہو، اس کو چاہیے کہ شہوت کا زور توڑنے کے لیے روزے رکھے۔ [بخاری و مسلم]

عورت کا انتخاب: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عورتوں سے ان کے حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح نہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا حسن و جمال انہیں تباہی کی راہ پر ڈال دے اور نہ ان کے مال و دولت کی وجہ سے شادی کرو ہو سکتا ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور طغیانی میں مبتلا کر دے بلکہ دین کی بنیاد پر ان سے شادی کرو اور کالی کلوٹی باندی جو دین اور اخلاق سے آراستہ ہو وہ بہت بہتر ہے اس خاندانی حسینہ سے جو بد اخلاق ہو۔ [ابن ماجہ]

نکاح کا پیغام: حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تمہارے یہاں کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن اور خوش ہو تو اس سے شادی کر دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں زبردست فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔ [ترمذی]

نکاح کے لیے اجازت: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نکاح شدہ عورت کا نکاح اس کی رائے لیے بغیر نہ کیا جائے اور دوشیزہ کا نکاح اس سے اذن لیے بغیر نہ کیا جائے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ دوشیزہ کا اذن کیا ہوگا۔ فرمایا اس کا خاموش رہنا ہی اس کا اذن ہے۔ [زادالمعاد]

نکاح میں برکت: حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم مصارف ہوں۔ [مشکوٰۃ]

مہر: حضرت عمر ؓ کے زمانے میں لوگ عجمی لوگوں کے رسم و رواج سے متاثر ہو کر بھاری بھاری مہر مقرر کرنے لگے تو آپ نے خطبہ میں لوگوں کو توجہ دلائی اور بتایا کہ مسلمانوں کے سوچنے کا انداز کیا ہونا چاہیے۔

لوگو! عورتوں کے بھاری بھاری مہر مقرر نہ کرو۔ اس لیے کہ اگر یہ دنیا ذرا بھی عزت اور شرف کی چیز ہوتی اور اللہ کی نظر میں یہ کوئی بڑائی کی بات ہوتی، تو نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مہر مقرر فرماتے لیکن جہاں تک مجھے علم ہے رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے نکاح میں بھی بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر نہیں فرمایا اور نہ صاحبزادیوں کی شادی میں بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر باندھا۔

ایک بوڑھی خاتون کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے قرآن شریف کی آیت وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا پڑھتے ہوئے اس پابندی پر اعتراض کیا۔ حضرت عمر ؓ منبر سے یہ فرماتے ہوئے اتر گئے کہ:

كُلُّ النَّاسِ اَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ حَتّٰى الْعَجَائِزَ

''یعنی ہر شخص عمر سے زیادہ علم رکھنے والا ہے حتیٰ کہ بوڑھیاں بھی''

اور آپ ؓ اس مسئلہ میں شدت فرمانے سے رک گئے۔ [ترمذی]

مہر ادا کرنے کی نیت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی مرد نے بھی کسی عورت سے تھوڑے یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں مہر ادا کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو اس نے عورت کو دھوکہ دیا۔ پھر وہ مہر ادا کیے بغیر مر گیا تو وہ خدا کے حضور اس حال میں حاضر ہوگا کہ زنا کا مجرم ہوگا۔

[الترغیب والترہیب]

نکاح کا انعقاد: نکاح ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کم از کم دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں سے ایجاب وقبول کے لفظ کہتے سنیں، تب نکاح ہوگا۔ [بہشتی زیور]

شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے نہ کرو جو اس کے برابر کے درجہ کا نہ ہو۔ [شرح الہدایہ، بہشتی زیور]

برابری کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ نسب میں برابر ہونا ۲۔ مسلمان ہونا

۳۔ دینداری ۴۔ مالداری

۵۔ پیشہ یا فن میں ہم پلہ ہونا [عالمگیری، بہشتی زیور]

نکاح کے لیے استخارہ کی دُعا: اگر کسی لڑکی یا عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اول تو پیغام یا منگنی کا کسی سے اظہار نہ کرے۔ پھر خوب اچھی طرح وضو کر کے جتنی نفلیں ہو سکے پڑھے، پھر خوب اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا اور عظمت وبزرگی بیان کرے اور اس کے بعد یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ فَاِنْ رَاَيْتَ اَنَّ فِيْ فُلَانَةِ (اس جگہ کا نام لیا جائے) خَيْرًا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَاٰخِرَتِيْ فَاقْدِرْ هَالِيْ وَاِنْ كَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا مِّنْهَا فِيْ دِيْنِيْ وَاٰخِرَتِيْ فَاقْدِرْ هَالِيْ.

ترجمہ: ''اے اللہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں ہے اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں اور تو غیبوں کا حال جانتا ہے۔ پس اگر تو جانتا ہے کہ فلانی عورت (یہاں اس عورت کا نام لیوے) میرے لیے دین ودنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے قابو میں کر دے اور اگر اس کے علاوہ (کوئی دوسری عورت) میرے دین اور آخرت کے لیے بہتر ہے تو اسی کو میرے لیے مقدر فرما۔'' [مسلم شریف، شمائل ترمذی]

نکاح کے لیے خطبہ مسنونہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ

وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مِنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ. اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ○ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ○ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○

اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ

ترجمہ: "اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو حق کی باتیں دے کر بھیجا (اور) جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں۔ لیکن حمد وصلوٰۃ کے بعد پس سب کلاموں سے بہتر اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور سب چیزوں سے بری

نئی باتیں ہیں۔ جن کو دین سمجھ کر کیا جائے اور ہرنئی بات گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں (لے جانے والی) ہے جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے شیطان سے اللہ کی پناہ لے کر، اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو نکالا اور ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیں اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطے تم باہم سوال کرتے ہو اور قرابتوں کی (حق تلفی) سے بچو بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور نہ مرو مگر اسلام کی حالت میں۔ اے ایمان والو! اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو اور مضبوط بات کہو تا کہ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے اور یاد رکھو کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کی وہ بڑی کامیابی کو پہنچا۔ نکاح کرنا میری سنت ہے جس شخص نے میری سنت پر عمل کرنے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔'' [حصن حصین، شمائل ترمذی]

اس خطبۂ مسنون کے بعد ایجاب وقبول کرانا چاہیے۔

ایجاب وقبول کے بعد زوجین کے حق میں دُعا کرنا چاہیے۔ نکاح کے بعد چھوارے، خرمے یا کھجور لٹانا یا تقسیم کرنا مسنون ہے۔ [زادالمعاد]

نکاح کے بعد مبارکباد کی دُعا: نکاح کرنے والے جوڑے سے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا وَبَارِكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ

ترجمہ: ''اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کا خوب نباہ کرے۔''

اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے پاس جانا چاہے تو یہ دُعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰانَ مَا رَزَقْتَنَا [ترمذی، زادالمعاد]

ترجمہ: ''میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے کے یہ کام کرتا ہوں اے اللہ ہمیں شیطان مردود سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو دے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔''

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے

بندے کے گھر میں یا مال میں یا اولاد میں اگر برکت عطا فرمادیں اور وہ کہے:

مَا شَاءَ اللّٰهُ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

ترجمہ: ''کیا بہتر اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نے چاہا، گناہوں سے بچانا اور نیکیوں کی قوت دینا، اللہ ہی کی طرف سے ہے۔''

تو وہ شخص موت کے سوا کوئی اور تکلیف نہ دیکھے گا۔ [زادالمعاد]

پہلی رات دلہن کو کچھ ہدیہ تحفہ دینا بھی مسنون ہے۔

ولیمہ: شب عروسی گزارنے کے بعد اپنے عزیزوں، دوستوں اور رشتہ داروں اور مساکین کو دعوت ولیمہ کا کھانا کھلانا سنت ہے۔ [ترمذی، ابن ماجہ]

ولیمہ کے لیے بہت بڑے پیمانے پر انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑا کھانا چند لوگوں کو کھلادینا بھی کافی ہے۔ [بہشتی زیور]

ولیمہ میں اتباع سنت کی نیت رکھنا چاہیے۔

جس ولیمہ میں غریب شریک نہ کیے جائیں اور جو محض نام ونمود کے لیے کیا جائے اس میں کچھ خیر وبرکت نہیں بلکہ اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کی ناراضگی اور غصہ کا اندیشہ ہے۔ [زادالمعاد، بہشتی زیور]

نکاح کے بعض اعمال مسنونہ: صاحب استطاعت کے لیے نکاح کرنا مسنون ہے۔

(۱) بلوغ کے بعد فوراً نکاح کرنا مسنون ہے۔

(۲) نکاح سے پہلے منگنی یعنی پیغام بھیجنا مسنون ہے۔

(۳) منگنی بھیجنا لڑکے یا لڑکی والے کی طرف سے دونوں طریقے مسنون ہیں۔

(۴) نیک اور صالح کی تلاش مسنون ہے۔

(۵) بیک وقت چار نکاح کرنا جائز ہے۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے بشرطیکہ سب کے حقوق ادا کرسکے۔

(۶) بیوہ سے نکاح کرنا بھی مسنون ہے۔

(۷) شوال کے مہینہ میں نکاح کیا جانا مسنون ہے اور پسندیدہ اور باعث برکت ہے۔

(۸) جمعہ کے دن برکت و بھلائی کے لیے نکاح کرنا مسنون ہے۔
(۹) نکاح کے لیے اعلان کرنا مسنون ہے۔
(۱۰) نکاح مسجد میں کرنا مسنون ہے۔
(۱۱) مسنون نکاح وہ ہے جو سادگی کے ساتھ ہو اور جس میں ہنگامہ اور نام و نمود کے لیے اسراف نہ ہو۔ (۱۲) مہر اس قدر مقرر کرنا مسنون ہے جو استطاعت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار کم از کم دس درہم ہو۔ (۱۳) مہر مؤجل و معجل دونوں جائز ہیں۔

نکاح کا طریقہ: ایجاب و قبول ارکان نکاح ہیں انہیں سے نکاح منعقد ہوتا ہے۔
نکاح سے قبل ولی کو لڑکی سے اجازت لینا مسنون ہے۔ لڑکی کو بتایا جائے کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے بعوض اس قدر رقم مہر کے کیا جاتا ہے کیا تجھے منظور ہے۔ پھر ولی ((یا اس کا وکیل)) اجازت دے اور قاضی لڑکے سے نکاح قبول کرائے قاضی کو لڑکے کے روبرو یا سامنے بیٹھنا اور خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ [بہشتی زیور]

طلاق و خلع: حضرت ثوبان ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت بلا کسی معقول وجہ اپنے شوہر سے طلاق چاہے اس پر جنت کی بو حرام ہے۔
[احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ]

حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک سب سے بری چیز طلاق ہے۔ [ابوداؤد، مشکوٰۃ]
حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا معاذ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے جتنی چیزیں روئے زمین پر پیدا کی ہیں ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب لونڈی، غلام کا آزاد کرنا ہے اور سب سے زیادہ مبغوض و ناپسندیدہ طلاق ہے۔ [دارقطنی، مشکوٰۃ]

بنت رسول حضرت فاطمہ زہرا ؓ کا بابرکت نکاح: حضرت فاطمہ ؓ کی عمر ابھی پندرہ سال کی تھی کہ کئی بڑے بڑے گھرانوں سے پیغام آئے لیکن حضور ﷺ خاموش رہے۔ حضرت علی ؓ کی عمر اس وقت تقریباً اکیس سال تھی۔ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں جا کر پیغام دوں لیکن یہ سوچتا تھا کہ آخر یہ کام کیسے ہوگا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔

آخر کار حضور اقدس ﷺ کی شفقت ومحبت، نے ہمت بندھائی اور میں حاضر ہو گیا اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ رسول اللہ ﷺ انتہائی خوش ہوئے اور فوراً قبول فرما کر دریافت فرمایا: ''علی! تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے: میں نے کہا حضور ﷺ ایک گھوڑے اور زرہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا گھوڑا تو سپاہی کے پاس رہنا چاہیے۔ جاؤ اپنی زرہ بیچ ڈالو۔ حضرت علی ﷺ گئے اور کم وبیش چار سو درہم میں اپنی زرہ بیچ آئے۔ رسول خدا نے حضرت بلال ﷺ کو بلا کر کچھ خوشبو وغیرہ منگوائی اور حضرت انس ﷺ کو حکم دیا کہ جاؤ ابوبکر، عثمان، طلحہ، زبیر، ﷺ اور چند انصار کو بلا لاؤ، جب یہ لوگ آکر بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور تمام عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ ﷺ کا نکاح نہایت سادگی کے ساتھ علی ﷺ سے کر دیا۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا گواہ رہو میں نے چار سو مثقال چاندی پر اپنی بیٹی (حضرت فاطمہ ﷺ) کا نکاح علی ﷺ کے ساتھ کر دیا ہے اور علی ﷺ نے اسے قبول کر لیا ہے اور دُعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ آپ ﷺ نے دُعا فرمائی۔ اے اللہ ان دونوں میں محبت اور موافقت پیدا فرمایئے۔ برکت بخشئے اور صالح اولاد عطا فرمایئے۔'' نکاح کے بعد چھوہارے بانٹے گئے اور شب میں ام ایمن ﷺ کے ہمراہ انتہائی سادگی کے ساتھ حضرت فاطمہ ﷺ کو حضرت علی ﷺ کے گھر بھیج دیا۔ عشاء کی نماز کے بعد رسول خدا خود پہنچے اور دونوں کے حق میں دُعا فرمائی۔ رسول خدا ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کے ساتھ جو سامان دیا وہ چاندی کے بازو بند، دو یمنی چادریں، چار گدے، ایک کمبل، ایک تکیہ، ایک پیالہ، ایک چکی، ایک پلنگ، ایک مشکیزہ اور گھڑا تھا۔ (حصن حصین)

حضرت فاطمہ زہرا ﷺ کی رخصتی کے بعد: جب رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی ﷺ کا نکاح حضرت فاطمہ ﷺ سے کر دیا تو آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ ﷺ سے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ چنانچہ وہ ایک لکڑی کے پیالے میں پانی لے کر حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے پیالہ ان سے لے لیا اور ایک گھونٹ پانی دہن مبارک میں لے کر پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا آگے آئیں وہ سامنے آکر کھڑی ہو گئیں تو آپ ﷺ نے ان کے سینہ اور سر پر پانی چھڑکا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

اور اس کے بعد فرمایا میری طرف پشت کرو، چنانچہ وہ پشت کرکے کھڑی ہوگئیں تو آپ ﷺ نے باقی پانی بھی یہی دعا پڑھ کر پشت پر چھڑک دیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب رخ کرکے فرمایا پانی لاؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سمجھ گیا۔ جو آپ چاہتے ہیں چنانچہ میں نے بھی پیالہ پانی کا بھر کر پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا آگے آؤ۔ میں آگے آگیا۔ آپ ﷺ نے وہی کلمات پڑھ کر اور پیالے میں کلی کرکے میرے سراور سینہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ پھر فرمایا پشت پھیرو میں پشت پھیر کے کھڑا ہوگیا۔ آپ ﷺ نے وہی کلمات پڑھ کر پیالے میں کلی کرکے میرے مونڈھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیئے اس کے بعد فرمایا اب اپنی دلہن کے پاس جاؤ۔ [حصن حصین، شمائل ترمذی]

نومولود

نومولود کے کان میں اذان دی جائے:

روایت میں ہے کہ بچہ کی ولادت کے بعد اس کو نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا چاہیے۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے ان کے کان میں اذان دی اور اقامت پڑھی۔ [زادالمعاد۔طبری]

تحنیک: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبی کریم ﷺ کی گود میں دیا۔ آپ ﷺ نے خرما منگوایا اور چبا کر لعاب مبارک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں لگایا اور خرما ان کے تالو میں ملا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ [زادالمعاد]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے یہاں بچے لائے جاتے تھے۔ آپ ﷺ تحنیک فرماتے اور ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرتے۔ [مسلم، بخاری، ترمذی]

اچھے نام کی تجویز: بچے کے لیے اچھا سا نام تجویز کرنا چاہیے جو یا تو خدا کے نام سے پہلے لفظ عبد لگا کر ترتیب دیا گیا ہو جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن وغیرہ یا پھر پیغمبروں کے نام پر ہونا چاہیے، یا کوئی اور نام جو معنوی اعتبار سے بھی بہتر ہو۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز تمہیں اپنے

اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لیے بہتر نام رکھا کرو۔ [ابوداؤد]

بچہ کو پہلی تعلیم: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو لا الہٰ الا اللہ سکھا دو۔ پھر پروا مت کرو کہ کب مرے اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو۔ [ابن سنی، ترمذی، زادالمعاد]

تعویذ حفاظت: بچہ کی حفاظت کے لیے نظر بد اور ہر طرح کی آفت، بلا، دکھ اور بیماری سے محفوظ رکھنے کے لیے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ ھَامَّۃٍ وَّ مِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ

ترجمہ: ''میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پورے کلموں کے واسطے سے ہر شیطان اور زہریلے جانور کے شر سے اور ضرر پہنچانے والی ہر آنکھ کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔''

ان کلمات کو پڑھ کر بچہ پر دم کرے یا لکھ کر گلے میں ڈال دے۔ [حصن حصین، ترمذی]

عقیقہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بچے کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کرے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح روایت سے لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ثابت ہے۔ [زادالمعاد]

آپ ﷺ نے فرمایا ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے رہن میں ہوتا ہے اس کی جانب سے ساتویں دن (بکری) قربان کی جائے۔ اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھ دیا جائے۔ [زادالمعاد]

مسئلہ: اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے، ساتویں دن کا خیال کرنا بہتر ہے۔ [بہشتی زیور]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ایک بکری سے عقیقہ کیا اور فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کا سر منڈوا دو اور اس کے بالوں کے

ہم وزن چاندی خیرات کردو۔ چنانچہ ہم نے ان کا وزن کیا جو ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا۔
[زادالمعاد]

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر بانٹے، چاہے دعوت کر کے کھلائے سب درست ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، دادی، نانی وغیرہ سب کو کھلانا درست ہے۔

مسئلہ: کسی کو توفیق نہیں اس لیے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ [بہشتی زیور]

ختنہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ عام طور سے لڑکے کا ختنہ اس وقت تک نہ کرتے تھے جب تک وہ سمجھدار نہ ہو جاتا۔

اور امام حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابو عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ساتویں دن ختنہ کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ [زادالمعاد]

باب ہشتم

مرض وعیادت، موت و مابعد الموت

مرض وعلاج

ہر مرض کی دوا ہے: حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ ہر بیماری کی دوا ہے جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ [مسلم، مشکوٰۃ]

سنن ابی داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ میں حضرت ابوالدرداء ﷺ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مرض بھی نازل کیا اور دوا بھی اتاری اور ہر مرض کے لیے دوا پیدا کی اس لیے دوا کرو۔ البتہ حرام چیزوں سے علاج مت کرو۔ [زاد المعاد]

علاج کا اہتمام اور اس میں احتیاط: حضور اکرم ﷺ حالت مرض میں خود بھی دوا کا استعمال فرمایا کرتے اور لوگوں کو علاج کروانے کی تلقین بھی فرماتے۔ ارشاد فرمایا اے بندگان خدا دوا کیا کرو کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفا مقرر کی ہے بجز ایک مرض کے، لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بہت زیادہ بڑھاپا'' [ترمذی، زاد المعاد]

آپ ﷺ بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔ [زاد المعاد]

نادان طبیب کو طبابت سے منع فرماتے اور اسے مریض کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہراتے۔ [زاد المعاد]

حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے منع فرماتے۔ ارشاد فرماتے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہارے لیے شفا نہیں رکھی۔ [زاد المعاد]

مریضوں کی عیادت: صحابہ کرام ﷺ میں سے جو بیمار ہو جاتا حضور اکرم ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ [زادالمعاد]

مریض کی عیادت کے لیے کوئی دن مقرر کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت طیبہ میں سے نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ دن رات تمام اوقات میں (حسب ضرورت) مریضوں کی عیادت فرماتے۔

[زادالمعاد]

حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلہ میں شور و شغب نہ کرنا اور کم بیٹھنا بھی سنت ہے۔ [مشکوٰۃ]

آپ ﷺ مریض کے قریب تشریف لے جاتے اور اس کے سرہانے بیٹھتے ہی اس کا حال دریافت فرماتے اور پوچھتے۔ "طبیعت کیسی ہے۔" [زادالمعاد]

آنحضرت ﷺ عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے۔ اگر وہ کچھ مانگتا تو اس کے لیے وہ چیز منگواتے اور فرماتے مریض جو مانگے وہ اس کو دو اگر مضر نہ ہو۔ [حصن حصین]

تسلی و ہمدردی: حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور اس کی زندگی کے بارے میں اس کو خوش کرو) اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو رد تو نہ کر سکیں گی، لیکن اس سے اس کا دل خوش ہوگا اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔

[جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث]

اور کبھی آپ ﷺ مریض کی پیشانی پر دست مبارک رکھتے پھر اس کے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور دُعا کرتے، اللہ اسے شفا دے اور جب آپ ﷺ مریض کے پاس تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی فکر کی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بسا اوقات آپ ﷺ فرماتے یہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور طہور بن جائے گی۔ [زادالمعاد]

عیادت کے فضائل: حضرت ثوبان ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندۂ مومن جب اپنے صاحب ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ [صحیح مسلم شریف]

حضرت ام سلمہ ؓ کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ یا کسی قریب المرگ شخص کے پاس جاؤ تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ [مسلم، مشکوۃ]

حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لیے دُعا کرے اس کی دُعا فرشتوں کی دُعا کے مانند ہوتی ہے۔ [ابن ماجہ، مشکوۃ]

مریض پر دم اور اس کے لیے دُعائے صحت: آپ ﷺ مریض کے لیے تین بار دُعا فرماتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت سعد ؓ کے لیے دُعا فرمائی۔ اے اللہ سعد ؓ کو شفا دے۔ اے اللہ سعد ؓ کو شفا دے۔ اے اللہ سعد ؓ کو شفا دے۔ [زاد المعاد]

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دُعا پڑھتے:

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ الخ

اے سب آدمیوں کے پروردگار اس بندے کی تکلیف دور فرمادے اور شفاء عطا فرمادے تو ہی شفا دینے والا ہے بس تیری ہی شفاء شفاء ہے۔ ایسی کامل شفاء عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے۔ [صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خود بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے اور خود اپنا دست مبارک اپنے جسم پر پھیرتے۔ پھر جب آپ ﷺ کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی تو میں وہی معوذات پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کرتی جن کو پڑھ کر آپ ﷺ دم کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا دست مبارک آپ ﷺ کے جسم پر پھیرتی۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

حضور ﷺ مریض کی پیشانی یا دکھی ہوئی جگہ پر داہنا ہاتھ رکھ کر فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ

شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْماً

ترجمہ: ''اے اللہ اے لوگوں کے رب تکلیف کو دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جو ذرا مرض نہ چھوڑے۔''

یہ دُعا بھی وارد ہے: اَللّٰهُمَّ اشْفِهِ اَللّٰهُمَّ عَافِهِ

ترجمہ: ''اے اللہ اس کو شفا دے اور اس کو عافیت دے۔''

یا سات مرتبہ یہ دُعا پڑھے:

اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ

''میں سوال کرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو بڑا ہے اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا بخشے۔''

جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت نہ آئی ہو اور یہ دُعا پڑھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے ضرور شفا دے گا۔ [مسلم، بخاری، ترمذی، زاد المعاد، ابوداؤد، حصن حصین]

حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درد کی شکایت کی جو ان کے جسم کے کسی حصہ میں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس جگہ پر اپنا داہنا ہاتھ رکھو جہاں تکلیف ہے اور تین دفعہ کہو بسم اللہ اور سات مرتبہ کہو:

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ

ترجمہ: ''میں پناہ لیتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو میں پا رہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے۔''

کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور فرما دی۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا پڑھ کر حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے۔

أُعِيذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَّ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ

میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ اللہ کے کلمات تامہ کی ہر شیطان کے شر سے اور ہر زہریلے جانور سے اور اثر ڈالنے والی آنکھ سے۔

اور فرماتے تھے کہ تمہارے جد امجد ابراہیم ﷺ اپنے دونوں صاحبزادوں اسماعیل ﷺ اور اسحاق ﷺ پر ان کلمات سے دم کرتے تھے۔ [معارف الحدیث رواہ البخاری]

جس کے زخم یا پھوڑا یا کوئی تکلیف ہوتی آپ ﷺ اس پر دم کرتے چنانچہ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ دیتے پھر دُعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعضِنَا يَشْفِىْ سَقِيْمَنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا.

ترجمہ: ''میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں، یہ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے تا کہ ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفا دے۔'' اور اس جگہ انگلی پھیرتے۔ [زادالمعاد]

حالت مرض کی دُعا: جو شخص حالت مرض میں یہ دُعا چالیس مرتبہ پڑھے اگر مرا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخشے جاویں گے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ

اور اگر مرض میں یہ دُعا پڑھے اور مرجائے تو اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ [ترمذی، نسائی، ابن ماجہ]

زمانۂ بیماری میں صدق دل اور سچے شوق سے یہ دُعا کیا کرے۔ [معارف الحدیث]

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِىْ شَهَادَةً فِىْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِىْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ

ترجمہ: ''اے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت کی توفیق عطا فرما اور کیجئے میری موت اپنے رسول ﷺ کے شہر میں۔''

بیماری میں زمانۂ تندرستی کے اعمال کے ثواب: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ بیمار ہو یا سفر میں جائے اور اس بیماری یا سفر کی وجہ سے اپنی عبادت وغیرہ کے معمولات پورا کرنے سے مجبور ہو جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اس کے اعمال اس طرح لکھے جاتے ہیں جس طرح وہ صحت وتندرستی کی حالت میں زمانۂ اقامت میں کیا کرتا تھا۔ [صحیح بخاری، معارف الحدیث]

تکلیف وجہ رفع درجات: محمد ابن خالد سلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان کے دادا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بندۂ مومن کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ایسا بلند مقام طے ہو جاتا ہے جس وہ اپنے عمل سے نہیں پا سکتا۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ یا پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اس کو صبر کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ان مصائب وتکالیف (اور ان پر صبر) کی وجہ سے اس بلند مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے جو اس کے لیے پہلے سے طے ہو چکا تھا۔ [معارف الحدیث، مسند احمد، سنن ابی داؤد]

وجہ کفارۂ سیات: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کو جو بھی بیماری جو بھی پریشانی، جو بھی رنج وغم اور جو بھی اذیت پہنچی ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی اس کے لگتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان چیزوں کے ذریعہ اس کے گناہوں کی صفائی فرما دیتا ہے۔ [صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث]

موت کی یاد اور اس کا شوق: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''لوگو موت کو یاد کرو اور اس کو یاد رکھو جو دنیا کی لذتوں کو ختم کر دینے والی ہے۔'' [جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث]

موت کی تمنا اور دُعا کرنے کی ممانعت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی تکلیف اور دکھ کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور نہ دُعا کرے اور اگر اندر کی داعیہ سے بالکل ہی مجبور ہو تو یوں دُعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْراً لِيْ وَ تَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْراً لِّيْ

ترجمہ: ''اے اللہ جب تک زندگی بہتر ہو اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو اس وقت مجھے دنیا سے اٹھالے''۔ [صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث]

موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو کیا کریں؟: حضرت ابوسعید خدری ﷺ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مرنے والوں کو کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ کی تلقین کریں۔ [صحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت معقل بن یسار ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰسین پڑھا کرو۔ [معارف الحدیث، مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ]

سکرات الموت: مرنے والوں کا منہ مرتے وقت قبلہ کی طرف کر دیں اور خود وہ یہ دُعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَ ارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے اور اَللّٰهُمَّ اَعِنِّي عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ

ترجمہ: ''اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ موت کی سختیوں (کے اس موقع) میری مدد فرما۔'' [ترمذی]

جان کنی: جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو یعنی اس کے دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں دب جائیں تو چاہیے کہ اس کو داہنی طرف قبلہ رخ لٹائیں اور مستحب یہ ہے کہ کلمہ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ کوئی نیک آدمی اس کے پاس بلند آواز سے کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اور اس کے پڑھنے کے لیے اصرار نہ کریں، اس لیے کہ وہ اپنی تکلیف میں مبتلا ہے اگر وہ ایک بار پڑھ لے تو کافی ہے اور اس کے بعد وہ اور کوئی بات کرے تو پھر ایک بار اسی طرح تلقین

کرے اور مستحب ہے کہ اس کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے اور نیک اور متقی آدمی اس کے پاس موجود رہیں۔ [ترمذی]

جب موت واقع ہو جائے تو اهل خانه یه دُعا پڑھیں:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاخْلُفْ لِىْ خَيْراً مِّنْهَا [ترمذی]

ترجمہ: ''بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدلہ عنایت فرما۔''

جب موت واقع ہو جائے تو کپڑے کی پٹی سے اس کی داڑھی، سر کے ساتھ باندھ دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں اور باندھتے وقت پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْراً مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ.

ترجمہ: ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر اے اللہ اس میت پر اس کا کام آسان فرما اور اس پر وہ زمانہ آسان فرما جو اب اس کے بعد آئے گا اور اس کو اپنے دیدار (مبارک) سے مشرف فرما اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر کر دے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا سے)''

پھر اس کے بعد اس کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیں اور مستحب ہے کہ اس کے کپڑے اتار کر ایک چادر اڑھادیں اور چار پائی یا چوکی پر رکھیں اور زمین پر نہ چھوڑیں پھر اس کے دوست احباب کو خبر کر دیں تا کہ اس کی نماز میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں اور اس کے لیے دُعا کریں اور مستحب ہے کہ اس کے ذمہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں اور تجہیز وتکفین میں جلدی کریں غسل سے پہلے میت کے قریب قرآن پڑھنا منع ہے۔ [شرح القدیر، بہشتی زیور]

میت پر نوحہ و ماتم نہیں کرنا چاہیے: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سعد بن عبادہ ؓ مریض ہوئے تو رسول اللہ ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی

وقاص ﷺ اورعبداللہ بن مسعود ﷺ کوساتھ لیے ہوئے ان کی عیادت کے لیے آئے آپ جب اندر تشریف لائے تو ان کو غاشیہ میں یعنی بڑی سخت حالت میں پایا۔ آپ ﷺ نے ان کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے گرد آدمیوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ختم ہو چکے! (بطور مایوسی یا حاضرین سے استفسار کے طور پر آپ نے یہ بات فرمائی) تو لوگوں نے عرض کیا نہیں حضرت ابھی ختم نہیں ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ کو ان کی یہ حالت دیکھ کر رونا آ گیا، جب اور لوگوں نے آپ پر گریہ کے آثار دیکھے تو وہ بھی رونے لگے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگو اچھی طرح سن لو اور سمجھ لو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر تو سزا نہیں دیتا کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں'' پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''لیکن اس کی غلطی پر یعنی زبان سے نوحہ و ماتم کرنے کی سزا بھی دیتا ہے اور: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ پڑھنے اور دُعا استغفار کرنے پر رحمت بھی فرماتا ہے۔'' [صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث]

حضرت ام سلمہ ﷺ سے روایت ہے کہ ان کے شوہر ابوسلمہ کی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کو بند کیا اور فرمایا جب روح جسم سے نکال لی جاتی ہے تو بینائی بھی اس کے ساتھ چلی جاتی ہے۔ اس لیے موت کے بعد آنکھوں کو بند ہی کر دینا چاہیے۔ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر ان کے گھر کے آدمی چلا چلا کر رونے لگے اور اس رنج اور صدمہ کی حالت میں ان کی زبان سے ایسی باتیں نکلنے لگیں جو خود ان لوگوں کے حق میں بد دُعا تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''لوگو اپنے حق میں خیر اور بھلائی کی دُعا کرو اس لیے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں'' پھر آپ ﷺ نے خود اس طرح دُعا فرمائی۔ ''اے اللہ ابوسلمہ ﷺ کی مغفرت فرما اور اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور اس کے بجائے تو ہی نگرانی فرما اس کے پسماندگان کی اور رب العالمین بخش دے ہم کو اور اس کو اور اس کی قبر کو وسیع اور منور فرما۔'' [صحیح مسلم]

میت کے لیے آنسو بہانا جائز ہے: آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے جملہ استرجاع (اناللہ وانا الیہ راجعون کہنا) اور اللہ کی قضا پر راضی رہنا مسنون قرار دیا اور یہ باتیں گریہ چشم اور غم دل کے منافی نہیں۔ یہی وجہ ہے آپ ﷺ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ راضی بقضائے الٰہی اور

سب سے زیادہ حمد کرنے والے تھے اور اس کے باوجود اپنے صاحبزادے ابراہیم ﷺ پر وفور محبت اور شفقت سے رقت کے باعث رو دیئے اور آپ ﷺ کا قلب اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا و شکر سے بھرپور اور زبان اس کے ذکر وحمد میں مشغول تھی۔ [زادالمعاد]

آنکھ کے آنسو اور دل کا صدمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ابو یوسف آہنگر کے گھر گئے۔ ابو یوسف رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم کی دایہ خولہ بنت المنذر کے شوہر تھے اور ابراہیم اس وقت کے رواج کے مطابق اپنی دایہ کے گھر ہی رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صاحبزادے کو اٹھالیا۔ چوما اور ان کے رخساروں پر ناک رکھی۔ جیسا کہ بچوں کو پیار کرتے وقت کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ایک دفعہ پھر ان صاحبزادے کی آخری بیماری میں ہم وہاں گئے۔ اس وقت ابراہیم ﷺ جان دے رہے تھے۔ نزع کے عالم میں تھے ان کی اس حالت کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (جو ناواقفیت کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس قسم کی چیزوں سے متاثر نہیں ہو سکتے) تعجب سے کہا "یا رسول اللہ ﷺ آپ کی بھی یہ حالت؟"

آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن عوف رضی اللہ عنہ یہ کوئی بری بات یا بری حالت نہیں بلکہ یہ شفقت اور دردمندی ہے۔ پھر دوبارہ آپ کی آنکھوں میں آنسو بہے تو آپ ﷺ نے فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل مغموم ہے اور زبان سے ہم وہی کہیں گے جو اللہ کو پسند ہے یعنی (انا لِلّٰہِ و انا الیہ راجعون) اور اے ابراہیم تمہاری جدائی کا ہمیں صدمہ ہے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث]

میت کا بوسہ لینا: میت کو وفور محبت یا عقیدت سے بوسہ دینا جائز ہے بسا اوقات آپ ﷺ میت کا بوسہ لیتے جیسا کہ آپ ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اور روئے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ [زادالمعاد]

تجہیز وتکفین میں جلدی: حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طلحہ ابن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ ان کی حالت نازک دیکھ کر آپ

ﷺ نے دوسرے آدمیوں سے فرمایا میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کی موت کا وقت آ ہی گیا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو مجھے خبر کی جائے اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے کیونکہ کسی مسلمان کی میت کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دیر تک اپنے گھر والوں کے بیچ میں رہے۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تمہارا کوئی آدمی انتقال کر جائے تو اس کو دیر تک گھر میں مت رکھو اور قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں سرعت سے کام لو اور دفن کے بعد سر کی جانب سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات مفلحون تک اور پاؤں کی جانب اس کی آخیر آیات امن الرسول سے ختم سورۂ بقرہ تک پڑھو۔

[بیہقی، شعب الایمان، معارف الحدیث]

اہل میت کے لیے کھانا بھیجنا: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اہل میت کے لیے کھانا بھیجیں کیونکہ وہ مصیبت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے معذور ہوتے ہیں اور انہیں کھانا پکانے اور اس کا انتظام کرنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ [مدارج النبوۃ]

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ان کے والد ماجد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا۔ جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کیا جائے وہ اس اطلاع کی وجہ سے ایسے حال میں ہیں کہ کھانے کی طرف توجہ نہ کر سکیں گے۔ [جامع ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث]

آپ ﷺ کی سنت طیبہ یہ بھی تھی کہ میت کے اہل خانہ تعزیت کے لیے آنے والے لوگوں کو کھانا نہ کھلائیں بلکہ آپ نے حکم دیا کہ دوسرے لوگ (دوست عزیز) ان کے لیے کھانا تیار کر کے انہیں بھیجیں یہ چیز اخلاق حسنہ کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے اور پسماندگان کو سبکدوش کرنے والا عمل ہے۔ [زاد المعاد]

موت پر صبر اور اس کا اجر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی ایمان والے بندے (یا بندی) کے کسی پیارے کو اٹھالوں پھر وہ ثواب کی امید میں صبر کرے تو میرے پاس اس کے لیے جنت کے سوا کوئی معاوضہ نہیں۔ [صحیح بخاری، معارف الحدیث]

میت کا سوگ منانا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے البتہ بیوہ کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے اس مدت میں وہ کوئی رنگین کپڑا اپنے نہ خوشبو لگائے اور نہ بناؤ سنگھار کرے۔ [ترمذی، بخاری]

پسماندگان سے تعزیت: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس مصیبت زدہ کو ملتا ہے۔ [جامع ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث]

میت کے اہل خانہ سے تعزیت بھی نبی اقدس ﷺ کی سنت طیبہ میں داخل تھی۔

سنت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلہ پر سکون و رضا کا ثبوت پیش کیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد بیان کی جائے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے اور مصیبت کے باعث کپڑے پھاڑنے، واویلا اور بین کرتے ہوئے آواز بلند کرنے یا بال منڈوانے سے حضور نے بیزاری کا اعلان فرمایا ہے۔ [زادالمعاد]

حضور اکرم ﷺ میت پر ایسے امور سے احسان فرماتے جو اس کے لیے قبر اور قیامت میں سود مند اور نافع ہو جائیں اور اس کے اقارب اور گھر والوں کے ساتھ تعزیت اور پرسش احوال اور تجہیز و تکفین میں مدد کے ساتھ احسان فرماتے اور صحابۂ کرام ﷺ کی جماعت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھتے اس کے لیے استغفار فرماتے اور اس کے بعد صحابۂ کرام ﷺ کے ساتھ مدفن تک جنازے کے ساتھ جاتے اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس کے لیے دعا فرماتے اور کلمہ ایمان پر ثابت قدم رہنے کی تلقین فرماتے اور منکر نکیر کے سوال و جواب سکھاتے اور اس کی قبر پر مٹی وغیرہ ڈال کر تیار کرتے اور رحمت و مغفرت کے نزول کی خاطر سلام و دُعا سے مخصوص توجہ فرماتے۔ صحابہ کرام ﷺ سے مروی ہے کہ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جو آخری نماز جنازہ پڑھائی اس میں چار تکبیریں تھیں اور یہی مقرر و متعین ہو گیا اور دو سلام کے ساتھ نماز جنازہ ختم فرمائی۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ [مدارج النبوۃ، زادالمعاد]

میت کا غسل اور کفن: حضرت ام عطیہ انصاریہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک فوت شدہ صاحبزادی کو ہم غسل دے رہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ گھر میں

تشریف لائے اور ہم سے فرمایا کہ تم اس کو بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیئے ہوئے پانی سے تین دفعہ یا پانچ دفعہ اور اگر اس سے بھی زیادہ مناسب سمجھو تو غسل دو اور آخری دفعہ میں کافور بھی شامل کر لو پھر جب تم غسل دے چکو تو مجھے خبر کر دو (ام عطیہ کہتی ہیں کہ جب ہم غسل دے چکے تو آپ ﷺ کو اطلاع دے دی) اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا سب سے پہلے اسے پہنا دو اور اس حدیث کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس کو طاق بار غسل دو یعنی ۳ یا ۵ یا ۷ بار اور داہنے اعضاء سے اور وضو کے مقامات سے شروع کرو۔ [صحیح بخاری ومسلم، معارف الحدیث]

میت کو نہلانے کا مسنون طریقہ: جس تختہ پر میت کو غسل دیا جائے اس کو تین دفعہ لوبان کی دھونی دے لو اور مردے کو اس پر لٹاؤ اور بدن کے کپڑے چاک کر کے نکالو اور تہہ بند ستر پر ڈال کر بدن کے کپڑے اندر ہی اندر اتار لو اور پھر پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو۔ (جس جگہ زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں وہاں مرنے کے بعد بھی بلا دستانوں کے ہاتھ لگانا جائز نہیں) پھر نجاست خارج ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں دستانے پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کراؤ پھر پانی سے پاک کرو پھر وضو کراؤ نہ کلی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ بلکہ پہلے منہ دھلاؤ۔ پھر ہاتھ کہنی سمیت دھلاؤ پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیرو اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیروں تو بھی جائز ہے۔ (اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو تا کہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پائے) جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا صابن سے یا کسی اور چیز سے جس سے وہ صاف ہو جائے جیسے بیسن یا کھلی ہے مل کر دھوئے اور صاف کر کے پھر مردے کو بائیں کروٹ لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکا یا ہوا نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے یہاں تک کہ بائیں کروٹ پانی پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹائے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے، اس کے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبائے۔ اگر کچھ فضلہ خارج ہو تو اس کو پونچھ ڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں۔ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اسکے بعد پھر اس کو بائیں

کروٹ پرلٹائے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے پھر سارا بدن کسی کپڑے سے صاف کر کے کفنا دے۔ (فتاوی ہندیہ،الدرالمختار،بہشتی زیور)

اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے اسی سے نہلا دیں اور بہت تیز گرم پانی سے غسل نہ دیں۔ نہلانے کا جو طریقہ بیان ہوا سنت ہے اور اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھوڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔

(شرح امدادیہ، بہشتی زیور)

جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو اگر مرد ہو تو داڑھی پر بھی عطر لگا دو اور پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو۔ بعض لوگ کفن پر عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے ہیں یہ سب جہالت ہے۔ جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زیادہ مت کرو۔ (شرح ہدایہ)

بالوں میں کنگھی نہ کرو نہ ناخن کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو۔ سب اسی طرح رہنے دو۔

(شرح ہدایہ)

بہتر یہ ہے کہ میت کا رشتہ دار غسل دے ورنہ کوئی دیندار غسل دے۔ (ردالمختار)

غسل دینے والے کو بھی بعد میں غسل کر لینا مسنون ہے۔ (بہشتی زیور)

کفن میں کیا کیا اور کیسے کپڑے ہونا چاہئیں: میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ مرد کے لیے مسنون کفن تین کپڑے ہیں:

(۱)۔ ازار (۲)۔کرتا (۳)۔ لفافہ

ازار اور لفافہ سر سے قدم تک اور کرتہ آستین اور کلی کا گردن سے پیر تک۔

عورت کے لیے مسنون پانچ کپڑے ہیں۔

(۱)۔کرتا (۲)۔ازار (۳)۔سربند (۴)۔چادر یا لفافہ اور (۵)۔سینہ بند

۱۔کرتا مونڈھے سے ٹخنوں تک۔ ۲۔سینہ بند سینہ سے گھٹنوں تک یا ناف تک۔

۳۔اوڑھنی یا سربند تین ہاتھ لمبی۔ ۴۔ازار سر سے پاؤں تک۔

۵۔ لفافہ یا چادر سر سے پیر تک ہونا چاہیے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین یمنی کپڑوں میں کفنائے گئے۔ان تین کپڑوں میں نہ تو کرتا تھا نہ عمامہ۔ [صحیح بخاری، مسلم، معارف الحدیث]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو۔وہ تمہارے لیے اچھے کپڑے ہیں اور ان ہی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔ [سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث]

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زیادہ بیش قیمت کفن نہ استعمال کرو کیونکہ وہ جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ [سنن ابی داؤد، معارف الحدیث]

سب سے اچھا کفن سفید کپڑے کا ہے اور نیا اور پرانا یکساں ہے مردوں کے لیے خاص ریشمی یا رنگین کپڑے کا کفن مکروہ ہے عورت کے لیے جائز ہے۔ [بہشتی زیور]

کفن پہنانے کا مسنون طریقہ: کفن کو ایک بار یا تین بار یا پانچ بار خوشبو میں دھونی دیں۔مرد کے لیے پہلے لفافہ بچھائیں اور اس کے اوپر ازار پھر میت کو اس پر لٹا کر کرتا پہنائیں اور پھر سر اور داڑھی اور بدن پر خوشبو لگائیں۔مگر زعفران کی خوشبو نہ لگائیں۔

میت کی پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدموں پر کافور لگائیں اس کے بعد ازار کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں اور پھر اسی طرح لفافہ کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں اور کفن کے سرے اور پاؤں کی طرف کسی کپڑے کی پٹی سے باندھ دیں۔

عورت کے لیے پہلے چادر بچھائیں پھر ازار اس کے اوپر کرتہ بچھائیں۔پھر میت کو اس پر لٹائیں پھر کرتا پہنائیں اور بالوں کے دو حصے کر کے دونوں طرف سے کرتے کے اوپر کر دیں اور سربند اس کے سر پر اُڑھا کر دونوں کناروں سے دونوں طرف کے بال چھپائیں اور پھر اس کے اوپر ازار پھر لفافہ پھر سینہ بند، سینہ کے اوپر بغلوں سے نکال کر گھٹنوں کے نیچے تک لپیٹیں پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف اس کے بعد سینہ بند باندھ دیں پھر چادر لپیٹیں۔پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف پھر کسی دھجی سے سر اور پیر کی طرف کفن کو باندھ دیں۔ایک بند کمر کے پاس بھی باندھ دیں۔ [فتاویٰ ہندیہ] کفن دینے کے بعد پھر میت کے لیے نماز جنازہ پڑھی جائے۔

مسئلہ: کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دُعا رکھنا درست نہیں اسی طرح کفن پر یا میت کے سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ یا کوئی دُعا لکھنا بھی درست نہیں۔ [ردالمحتار]

مسئلہ: جس شہر میں کوئی مرے وہیں اس کا گور و کفن کیا جائے۔ دوسری جگہ لے جانا درست نہیں۔ ہاں اگر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں۔ [طحطاوی]

میت کو نہلانے کے بعد غسل: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میت کو غسل دے تو اس کو چاہیے کہ بعد میں غسل کرے۔ [ابن ماجہ]

اور دوسری حدیثوں میں اضافہ ہے کہ اور جو شخص میت کا جنازہ اٹھائے اس کو چاہیے کہ وضو کرے۔

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ: جنازہ لے جانے کے واسطے مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ اٹھاتے وقت بسم اللہ پڑھیں اور چار آدمی چاروں پائے پکڑ کر لے چلیں۔ دس دس قدم پر مونڈھا بدلیں اور چاروں پایوں پر ایسا کریں۔

اس سے بھی افضل طریقہ یہ ہے کہ سرہانے کا پایہ پہلے داہنے مونڈھے پر رکھے دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ۔ پھر دس قدم پر بائیں طرف سرہانے کا دوسرا پایہ پھر دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ مونڈھے پر رکھے۔ اس طرح ہر شخص ردوبدل کرتا چلا جائے۔ تاکہ ہر شخص چالیس قدم چلے۔ جنازہ لے کر تیزی سے چلنا چاہیے لیکن اس قدر تیز نہ ہو کہ جنازہ ہلنے لگے۔ جنازہ کا سرہانہ آگے رہنا چاہیے۔ [بہشتی گوہر]

جنازے کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے۔ [بہشتی گوہر]

اور سواری پر جانا بھی جائز ہے مگر جنازے کے آگے جانا مکروہ ہے۔ [بہشتی گوہر]

جنازے کے ساتھ جانے والے خاموش رہیں۔ بات چیت کرنا یا بلند آواز سے دُعا یا تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ [بہشتی گوہر]

قبرستان میں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے۔ [بہشتی گوہر]

افضل یہ ہے کہ جب تک دفن کر کے قبر ہموار نہ ہو بیٹھنا نہ چاہیے۔

جنازہ کے ساتھ چلنے اور نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی ایمان کی صفت کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس وقت تک جنازے کے ساتھ رہے جب تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے اور اس کو دفن سے فراغت ہو تو وہ ثواب کے دو قیراط لے کر واپس ہوگا جن میں سے ہر قیراط گویا احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو آدمی صرف نماز جنازہ پڑھ کر واپس آجائے۔ دفن ہونے تک ساتھ نہ دے تو وہ ثواب کا ایسا ہی ایک قیراط لے کر واپس ہوگا۔ [معارف الحدیث، صحیح بخاری و صحیح مسلم]

جنازہ کے ساتھ تیز رفتاری اور جلدی کا حکم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنازے کو تیز لے کر جایا کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو قبر اس کے لیے خیر ہے یعنی اچھی منزل ہے جہاں تم تیز چل کے اسے جلد پہنچادو گے اور اگر اس کے سوا دوسری صورت ہے یعنی جنازہ نیک کا نہیں تو ایک بُرا بوجھ تمہارے کندھوں پر ہے تم تیز چل کے جلدی اس کو اپنے کندھوں سے اتار دو گے۔ [صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث]

حضور اکرم ﷺ جنازے کے ساتھ پاپیادہ تشریف لے جاتے۔ [ترمذی]

اور جب تک جنازہ کندھوں سے اتارا نہ جاتا نہ بیٹھتے۔ فرماتے:

اِذَا اتَّبَعْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا تَجْلِسُوْا حَتّٰى تُوْضَعَ

اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک لحد میں نہ رکھا جائے نہ بیٹھو۔ [مدارج النبوۃ]

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے۔

اہل سنن نے روایت کیا اور جب آپ ﷺ جنازے کے ساتھ جاتے تو پیدل چلتے اور فرماتے میں سوار نہیں ہوتا جبکہ فرشتے پیدل جا رہے ہوں۔ جب آپ ﷺ فارغ ہو جاتے تو کبھی پیدل تشریف لاتے کبھی سوار ہو کر تشریف لاتے۔ [زاد المعاد]

جب رسول اکرم ﷺ جنازے کے ساتھ چلتے تو خاموش رہتے اور اپنے دل میں موت کے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔ [زاد المعاد]

نماز جنازہ کے مسائل

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ میت کے وہ اعزاء جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا پھر وہ شخص جس کو اجازت دے۔ [بہشتی گوہر]

نماز جنازہ کے لیے شرط یہ ہے کہ میت سامنے رکھی ہو اور امام اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو صفوں کو طاق عدد میں ہونا چاہیے۔ [بہشتی گوہر]

اگر نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کا وقت نہ ملے تو تیمم کر کے نماز میں شریک ہو جائے۔ [بہشتی گوہر]

مسئلہ: اگر ایک شخص بھی نماز جنازہ پڑھ لے تو فرض ادا ہو جاتا ہے خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ۔ [بہشتی گوہر]

نماز جنازہ میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔ [بہشتی گوہر]

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں:

۱۔ چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے۔

۲۔ قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض اور واجب نماز میں قیام فرض ہے۔ [بہشتی گوہر]

نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں:

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد

۲۔ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا

۳۔ میت کے لیے دعا کرنا [بہشتی گوہر]

نماز جنازہ کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے محاذ میں (یعنی سامنے) کھڑا ہو جائے۔ میت اگر عورت کی ہو تو ناف کے سامنے کھڑا ہو اور سب لوگ یہ نیت کریں۔

نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ لِلّٰهِ تَعَالٰى صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ وَدُعَاءً لِّلْمَيِّتِ

یعنی میں نے ارادہ کیا کہ جنازہ کی نماز بمعہ چار تکبیروں کے پڑھوں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی نماز ہے اور میت کے لیے دُعا ہے۔ [بہشتی گوہر]

ترکیب نماز جنازہ: پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ باندھ لے اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَائُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھے۔

ترجمہ: ''اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی بہت برتر ہے اور تیری تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔''

پھر اللہ اکبر کہہ کر درود شریف پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وہ درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے وہ پڑھے پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا ط اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ

ترجمہ: ''اے اللہ تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مُردوں اور ہمارے موجود لوگوں کو اور ہمارے غیر موجود لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو اے اللہ ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو موت دے تو اسے ایمان پر موت دے۔''

جس کو یہ دُعا یاد نہ ہو وہ کوئی اور دُعا پڑھے، پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے داہنی پھر بائیں طرف سلام پھیرے۔ تکبیر اور سلام صرف امام بلند آواز سے کہے۔ [بہشتی گوہر]

اگر میت بچہ ہے تو یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

ترجمہ: ''اے اللہ اس بچہ کو تو ہمارے لیے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا ہوا بنا۔''

اگر میت لڑکی ہو تو اس طرح پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْراً وَّ ذُخْراً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً

ترجمہ: ''اے اللہ اس بچی کو تو ہمارے لیے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی ہوئی بنا۔''

جنازہ میں کثرت تعداد کی برکت اور اہمیت: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ کے حضور میں اس میت کے لیے سفارش کریں یعنی مغفرت و رحمت کی دُعا کریں تو ان کی سفارش اور دُعا ضرور قبول ہوگی۔

[صحیح مسلم شریف، معارف الحدیث]

حضرت مالک بن میسرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کا یہ ارشاد سنا کہ جس مسلمان بندے یا بندی کا انتقال ہو اور مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لیے مغفرت و جنت کی دُعا کریں تو ضرور ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے واسطے مغفرت اور جنت واجب کر دیتا ہے مالک بن میسرہ ؓ کا یہ دستور تھا کہ جب وہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم محسوس کرتے تو اسی حدیث کی وجہ سے ان لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ [سنن ابی داؤد]

قبر کی نوعیت: قبر کم از کم میت کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے۔ قد سے زیادہ نہ ہونی چاہیے اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو۔ بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو اور بغلی قبر کھودنے سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ [ردالمحتار، مدارج النبوۃ]

یہ بھی جائز ہے کہ اگر زمین نرم ہو اور بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں۔ صندوق خواہ لکڑی کا ہو، پتھر یا لوہے کا ہو، بہتر یہ ہے کہ صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔
[ردالمحتار]

قبر کو پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے۔ البتہ جہاں زمین نرم ہونے کی وجہ سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختوں سے بند کیا جا سکتا ہے اور صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔ [بہشتی گوہر]

حضور ﷺ قبر کو اونچا نہ بناتے اور اسے اینٹ پتھر وغیرہ سے پختہ تعمیر نہ کرتے اور اسے قلعی اور سخت مٹی سے نہ لیپتے۔ قبر کے اوپر کوئی عمارت اور قبہ نہ بناتے اور یہ سب بدعت اور مکروہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی قبر اور آپ ﷺ کے دونوں صحابہ ﷺ کی قبریں بھی زمین کے برابر ہیں سنگریزے سرخ اس پر چسپاں ہیں۔ [مدارج النبوۃ، سفر السعادۃ]

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ کے صاحبزادے عامر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ والد سعد بن ابی وقاص ﷺ نے اپنے مرض وفات میں وصیت فرمائی تھی کہ میرے واسطے بغلی قبر بنائی جائے اور اس کو بند کرنے کے لیے کچی اینٹیں کھڑی کر دی جائیں جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔ [معارف الحدیث]

دفن کے بیان میں: میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ میت کی قبر کی گہرائی کم از کم اس کے قد کے نصف کے برابر کھودی جائے۔ لیکن قد سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔ میت کو پہلے قبر کے کنارے قبلہ کی طرف رکھ کر اتاریں۔ لحد میں رکھتے وقت کہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ

پھر میت کو داہنی کروٹ قبلہ رخ لٹائیں اور کفن کی گرہیں کھول دیں۔ پھر قبر تختوں وغیرہ سے بند کر دیں۔ پھر سرہانے کی طرف سے مٹی گرائیں۔ ہر شخص کو تین بار مٹھی بھر کر مٹی قبر میں ڈالنا چاہیے۔ پہلی بار مٹی ڈالتے وقت کہیں مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ دوسری بار کہیں وَفِیْهَا نُعِیْدُ کُمْ اور تیسری بار کہیں وَمِنْهَا نُخْرِ جُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی۔ پھر قبر کو اونٹ کے کوہان کے برابر اونچی بنائیں

اور اس پر پانی چھڑکیں۔ قبر کے سرہانے سورۂ بقر کی شروع کی آیتیں مفلحون تک اور پھر پائنتی کی طرف سورۂ بقر کی آیت امن الرسول سے آخر تک پڑھیں قبر کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا جائز نہیں۔ [بہشتی گوہر]

عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرنا مستحب ہے۔ [بہشتی گوہر]

مٹی ڈالنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ [بہشتی گوہر]

دفن کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لیے دُعائے مغفرت کرنا قرآن مجید پڑھ کر ثواب پہنچانا مستحب ہے۔ [درمختار، شامی، عالمگیری]

قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ [درمختار، شامی، بحر]

قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے رکھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو، ورنہ جائز نہیں۔ [درمختار و شامی]

حضور ﷺ کی سنت طیبہ یہ تھی کہ لحد بنواتے اور قبر گہری کرواتے اور میت کے سر اور پاؤں کی جگہ کو فراغ کرواتے۔ [زادالمعاد]

اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا تو حضور ﷺ نے ایک بھاری پتھر اٹھایا اور ان کی قبر پر رکھ دیا۔ [مدارج النبوۃ]

تدفین کے بعد: آنحضرت ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو خود بھی استغفار فرماتے اور دوسروں کو بھی فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیئے استغفار کیا کرو اور ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو منکر نکیر کے جواب میں ثابت قدم رکھے۔ [ابوداؤد]

اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر چند سنگریزے رکھے۔ [زادالمعاد]

قبر پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت: حدیث شریف میں مروی ہے کہ قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

وہ کام جو خلاف سنت ہیں: یہ نبی کریم ﷺ کی سنت نہیں کہ قبروں کو (بہت زیادہ) اونچا

کیا جائے، نہ پکی اینٹوں اور پتھروں سے یا کچی اینٹوں سے پختہ کرنا اور لیپنا سنت میں داخل ہے اور نہ ان پر قبے بنانا مسنون ہے۔ [زاد المعاد]

قبروں پر چراغ جلانا بھی ممنوع ہے اور قبروں کے مواجہہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

[مدارج النبوۃ]

نماز غائبانہ: حضور اکرم ﷺ غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے، لیکن یہ صحیح ہے کہ آپ ﷺ نے شاہ حبشہ نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی اور حضرت معاویہ لیثی ﷺ پر بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ (لیکن ان کی میت حضور اکرم ﷺ پر منکشف کردی گئی تھی) اور یہ بات حضور ﷺ کی خصوصی تھی۔

غائبانہ نماز جنازہ کو امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ مطلقاً منع کرتے ہیں۔

[مدارج النبوۃ]

اور ائمہ حنفیہ کا اس کے عدم جواز پر اجماع و اتفاق ہے۔ کسی میت پر دو دفعہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ اگر ولی آئے تو یہ اس کا حق ہے کوئی اور شخص اس کا حق ساقط نہیں کرسکتا۔

جنازہ کا نمازی کے سامنے موجود ہونا صحت نماز جنازہ کی شرط ہے۔ [مدارج النبوۃ]

زیارت قبور: قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا (برائے عبرت و تذکرہ موت) مردوں کے لیے مستحب ہے، بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو۔ بزرگوں کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کرکے جانا بھی جائز ہے۔ جبکہ کوئی عقیدہ اور عمل خلاف شرع نہ ہو، جیسا کہ آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

[بہشتی گوہر]

کبھی کبھی قبر کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

کبھی کبھی شب برات کو بھی قبرستان جانا ثابت ہے۔

قبرستان میں جا کر اس طرح کہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَّ نَحْنُ بِالْاَثَرِ

پھر جو کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب پہنچادیں مثلاً سورۂ فاتحہ۔ آیت الکرسی، سورۂ یٰسین، سورہ تبارک الذی، سورۂ الھکم التکاثر اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار یا سات بار یا جس قدر آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ کر کہے یا اللہ اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچادے۔ [بہشتی گوہر]

حضور اکرم ﷺ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ مرنے والوں کی زیارت اس لیے فرماتے کہ آپ ﷺ دُعائے ترحم واستغفار فرمائیں۔ ایسی زیارت جو اس معنی اور غرض کے لیے ہو اور اس میں کسی بدعت و کراہت کے ارتکاب کی راہ نہ ہو تو یہ زیارت مسنون و مستحب ہے۔ [مدارج النبوۃ]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب اجازت دیتا ہوں کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر پیدا ہوتی ہے۔ [سنن ابی ماجہ]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر مدینہ ہی میں چند قبروں پر ہوا۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف رخ کیا اور فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ

ترجمہ: ''سلام تم پر اے اہل قبور! اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے آگے جانے والے ہو اور ہم تم سے پیچھے آنے والے ہیں۔'' [جامع ترمذی، معارف الحدیث]

تعزیت: جس گھر میں غمی ہو اس کے یہاں تین دن میں کسی ایک دن ایک بار تعزیت کے لیے جانا مستحب ہے۔ متعلقین کو صبر و تسلی کی تلقین کرنا سنت ہے۔ اس طرح کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں اس کے گناہ معاف فرمائیں اور اس پر اپنی رحمت نازل فرمادیں اور پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمادیں۔ آمین۔ ہمسایہ اور قرابت داروں کو میت کے گھر والوں کے لیے دو ایک وقت کا کھانا پہنچانا بھی سنت ہے۔ [بہشتی زیور]

ایصال ثواب: سلف صالحین کے موافق ایصال ثواب کریں وہ اس طرح کہ کسی قسم کی قید او رکسی دن کی تخصیص نہ ہو۔ اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس

قدرتوفیق ہو بطورِ خود قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب پہنچا دیں۔

قبل دفن قبرستان میں فضول باتوں اور خرافات میں وقت گزارنے کے بجائے کلمہ پڑھیں اور ثواب بخشتے رہیں۔ [بہشتی زیور]

اموات کے لیے ایصالِ ثواب: کسی کی موت کے بعد رحمت ومغفرت کی دُعا کرنا، نماز جنازہ ادا کرنا اعمالِ مسنونہ ہیں۔ ان کے ساتھ دوسرا طریقہ نفع رسانی کا یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے یا کوئی عمل خیر کر کے ان کو ہدیہ کیا جائے۔ اسی کو ایصالِ ثواب کا درجہ دیا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں ذیل کی حدیث ملاحظہ ہو۔

حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ ﷺ کی والدہ کا انتقال ایسے وقت ہوا کہ خود سعد ﷺ موجود نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تھے۔ جب واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری عدم موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ ان کے لیے فائدہ مند ہوگا؟ اور اس کا ثواب پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں پہنچے گا۔ انہوں نے عرض کیا میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں اپنا باغ (مخراف) میں نے اپنی والدہ مرحومہ کے لیے صدقہ کر دیا۔ [صحیح بخاری، معارف الحدیث]

حضور اکرم ﷺ کا مکتوب تعزیت
معاذ بن جبل ؓ کے بیٹے کی وفات پر

ترجمہ: (شروع) کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے، اللہ کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے معاذ بن جبل ؓ کے نام، تم پر سلامتی ہو، میں تمہارے سامنے اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حمد وثنا کے بعد اللہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور صبر کی توفیق دے اور ہمیں اور تمہیں شکر ادا کرنا نصیب فرمائے۔ اس لیے کہ بے شک ہماری جانیں، ہمارا مال، ہمارے اہل وعیال اور ہماری اولاد (سب) اللہ بزرگ و برتر کے خوشگوار عطیے اور رعایت کے طور پر سپرد کی ہوئی چیزیں ہیں، جن سے ہمیں ایک معین مدت تک فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا ہے اور مقررہ وقت پر ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ (واپس) لے لیتا ہے۔ پھر ہم پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ جب وہ دے تو ہم شکر ادا کریں اور جب وہ آزمائش کرے اور ان کو واپس لے لے تو صبر کریں۔

تمہارا بیٹا بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ان ہی خوشگوار نعمتوں اور سپرد کی ہوئی رعایتوں میں سے (ایک عاریتی عطیہ) تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اس سے قابل رشک اور لائق مسرت صورت میں نفع پہنچایا اور (اب) اجر عظیم، رحمت ومغفرت اور ہدایت کا عوض دے کر لے لیا بشرطیکہ تم صبر (وشکر) کرو۔ لہٰذا تم صبر (وشکر) کے ساتھ رہو (دیکھو) تمہارا رونا دھونا تمہارے اجر کو ضائع نہ کردے، کہ پھر تمہیں پشیمانی اٹھانی پڑے اور یاد رکھو کہ رونا دھونا کچھ نہیں لوٹا کر لاتا اور نہ ہی غم واندوہ کو دور کرتا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔

سلامتی ہو تم پر فقط

[ترمذی، حصن حصین، معارف الحدیث]

درود شریف

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فِی الصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ رَبِّیْ وَسَعْدَیْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَیْءٍ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الشَّاهِدِ الْبَشِیْرِ الدَّاعِیْ اِلَیْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ط

ترجمہ: حضرت علی مرتضیٰ ؓ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر اس طرح درود بھیجتے تھے (پہلے سورۂ احزاب کی یہ آیت تلاوت فرماتے جس میں رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے) اس کے بعد کہتے:

''اے میرے اللہ میں تیرے فرمان کی بسروچشم تعمیل کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ اس خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو بڑا احسان فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے، خاص نوازشیں اور عنایتیں ہوں اور اس کے ملائکہ مقربین اور انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کی اور اس کی ساری مخلوقات کی جو اللہ کی تسبیح وحمد کرتی ہے بہترین دعائیں اور نیک تمنائیں ہوں حضرت محمد بن عبداللہ کے لیے جو خاتم النبیین سید المرسلین، امام المتقین اور رسول رب العالمین ہیں، جو اللہ کی طرف سے شہادت ادا کرنے والے ہیں، اللہ کے فرمانبردار بندوں کو رحمت وجنت کی بشارت سنانے والے جو تیرے بندوں کو تیرے حکم سے تیری طرف دعوت دیتے ہیں اور تیرے ہی روشن کیے ہوئے چراغ ہیں اور ان پر سلام ہو۔ [کتاب الشفاء، معارف الحدیث]

نعت شریف

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ
فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمِ
فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ
حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمِ
فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْہِ اَنَّہٗ بَشَرٌ
وَاَنَّہٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰہِ کُلِّھِمِ
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
وَمَنْ تَکُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ نُصْرَتُہٗ
اِنْ تَلْقَہُ الْاُسْدُ فِیْ اٰجَامِھَا تَجِمِ

[قصیدہ بردہ]

ترجمہ

’’آپ اسم بامسمیٰ حضرت محمد ﷺ، جو سردار دنیا و آخرت کے، جن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہیں اور آپ کی ذات بابرکت کی طرف جو خوبیاں (باستثنائے مرتبہ الوہیت) تو چاہے منسوب کر دے وہ سب قابل تسلیم ہوں گی اور آپ کی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیاں تو چاہے نسبت کر دے، وہ سب صحیح ہوں گی۔ کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حدود نہایت نہیں ہے کہ کوئی گویا ان کو بذریعہ اپنی زبان کی ظاہر و بیان کر سکے۔ پس نہایت ہمارے فہم و عقل کی یہ ہے کہ آپ بشر عظیم القدر ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ ﷺ کے توسل سے ہو تو اگر شیروں کا گروہ بھی اسے اپنی جھاڑیوں میں ملے تو وہ اس کا مطیع ہو جائے گا۔‘‘

مناجات

يا الله يا رحمن و يا رحيم يا حي يا قيوم برحمتك نستعين

یا اللہ! یہ محض آپ کا فضل عظیم و کرم عمیم ہے کہ آپ نے اس عاجز و بے نوا بے مایہ علم و عمل کو ایک وا انہ ذوق وشوق عطا فرما کر اپنے محبوب نبی الرحمتہ ﷺ کے خصائل وشمائل مقدسہ کی احادیث مبر کہ کو مختلف عنوانات زندگی کے ذیل میں جمع کرنے اور مرتب کرنے کی توفیق وسعادت نصیب فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ لَا اُحْصِىْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلىٰ نَفْسِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا

یا اللہ تو پھر اپنے الطاف واحسان و بندہ نوازی سے اس تالیف ناچیز کو اپنی مربیانہ بارگاہ اور اپنے محبوب اور ہمارے آقائے نامدار ﷺ کی کریمانہ نگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر دونوں جہانوں میں سرفرازی عطا فرما دیجئے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

اور یا اللہ جن نفوس قدسیہ کی متبرک تصانیف سے میں نے استفادہ کیا ہے، ان سب کی ارواح پاک پر اپنی خاص رحمتوں کا دائما نزول فرماتے رہئے اور ان سب کو اپنے مقامات قرب و رضا میں پیہم ترقی درجات عطا فرماتے رہئے اور ان کے فیوض و برکات یہ ودیعہ کو قیامت تک قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

یا اللہ! اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کو بھی اس کے تمام علمی وعملی منافع سے بہرہ اندوز فرمائیے اور اطاعت واتباع اسوۂ رسول اکرم ﷺ کی توفیق وافر وداثق عطا فرمائیے۔ آمین۔